

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (الْقُرْآن)

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

محمد متین خالد

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

جامع مسجد نیاز، سردار چنیل چوک، بلال گنج، لاہور

فون: 0300-4241359, 0333-4037803

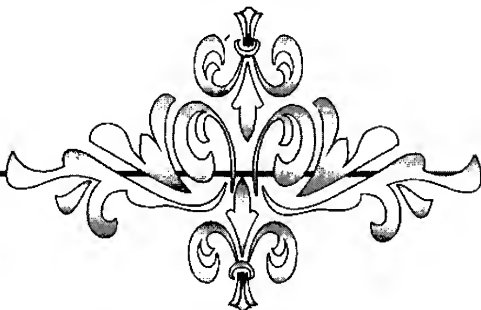


آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ”العقل اصل دینی“ عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔“ قرآن مجید میں ہے: ”یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔“ اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔“ براہِ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شانِ کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر جن لے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق احق ان یتبع (یونس: 35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ”جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔“ انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے غنودہ کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

احمدی دوستو!
تمہیں سلامِ بلاتا ہے



مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

احمدی دوستو!

تتبعیں اسلام بلا تاملے

حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

محمد قین خاں

بائے کا پتہ

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

جامع مسجد نیاز، سردار چل چک، بلال سٹریٹ، لاہور

فون: 0300-4241359, 0333-4037803

INTERNATIONAL KHATM-E-NABUWAT MOVEMENT

Street 11-13 Georges Road, Forest Gate London E7 7-UK

Ph: 01814708551

انتساب!

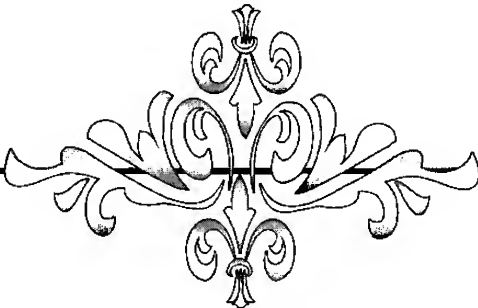
احمدیت میں 50 سال گزارنے والے، جماعت احمدیہ کے انتہائی محرم راز درون خانہ

مکرم و محترم احمد کریم شیخ صاحب (کینیڈا)

کے نام

جو جرات و ہمت کا بلند مینارہ، استقامت و استقلال کا کوہ گراں اور اخلاص و محبت کا پیکر
ہیں۔ انٹرنیٹ پر ان کی شبانہ روز مسلسل اور مخاصانہ کاوشوں سے بے شمار احمدی دوست اپنے
عقائد پر نظر ثانی کر کے اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔ اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے!

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قد



عرض ناشر

آخر میں ملاحظہ فرمائیں

دعوت و فکر پر مبنی اہم دستاویز

خاکسار سے جب محترم محمد متین خالد نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ راقم ان کی کتاب کا دیباچہ لکھے تو اک ٹونہ احساس مسرت و انبساط کے ساتھ اپنی کوتاہیوں اور برادر م متین خالد کے حسن ظن پر نگاہ گئی تو اپنی کم مائیگی وہ چند ہو گئی اور دل سے دعا نکلی کہ یا اللہ میری یکیاں کو اپنی رحمت سے دور کر اور مجھے ان نیک لوگوں کے حسن ظن پر پورا اترنے کی توفیق ارزانی فرما، آمین۔

ختم نبوت کے منکرین تو رسول کریم ﷺ کے دور ہی میں پیدا ہو گئے تھے، ان کی سرکوبی کا کام بھی آنحضور ﷺ کے ہاتھوں سے شروع ہو گیا تھا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے ایک مثال قائم کروادی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جب بھی کوئی مدعی نبوت سراٹھائے گا، اُمہ کو اس کا سدباب کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ آنحضور ﷺ کی احادیث مقدسہ کے مطابق کئی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور امت مسلمہ نے ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا۔ بعض کی نبوت کا سلسلہ دو سو برس سے بھی زیادہ چلا۔ علماء حق کے مسلسل تعاقب اور احتساب کی وجہ سے آج سابقہ جھوٹے مدعیان نبوت کے پیروکاروں کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔

پچھلی صدی ہجری میں قادیان (بھارت) کے مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ پوری امت مسلمہ کو یقین ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ خلاف قرآن و شریعت اور خلاف احادیث مقدسہ ہے۔ یہ یقین بے بنیاد نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے مختلف دعاوی جات سامنے آتے ہی جید علمائے کرام، دانشور حضرات اور محققین نے ان کی تحریروں اور ان کی عملی زندگی کا مختلف جہتوں سے جائزہ لے کر یہ فیصلہ دیا۔

آج کی نسل نوی میں سے بھی خدا تعالیٰ نے کئی نوجوانوں کو توفیق دی کہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ اور تحریروں کا تجزیہ اور محاکمہ کریں۔ ستاروں کی طرح روشن ان ناموں کے جھرمٹ میں ایک نام چاند کی طرح چمکتا ہے اور وہ نام ہے محمد متین خالد۔ برادر محترم محمد متین خالد صاحب نے اپنی

درجنوں تصنیفات میں مرزا صاحب کے دعاوی و اعمال اور ان کے جانشینوں کے قول اور فعل کے تضادات، مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے انحراف اور تناقض وغیرہ کو جس طرح دلائل اور ثبوت کے ساتھ پیش کیا ہے، ان کا رد کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ محترم متین خالد صاحب کا نام ختم نبوت کے موضوع پر لکھنے والوں میں ایک ثقہ اور معتبر نام کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اس بار انھوں نے نئی جہت سے اُن لوگوں کو بڑے سلیقے قرینے سے مخاطب کیا ہے جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں۔ ان کا دعویٰ انداز درد و سوزِ آرزو و مندی سے مالا مال ہے۔ یہ حضرات اس کتاب کو ایک بار پڑھ لیں اور اس میں دیے گئے مواد کو پروپیگنڈہ سمجھنے کی بجائے اپنی جماعت کے لٹریچر سے موازنہ کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ احمدی کہلانے والے دوست یقیناً سوچیں گے کہ وہ کہاں کھڑے ہیں اور کیوں؟ اس لیے کہ وہ اس کتاب میں دیے گئے حقائق کو برحق پائیں گے۔

میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کتاب کو اُن گنت لوگوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور برادر محترم محمد متین خالد جس خلوص و لگن کے ساتھ دین اسلام اور بالخصوص مسئلہ ختم نبوت پر علمی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول کرے اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف ان کو اور ان کے اہل و عیال کو، بلکہ ان کی بے شمار نسلوں کو بھی اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین

سہیل باوا

فاضل بنوری ٹاؤن، کراچی

ناظم اعلیٰ، ختم نبوت اکیڈمی

فاریسٹ گیٹ، لندن



دل کی بات

میں یہ بات پورے وثوق اور یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جنہیں بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے متعلقین کی وہ تحریریں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا جو عرصہ دراز سے مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان وجہ نزاع ہیں۔ یہ ان کی کم علمی اور سادگی ہے کہ وہ محض چند رٹے رٹائے مخصوص مسائل پر بات کرتے ہیں اور اگر گفتگو کا دھارا بدل جائے تو بے حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ پڑھے لکھے احمدی حضرات بالخصوص نوجوانوں کو لطیف دلائل و براہین سے بات سمجھائیں تو وہ نہ صرف اسے قبول کرتے بلکہ مزید تجسس اور تشنگی کا اظہار کرتے ہیں۔

مجھے کئی دفعہ احمدی حضرات سے ان کے عقائد و نظریات پر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ (بعض دفعہ یہ گفتگو بلکہ پھلکے مناظرے کی شکل اختیار کر لیتی ہے) دوران گفتگو میں نے اخلاق اور شائستگی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ قرآنی آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة و جادلہم بالتي هي احسن ہمیشہ میرے پیش نظر رہی۔ اس کے باوجود جب کوئی احمدی دوست میرے دلائل اور ثبوت سے زچ ہو جاتا تو بے اختیار تلخ کلامی پر اتر آتا۔ میں سمجھتا ہوں تلخ کلامی اور دشنام طرازی کمزور استدلال کی دلیل ہے جس میں سب سے پہلے سچائی کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔ سقراط نے کہا تھا: ”لا جواب کرنا اچھا ہے اور قائل کرنا اس سے بھی اچھا“ دعوت حق کے جذبہ سے خوش اخلاقی کے ماحول میں پیش کیے گئے دلائل و براہین قاطع کا کوئی جواب نہیں۔ دلیل اور اخلاق کے ہتھیار سے آپ سب کچھ فتح کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ کتاب اسی جذبے اور سوچ کے تحت تحریر کی ہے۔ میری شدید خواہش ہے کہ احمدی دوست حق کی تلاش میں بنظر غائر اس کا مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ وہ ان معروضات سے مکمل اتفاق فرمائیں گے۔ شکریہ

اے اللہ! ہمیں اپنی نافرمانی سے بچا اور ہمارا جینا مرنا اسلام کے لیے اور اسلام پر ہو۔ ہم اس دایرفانی سے جائیں تو ایمان سے خالی نہ جائیں، نہ کسی فتنہ کا شکار ہوں اور نہ دین اسلام سے رُوگرداں ہوں۔ (آمین)

محمد متین خالد



زبان ہے دل کی رفیق

حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہ ”لاکھوں میں ایک“ والی شخصیت کے مالک ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کے محاذ پر ان کی گرانقدر خدمات قابل صد ستائش ہیں۔ وہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے مرکزی رابطہ سیکرٹری ہونے کے ساتھ ساتھ شعبہ نشر و اشاعت اور اس کے مجلہ ”ماہنامہ انوار ختم نبوت انٹرنیشنل“ کے ادارتی و انتظامی امور کی نگرانی بھی کر رہے ہیں۔ جناب قاری محمد رفیق صاحب کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ ہمارے مخدوم، سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کے دیرینہ ساتھیوں میں سے ہیں۔ حضرت مولانا چنیوٹی جب بھی لاہور تشریف لاتے تو ہمیشہ قاری صاحب کے ہاں قیام فرماتے۔ حضرت مولانا چنیوٹی نے اپنی علالت کے آخری دنوں میں ایک دفعہ بستر مرگ پر جناب قاری صاحب کا ماتھا چوم کر فرمایا تھا: ”میرے مشن کو قاری محمد رفیق پورا کرے گا“ جناب قاری صاحب جس جذبے، محنت، خلوص، محبت، ذوق، شوق اور عقیدت و احترام کے ساتھ اس عظیم مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں، یقیناً اس سے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کی روح مبارک جنت الفردوس میں خوشی سے جھوم رہی ہوگی۔

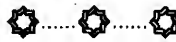
گذشتہ دنوں ایک پروگرام میں حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ فضیلت الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ کی (ایمر مرکزیہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ) نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور آپ کی نئی کتاب ”احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے۔“ کو بے حد پسند فرماتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ مذکورہ کتاب کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔ انبساط و شکرگزاری کے جذبات سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ اتنی بڑی ہستی نے احقر کے لیے تحسین کے کلمات فرمائے ہیں۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر کی کے خلیفہ اجل ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا عبدالحفیظ کی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمات آپ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ پوری دنیا کے ممالک میں اس کام کی براہ راست خود نگرانی

کرتے ہیں اور اکثر ممالک کا تبلیغی دورہ بھی فرماتے ہیں۔ حضرت کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے ترمذی شریف کی شرح 13 جلدوں میں عربی میں تحریر فرمائی۔ بہر حال میں نے قاری صاحب سے عرض کیا کہ یہ ایک تحریکی اور دعوتی کتاب ہے جس نے پڑھے لکھے احمدی نوجوانوں میں اپنے مذہب کے خلاف بغاوت پیدا کر دی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے وہ اپنے گھر والوں اور مربی حضرات سے متنازعہ تحریروں پر خوب بحث کر رہے ہیں جس کا خاطر خواہ جواب نہ پا کر عقل سلیم کے حامل نوجوان واپس اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔ اس کتاب میں جو بھی خوبی ہے، وہ سب بزرگ اکابرین کی تحریروں اور مشوروں کا نتیجہ ہے اور اس میں جو بھی خافی ہے، اس کا سزاوار میں خود ہوں۔

کتاب کی افادیت کے پیش نظر حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہ اسے اپنی نگرانی میں شائع کروا رہے ہیں۔ لہذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے بزرگوں کے مشورہ سے اس میں مزید ضروری اضافے کیے ہیں تاکہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ موثر اور فائدہ مند ہو سکے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اگر ایک بھی راہ گم کردہ شخص راہ ہدایت پا جائے تو ہمارے نامہ اعمال میں یہ سب سے بڑی نیکی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جن دوستوں نے اس کی تیاری کے سلسلے میں کوششیں کیں، انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (آمین!)

محمد متین خاں



شکریہ !!!

- ✽ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- ✽ جناب پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب
- ✽ جناب یونس الحسنی صاحب
- ✽ جناب پروفیسر جمیل احمد عدیل صاحب
- ✽ جناب پروفیسر سمیر ملک صاحب
- ✽ جناب وقار احمد صاحب
- ✽ جناب عامر خورشید صاحب
- ✽ جناب مولانا عزیز الرحمن رحمانی صاحب
- ✽ حضرت مولانا محمد مغیرہ صاحب
- ✽ جناب حافظ عبدالقیوم صاحب
- ✽ جناب محمد ناصر صاحب
- ✽ جناب محمد ذیشان اقبال صاحب
- ✽ جناب عبداللہ صاحب
- ✽ جناب عمر شاہ صاحب
- ✽ کا جنھوں نے اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے نہ صرف
- ✽ بہترین مشوروں سے نوازا بلکہ ہر مرحلہ پر بے حد تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ
- ✽ انھیں دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)
- ✽ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

توجہ فرمائیں!

یہ کتاب خصوصی طور پر احمدی دوستوں کو نہایت اہم تحریروں سے آگاہی اور دعوت اسلام کی بنیاد پر تحریر کی گئی ہے۔ اس لیے دعوتی طرز تحریر نہایت مہذبانہ اور مودبانہ ہے۔ اس سے اگر کسی مسلمان کی دل آزاری ہو تو پیشگی معذرت خواہ ہوں۔

اس کتاب میں درج تمام حوالہ جات کو نمبر شمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔

پھر اس کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ حوالہ جات کے اصل کتب سے عکس دے دیے گئے ہیں۔

اصل کتابوں کے ٹائٹل کا عکس ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھئے صفحہ نمبر 15 تا 17۔

متعلقہ حوالہ جات کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے نیچے آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔

احمدیہ کتب سے پورے صفحے کا عکس فوٹو دینے سے احمدی حضرات کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی متنازعہ عبارات سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔

فہرست ٹائٹل کتب

254	صحیح بخاری شریف	□
270	صحیح مسلم شریف	□
300	سنن الدار القطنی	□
127	ازالہ اوہام (مرزا غلام احمد صاحب)	□
129	حماۃ البشریٰ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
131	تریاق القلوب (مرزا غلام احمد صاحب)	□
133	مجموعہ اشتہارات (جلد اول) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
136	مجموعہ اشتہارات (جلد دوم) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
138	تذکرہ، وحی مقدس و مجموعہ الہامات طبع چہارم (مرزا غلام احمد صاحب)	□
140	دافع البلاء (مرزا غلام احمد صاحب)	□
142	اسلامی قربانی (قاضی یار محمد صاحب)	□
144	ایک غلطی کا ازالہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
147	حقیقت الوحی (مرزا غلام احمد صاحب)	□
150	ریویو آف ریلیجز، کلمۃ الفصل (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
162	سیرت المہدی (جلد دوم) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
164	اربعین (مرزا غلام احمد صاحب)	□
175	سیرت المہدی (حصہ سوئم) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
178	سیرت المہدی (جلد اول) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□

- 187 نسیم دعوت (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 195 مکتوبات احمدیہ (جلد پنجم نمبر 3) (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 197 مکتوبات احمدیہ (جلد پنجم نمبر 2) (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 199 چشمہ معرفت (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 201 انجام آتھم (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 204 ملفوظات (جلد چہارم) (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 206 کشتی نوح (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 208 سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 210 تذکرۃ الشہادتین (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 213 چشمہ مسیحی (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 215 براہین احمدیہ (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 217 تحفہ قیصریہ (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 219 کشف الغطاء (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 222 اعجاز احمدی (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 224 نزول المسیح (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 229 ملفوظات (جلد اول) (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 232 قول الحق (مرزا بشیر الدین محمود صاحب) □
- 239 حقیقت المہدی (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 241 حقیقت الرویاء (مرزا بشیر الدین محمود صاحب) □
- 245 احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 256 مکتوبات احمدیہ جلد ششم حصہ اول (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 275 نور الحق (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 277 مواہب الرحمن (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 280 براہین احمدیہ پنجم (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 282 تحفہ گولڈویہ (مرزا غلام احمد صاحب) □

287	اتمام الحجہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
290	ملفوظات (جلد 8) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
292	الہدیٰ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
295	عسل مصفیٰ (مرزا خدا بخش صاحب)	□
312	آئینہ صداقت (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)	□
314	انوار خلافت (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)	□
318	پیغام صلح (از مرزا غلام احمد صاحب)	□
322	ایام صلح (از مرزا غلام احمد صاحب)	□
324	کتاب البریہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
327	آریہ دھرم (مرزا غلام احمد صاحب)	□
329	شہادت القرآن (مرزا غلام احمد صاحب)	□
331	تحفہ النودہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
337	مجموعہ اشتہارات (جلد سوئم) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
341	ملفوظات (جلد 9) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
350	ست پنجن (مرزا غلام احمد صاحب)	□
366	آئینہ کمالات اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)	□
368	انوار اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)	□
388	قادیان کے آریہ اور ہم (مرزا غلام احمد صاحب)	□
402	دعوت الامیر (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)	□
426	ستارہ قیصرہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
444	The Supreme Court Monthly Review-August, 1993	□

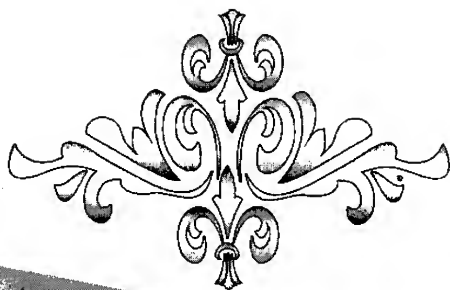




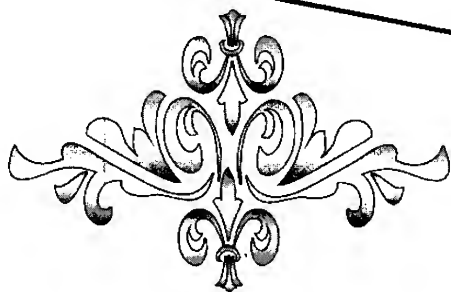
پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا۔ آپ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ کریں،
نکتہ چیں اپنی نیش زنی سے باز نہیں آتے۔

حاسد حسد کی آگ میں ہر دم جلا کرے
وہ شمع کیا، جسے روشن خدا کرے





احمدی دوستو!
شہین اسلام آباد



اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”الدین النصیحة“
یعنی دین نصیحت (بھلائی) ہی کا نام ہے۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہنے کا دوسرا نام نصیحت
ہے۔ دعوتِ دین سے متعلق اللہ تعالیٰ کے تمام برحق حضرات انبیاء علیہم السلام یوں فرماتے تھے:
ابلغکم رسلت ربی وانصح لکم (اعراف: 62)

(ترجمہ): میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔
انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ وہ ہے جو ان میں ہدایت تقسیم کرنے والا اور انہیں گمراہی
سے بچانے کی فکر کرنے والا ہو۔ ہر انسان کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ خیر کثیر کا وارث، خسرانِ مبین
سے بچتا اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو۔ بابِ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: ”یہ نہ دیکھو
کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے۔“ ان مبارک اقوال کی روشنی میں، میں احمدی دوستوں کی
خدمت میں نہایت خلوص، ہمدردی اور دردِ دوسوز مندی کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔
امید ہے کہ ان معروضات پر وہ انتہائی غیر جانبداری اور شہنشاہی دل کے ساتھ غور و فکر فرمائیں گے۔
احمدی دوستو!

ایمان مذہبی زندگی کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر تمام عقائد اور اعمال کی بلند قامت
عمارت کھڑی ہے۔ ایمان جاننے نہیں، ماننے کا نام ہے جس کی تصدیقِ قلب، زبان اور اعمال کریں،
جبھی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمان کی پختگی اور اس پر خاتمہ ہی ایک مسلمان کا اصل اثاثہ، اصل

میراث اور اصل سرمایہ ہے۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ایمان اور کفر کے راستے جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنے ایمان کی بدولت جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو جائے گا جبکہ ایمان سے محروم کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”انسان میں شرم و حیا ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے۔“ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”خطاب کے بیٹے! جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے۔“

یاد رکھیے! ایمان ایک ایسی چیز ہے جو نہ کسی دوکان سے ملتا ہے نہ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے نہ حکومت سے ملتا ہے نہ منصب یا عہدہ سے۔ ایمان اگر دولت سے ملتا تو قارون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ خدائی سے ملتا تو نمرود بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ طاقت سے ملتا تو فرعون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ رشتہ داری سے ملتا تو نوح کا بیٹا بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ سرداری سے ملتا تو ابوجہل بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ خونی رشتہ سے ملتا تو ابولہب بے ایمان نہ ہوتا۔ ایمان محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بے حد اہمیت اور قدر و قیمت ہے۔ لہذا ہر شخص کو اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنی چاہیے کیونکہ یہی تو شہ آخرت ہے۔

ایمان اور ہدایت کائنات کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر چیز بچ ہے۔ یہ متاع عزیز جسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص کہلاتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ لاعلمی، کوتاہی، لاپرواہی، ضد یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ گرانقدر دولت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے تو کسی حیل و حجت اور تاویل کے بغیر فوراً اس کی تلافی کی فکر میں لگ جانا چاہیے کہ ناپائیدار زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، کب یہ ختم ہو جائے۔ اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند کاشتکار کی طرح ایمان خالص کا بیج اپنے قلب کی سرزمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے راہ ہدایت سے بھٹک جائے تو ایمان ایک ایسا مینارہ نور ہے جس کی روشنی میں وہ واپس صراط مستقیم پر آ جاتا ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور ندامت کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں جس سے اس کے دل کی جلا مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے، من گھڑت تاویلات سے اسے صحیح ثابت کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے شکوک پر بے جا اصرار کرتا رہے تو پھر ایمان معدوم ہو جاتا ہے اور مگر ابی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔ دیدہ و دانستہ اپنے غلط عقائد پر جے رہنا اور اس پر تاویلات کے پردے ڈالتے رہنا دانشمندی نہیں، جہالت

ہے۔ اعمال کی کمی کے بارے میں روزِ محشر یہ قوی امید رکھی جاسکتی ہے کہ اس کو تا ہی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے درگزر کا معاملہ فرماتے ہوئے معاف فرمادیں (ان شاء اللہ تعالیٰ) لیکن محرومی ایمان ایک ایسی بد بختی ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی معذور بچہ پیدا ہو تو دنیا بھر کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر اسے ٹھیک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح ایمان کی دولت سے محروم کوئی شخص روزِ قیامت معافی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ختمِ نبوت اسلام کی اساس اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اس میں شکوک و شبہات کا ذرا سا بھی رخ نہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان و ہدایت محض نبی کریم ﷺ کو سچا جاننے کا نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کو صادق و مصدوق سمجھنے اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو آخری تسلیم کرنا ایمان و ہدایت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس سے انکار یقیناً کفر و ارتداد ہے جس سے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ عقیدہ ختمِ نبوت کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ ﷺ کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپؐ نے خبر دی ہے، ان میں آپؐ کو سچا سمجھتا۔ جن دلائل اور طریق تو اترے آپ ﷺ کی رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے لیے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تو اترے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختمِ نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالت محمدی ﷺ میں بھی شک ہوگا۔ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین (جن کے ناموں پر ہم اور آپ متفق ہیں) حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت (ظنی، بروزی، تشریحی، غیر تشریحی وغیرہ وغیرہ) کو بند سمجھتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بزرگ بھی ایسا نہیں جو اجرائے نبوت کا قائل، یا امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا:

إِنْ أُمِّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلَى ضَلَالَةٍ لَإِذَا رَأَيْتُمْ اخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ.

(ابن ماجہ)

”میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ پس اگر تم اختلاف دیکھو تو تم پر سوادِ اعظم کے ساتھ رہنا لازم ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ. (ترمذی)

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور (سن لو کہ) جماعت (اجتماعی وحدت) پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے اور جو کوئی اس سے جدا ہوگا وہ دوزخ میں جا کرے گا۔“

لہذا امت مسلمہ بحیثیت مجموعی بے دین اور گمراہ نہیں ہو سکتی۔

شروع میں جب جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب ایک عالم اور مناظر کی حیثیت سے منظر عام پر آئے تو اس وقت وہ ختم نبوت کے قائل تھے اور عام مسلمانوں کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے تھے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تحریریں قابل توجہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(1) ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله و خاتم النبیین“ (الاحزاب: 40) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“

(ازالہ ادہام ص 614 روحانی خزائن نمبر 3 ص 431، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 128 پر)

(2) ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله و خاتم النبیین“ (یعنی

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرتؐ نے لانی بعدی سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور اگر ہم آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداهت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور

ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آئیے سکتا ہے جبکہ آپؐ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔“

(حماتۃ البشری ص 34 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 7 ص 200، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 130 پر)

(3) ”میرے ساتھ (جڑواں) ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔“

(تزیان القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 479 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 132 پر)

مرزا صاحب کے مذکورہ بیان سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک آخر کے معنی ”سب سے آخر میں آنے والا، جس کے بعد کوئی دوسرا نہ ہو“ ہی تھے۔

(4) ”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ پر ختم ہوگئی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 230 تا 231، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 134 پر)

(5) ”ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 297 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 137 پر)

مسلمانان عالم کا حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر اجماع اور عقیدہ جہاد، 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص انگریزوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا اور ہے۔ ان کی شدید خواہش تھی اور ہے کہ کسی طرح کوئی ایسا اہتمام ہو جائے کہ مسلمانوں کے دل سے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و عقیدت اور جہاد کی روح دونوں ختم ہو جائیں، اب چونکہ ایک نبی کے حکم میں ترمیم و ترمیم دوسرے نبی کے ذریعے ہی سے ہوتی ہے۔ اس لیے برطانیہ ہی کی شہ پر جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے پہلے خود کو عیسائیت اور ہندو مخالف مناظر کی حیثیت سے متعارف کروایا اور مسلمانوں کی جذباتی اور نفسیاتی ہمدردیاں حاصل کیں۔ پھر مرزا صاحب مجدد، محدث، امتی نبی، غلی نبی،

بردوزی نبی، مثیل مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہوئے انجام کار باقاعدہ امر و نہی کے حامل ایک صاحب شریعت نبی ہونے کے ادعا تک جا پہنچے۔ یعنی باقاعدہ نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اعلان کیا کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں (نعوذ باللہ) جماعت احمدیہ کے ذمہ داران بڑی ہوشیاری کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی ان تصانیف سے منتخب اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو درغلاتے ہیں جو ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے رفقاء کی کتب میں بعض ایسی روح فرسا تحریریں ہیں جو عقائد کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان تحریروں کو پڑھ کر کلیجہ پھٹنے کو آتا، دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا، آنکھیں خون کے آنسو دھوئیں، سینہ چھلنی ہوتا، ہاتھ پاؤں شل ہوتے، روح میں زہر آلود نشتر چبھتے اور دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ آئیے بوجھل دل کے ساتھ ان دل آزار تحریروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھتے ہیں:

(6) ”ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا اپنے وعدہ کے موافق۔“ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 358، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 139 پر) مزید کہا:

(7) ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء، ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 231 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 141 پر) اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا صاحب رسول نہیں ہیں تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ) مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند مرید اپنی کتاب میں مرزا صاحب کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

(8) ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔“

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34 صفحہ نمبر 12 از قاضی یار محمد) (عکس صفحہ 143 پر)

مرزا صاحب نے اپنی کئی تحریروں میں حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں نہایت توہین آمیز خیالات کا اظہار کیا جو ایک عام اور بے عمل مسلمان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے۔ مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

” (مرزا غلام احمد صاحب نے) بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ بعد میں (جماعت احمدیہ سے میری) یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی، جب میں نے تحریک (احمدیہ) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں، پھل سے پھچا جاتا ہے۔“

(علامہ اقبالؒ کا خط، سن رائز کے جواب میں، مطبوعہ حرف اقبال از لطیف احمد شیرانی ص 123)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا اپنا بیان ہے:

(9) ”پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 207، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 145 پر)

وہ مزید لکھتے ہیں:

(10) ”میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منهم لما یلحقوہم بردی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرتؐ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 146 پر)

ایک اور موقع پر لکھتے ہیں:

(11) ”میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ہوں، ابن مریمؑ ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔“

(ترجمہ حقیقت الوحی ص 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 521، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 148 پر)

مرزا صاحب نے اپنے متعلق مزید لکھا:

(12) ”منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد“

”یعنی میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا، یعنی موسیٰ ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔“
 (تزیان القلوب ص 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 134، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 149 پر)
 مرزا غلام احمد صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا صاحب کے اس
 دعویٰ کو کہ وہ ”محمد رسول اللہ“ ہیں، بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ اپنی کتاب ”کلمۃ الفصل“
 میں بیان کیا ہے۔ احمدی دوستوں سے التماس ہے کہ وہ ان حوالہ جات کو بنظر غائر پڑھیں اور یہ
 کتاب کسی بھی احمدیہ لائبریری سے حاصل کر کے اس کا خالی الذہن ہو کر ضرور مطالعہ کریں، آپ خود
 بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ مرزا صاحب نے نہ صرف خود ”محمد رسول اللہ“ ہونے کا دعویٰ کیا
 ہے بلکہ یہ بات بڑی شدت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد میں بھی شامل کی ہے۔ کوئی
 احمدی دوست اس عقیدہ سے لاعلم یا بے خبر ہے، تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ مندرجہ ذیل تحریریں پڑھ لینے
 کے بعد اس عقیدہ کے بارے میں کسی احمدی کو اب مزید کسی شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ مرزا
 بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

(13) ”اور چونکہ مشابہت نامہ کی وجہ سے مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور نبی کریمؐ میں کوئی
 دوئی باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح
 موعود نے فرمایا کہ صار وجودی وجودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث
 میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) میری قبر میں دفن
 کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی
 کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا
 تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین
 الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت
 کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک
 رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمدؐ کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے
 جو اس نے آخرین منہم لم یلحقوا بہم میں فرمایا تھا۔“

(کلمۃ الفصل ص 104، 105 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 151 پر)

چونکہ مسلمان حضرت محمد ﷺ کے قادیان میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں اور مرزا غلام احمد
 کو ”محمد رسول اللہ“ تسلیم نہیں کرتے، اس لیے احمدیوں کے نزدیک وہ نئے کلمہ کے منکر ہونے کی

وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں:

(14) ”اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔“
(کلمۃ الفصل ص 146-147 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ 153 پر)

پھر مزید بڑھتے ہوئے لکھتے ہیں:

(15) ”ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے ہیں، کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تہ نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔“

(کلمۃ الفصل ص 113، از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 155 پر)

احمدی دوست کہتے ہیں کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں لفظ ”محمد“ سے ان کی مراد محمد عربی ﷺ ہی ہوتے ہیں۔ یہ احمدی دوستوں کی سادگی اور اپنے عقائد سے غالباً لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ احمدیہ عقیدہ کے مطابق کلمہ طیبہ میں لفظ ”محمد“ سے مراد ”مرزا غلام احمد“ ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ احمدیوں کا یہی عقیدہ مسلمانوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے! مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اس سلسلہ میں مزید کیا فرماتے ہیں؟

(16) ”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم

سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ لما عرفنی و ماری اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منهم سے ظاہر ہے۔“ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے

لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل ص 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 156 پر)

مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند اور نہایت مخلص احمدی قاضی ظہور الدین اکمل نے مذکورہ بالا عقیدہ کو شاعری میں ڈھالا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(17) ”نام اپنا عزیز اس زماں میں

غلام احمد ہوا دارالاماں میں

غلام احمد ہے عرش رب اکرم

مکان اس کا ہے گویا لا مکان میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق

شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں

محمد ﷺ پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں“

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء) (عکس صفحہ 157 پر)

جب اس لٹرائش قصیدہ پر اعتراض ہوا تو احمدیہ قیادت نے جلتی پرتیل کے مصداق جواب دیا:

(18) ”وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پڑھی گئی

اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے

گئے۔ پھر یہ نظم اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور شائع ہوئی..... اور حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزا کم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس

قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی

کمزوری ایماں و قلت عرفاں کا ثبوت دیتا۔“

(اخبار روزنامہ ”الفضل“ 23 اگست 1944ء ص 4) (عکس صفحہ 158 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،

مرزا غلام احمد صاحب کا رتبہ نبی کریم ﷺ سے بھی بڑھ کر بتاتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ غور سے ملاحظہ فرمائیں اور خود سوچیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ لکھتے ہیں:

(19) ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“

(مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر 5 جلد 17، 10 جولائی 1922ء) (عکس صفحہ 159 پر)

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(20) ”مجھ کو اپنی نسبت یہ الہام ہوا:

خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ آسمان سے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 282 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 160 پر)

مرزا غلام احمد صاحب اپنے ایک مکتوب میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں توہین کرتے ہوئے بڑی دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

(21) ”آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب..... عیسائیوں کے ہاتھ کا پیڑ کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سورت کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“

(مرزا غلام احمد صاحب کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء) (عکس صفحہ 161 پر)

مرزا بشیر احمد ایم اے مرزا صاحب کی مشہور سوانح حیات ”سیرۃ المہدی“ میں ایک اہم واقعہ لکھتے ہیں:

(22) ”حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1903ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن

مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امر وہی بھی آگئے، اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالریم صاحب کو جوش آگیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگی۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (یعنی اے مومنو! اپنی آوازیں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم

صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 30 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 163 پر)
اہل علم جانتے ہیں کہ اس واقعہ میں مذکور آیت قرآنی حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جو ہمیں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے آداب سکھاتی ہے۔ جبکہ یہ آیت غیر ضروری انداز میں مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی شخصیت پر چسپاں کی۔

مرزا صاحب اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی کے بارے میں لکھتے ہیں:

(23) ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“

(اربعین نمبر 4 ص 112 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 454 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 165 پر)
مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنی، وحی کی صورت میں دوبارہ ان پر نازل کی ہیں۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ آیات قرآنی صرف اور صرف نبی کریم ﷺ ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ مرزا صاحب کا اصرار ہے کہ چونکہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں، اس لیے اب وہی ان آیات کے مصداق ہیں۔ انہوں نے بعض آیات میں تحریف بھی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(24) ”انا اعطیناک الکوثر۔ فصل لربک والنحر۔ ان شانک هو الا بتر“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 235 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 166 پر)

(25) ”ورفعناک لک ذکرک“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 236 طبع چہارم، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 167 پر)

(26) ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہره علی الدین کلہ“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 538 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 168 پر)

(27) ”انا ارسلناہ شاہدا و مبشرا و نذیرا کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد“

و برق کل شیء تحت قدمیہ۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 119 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 169 پر)

(28) ”وداعیا الی اللہ و سر اجا منیرا“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 541 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 170 پر)

(29) ”تبت يدا ابي لهب وتب“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 546 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 171 پر)

(30) ”قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 172 پر)

(31) ”وما ارسلنک الا رحمة للعالمین“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 172 پر)

(32) ”انا انزلناه قریباً من القادیان. وبالحق انزلناه و بالحق نزل. صدق الله و

رسوله. و كان امر الله مفعولا“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 549 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 173 پر)

ان آیات کے علاوہ مرزا صاحب نے درج ذیل حدیث قدسی کو بھی اپنی طرف منسوب کیا۔

(33) ”لولاک لما خلقت الافلاک“

(ترجمہ) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 525 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 174 پر)

مرزا صاحب کا اعترافی بیان ہے:

”ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بذات انسان تو کتوں اور سؤروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمد حصہ پنجم ص 126 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 292 از مرزا غلام احمد صاحب)

بقول حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی:

”احمدی دوستوں کو سوچنا چاہیے کہ کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے لے کر مرزا صاحب کی آمد سے پہلے تک تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے یہی عقائد تھے جو مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی جماعت کے اکابر کے حوالے سے اوپر درج کیے گئے ہیں؟ بہت معمولی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے لیے بہت فہم و فکر کی ضرورت نہیں کہ کیا حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم) بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ دوبارہ قادیان میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے کسی سے یہ عقیدہ منقول ہے؟ کیا تابعینؓ اور ائمہ دینؓ میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟

احمدی دوست، اگر صرف اسی سوال پر عقل و انصاف سے غور کریں تو انھیں یہ احساس ہوگا کہ مرزا غلام احمد صاحب ان عقائد کو اپنا کر ”سبیل المومنین“ پر قائم نہیں رہے۔ ادھر قرآن کریم کا

اعلان ہے کہ ”جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور ”سمیل المؤمنین“ کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چل نکلے تو دنیا میں وہ جو کچھ کرتا ہے، ہم اسے کرنے دیں گے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے۔“ اس لیے مرزا صاحب کے تمام عقیدت مندوں سے گزارش کروں گا کہ اگر انھوں نے واقعی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کی خاطر مرزا صاحب کا دامن پکڑا ہے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو مرزا غلام احمد صاحب کے عقائد و نظریات معلوم ہو جانے کے بعد ان پر یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ انھوں نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کے لیے جو راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ کعبہ کو نہیں بلکہ کسی اور ہی طرف کو جاتا ہے وہ ”سمیل المؤمنین“ (اہل ایمان کا راستہ) نہیں، بلکہ یہ اہل ایمان کے راستے سے الٹی سمت کو جاتا ہے۔

دوسری بات جس پر انہیں غور کرنا چاہیے، یہ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ کہ وہ عین محمد ہے۔ عقل و دانش کی میزان میں کیا وزن رکھتا ہے؟ اگر مرزا غلام احمد، عین محمد ہے تو سوال پیدا ہوگا کہ:

- 1- مرزا غلام مرتضیٰ کے نطفہ سے کون پیدا ہوا؟
 - 2- چراغ بی بی کے پیٹ میں کون تھا؟
 - 3- جنت بی بی کس کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی؟
 - 4- بچپن میں چڑیوں کا شکار کون کرتا تھا؟
 - 5- گل علیشاہ کی شاگردی کس نے کی تھی؟
 - 6- سیالکوٹ کچہری میں گورنمنٹ برطانیہ کا نوکر کون تھا؟
 - 7- انگریزی عدالتوں میں ”مرجاہاجر“ (یعنی مرزا حاضر!) کی آوازیں کس کو دی جاتی تھیں؟
 - 8- قانون انگریزی کی تیاری کس نے کی، اور اس میں فیل کون ہوا؟
 - 9- محترمہ حرمت بی بی کو طلاق کس نے دی؟
 - 10- مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو عاق کس نے کیا؟
 - 11- محترمہ محمدی بیگم کا اسیر زلف کون ہوا؟
 - 12- اس سے نکاح کی پیشینگوئی کس نے کی؟
 - 13- اس پیش گوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار کس نے ٹھہرایا؟
 - 14- اور پھر اس سے وصل میں ناکام کون مرا؟
 - 15- نصرت جہاں بیگم کا شوہر کون تھا؟
 - 16- مرزا محمود، شریف احمد، بشیر احمد کا باپ کون تھا؟
- اور دوسری طرف اگر مرزا غلام احمد اور حضرت محمد ﷺ ایک ہی ذات کے دو نام ہیں تو
- 1- حضرت ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما کا داماد کون تھا؟

- 2- حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کا شوہر کون تھا؟
- 3- حضرت عثمانؓ اور علیؓ کس کے داماد تھے؟
- 4- حضرت فاطمہؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ کس کی صاحبزادیاں تھیں؟
- 5- حسنؓ و حسینؓ کس کے نواسے تھے؟
- 6- بدر و حنین کے معرکے کس نے سر کیے؟
- 7- شب معراج میں انبیاء، کرام کا امام کون تھا؟
- 8- قیصر و کسریٰ کی گردنیں کس کے غلاموں کے سامنے جھکیں؟..... وغیرہ وغیرہ

کیا پہلے سوالوں کے جواب میں ”محمد رسول اللہ ﷺ“ کا اور دوسرے سوالوں کے جواب میں مرزا غلام احمد کا نام لے سکتے ہو؟ ”محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں، اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں“ کے ترانے گانے والے ہمارے بھٹکے ہوئے دوستو! خدا کے لیے ذرا سوچو کہ تم نے ”محمد رسول اللہ“ کو قادیان میں دوبارہ اتار کر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا انصاف کیا؟ اللہ نے عقل و فہم تمہیں بھی عطا فرمائی ہے، مرزا صاحب کے دعوے میں محمدؐ ہونے کو عقل و خرد کی ترازو میں تولو اور دیکھو! تم نے کس کا تاج کس کے سر پر رکھ دیا ہے؟ کس کی دولت کس کے حوالہ کر دی ہے، آخر پرانے ”محمد رسول اللہ“ میں معاذ اللہ تمہیں کیا نقص نظر آیا تھا کہ تم نے اس سے بڑھ کر شان والا ”محمد رسول اللہ“ قادیان میں اتار لیا؟

احمدی دوستوں کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد صاحب پوری زندگی جسمانی اور دماغی بیماریوں کا شکار رہے۔ اس صورت حال میں ان کا یہ دعویٰ ”میں محمد رسول اللہ ہوں“ نہایت گستاخانہ اور دل آزار ہے۔ نہ معلوم اس کی آڑ میں وہ دوسری قوموں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ مرزا صاحب کو لاحق چند پیچیدہ امراض کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

(34) مائی اوپیا (سیرت المہدی ج 3 ص 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(عکس ص 176 پر)

(35) دل و دماغ سخت کمزور (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص

203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

(36) ذیابیطس (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص

203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

- (37) دوران سر (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)
- (38) تشنج قلب (تریاق القلوب ص 75 خزائن مندرجہ روحانی ص 203 ج 15 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)
- (39) حالت مردی کا لعدم (تریاق القلوب ص 75 روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)
- (40) تشنج اعصاب (سیرۃ المہدی ج 1 ص 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 179 پر)
- (41) خارش (سیرت المہدی ج 3 ص 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 180 پر)
- (42) دق (تریاق القلوب ص 74 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 202 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 181 پر)
- (43) سل (سیرت المہدی ج 1 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 182 پر)
- (44) ہسٹیریا (سیرت المہدی ج 2 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 183 پر)
- (45) مراق (سیرت المہدی ج 2 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 183 پر)
- (46) دورے (سیرت المہدی ج 1 ص 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 184 پر)
- (47) غشی (سیرت المہدی ج 1 ص 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 185 پر)
- (48) سوسودفعہ پیشاب (اربعین نمبر 4 ضمیمہ ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 471 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 186 پر)

- (49) کثرت اسہال (نسیم دعوت ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 348، 349 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 187 پر)
- (50) قونج زحیری (سیرت المہدی ج 1 ص 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 190 پر)
- (51) لکنت (سیرت المہدی ج 2 ص 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 192 پر)
- (52) دانتوں کو کھڑا (سیرت المہدی ج 2 ص 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 193 پر)
- (53) شدید درد سر جس کا آخری نتیجہ مرگی (حقیقت الوحی ص 376 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 376 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 194 پر)
- (54) حافظہ بہت خراب (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم ص 21) (عکس صفحہ 196 پر)
- (55) سرعت انزال، سستی نامردی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 ص 14) (عکس صفحہ 198 پر)
- انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خاص منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ لاتعداد عظمتوں کے امین اور حامل ہوتے ہیں۔ معصومیت ان کے لوازم میں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔ ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب کا بیان ہے:
- (56) ”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے..... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر ختم معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی۔“
- (چشمہ معرفت ص 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 390 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 200 پر)
- اس کے باوجود مرزا صاحب کی خود تردیدی (Self-contradiction) ملاحظہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی جسارت اور دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:
- (57) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین واویاں اور نانیاں

آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(انجام آتھم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 11 ص 291 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 202 پر)

(58) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(انجام آتھم | حاشیہ | صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 203 پر)

(59) ”مسح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی..... مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیعہ عورت کا اور مشیعہ یہودی عاشق سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیع کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لیے اس مشیع نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی..... ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں..... ان کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں..... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی ختم ریزی مسیح نے کی۔“

(ملفوظات ج 4 ص 88 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 205 پر)

مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

(60) ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ

علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(کشتی نوح | حاشیہ | ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 71 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 207 پر)

(61) ”سچ ہے“ عیسائی باش ہر چہ خواہی بکن۔“ سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا

تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھوٹا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت

ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔

یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سو رہی کھایا تھا۔“

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 373 از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 209 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کی مذکورہ بالا توہین آمیز عبارات کے

بارے میں احمدی مبلغین کا کہنا ہے کہ یہ عبارات انجیل سے لی گئیں ہیں جبکہ مرزا صاحب انجیل و

توریت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(62) ”میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے

والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام

نہیں کہہ سکتے۔“

(تذکرہ الشہادتین ص 3 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 4 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 211 پر)

(63) ”سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں

اور بہت جھوٹ اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ

وہ کتابیں محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ

میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔“

(چشمہ معرفت ص 255 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 266 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 212 پر)

مرزا صاحب مزید اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(64) ”ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے

نکلا ہے، وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔“

(چشمہ مسیحی ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 336 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 214 پر)
مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہیں، اُن سے ہرگز توقع نہ تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی عامیانہ زبان استعمال کرتے۔ میرا ذاتی خیال ہے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محض اس لیے کردار کشی کی ہے کہ وہ ان کی بلند پایہ شخصیت کو مسخ کر کے آنے والے مسیح کے طور پر اپنی جگہ بنانا چاہتے تھے تاکہ عامۃ الناس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو کر ان کی آمد ثانی کو بھول جائیں اور انہیں (یعنی مرزا صاحب کو) مسیح موعود تسلیم کر لیں۔
دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب خود کو مثیل مسیح بھی کہتے ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح۔ اس ضمن میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(65) ”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُود سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔“

(براہین احمدیہ ج 1 ص 499 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 216 پر)
(66) ”میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔“

(تحدہ قیسریہ ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 273 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 218 پر)
(67) ”خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہر رنگ ہے۔“

(کشف الغطاء ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 192 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 220 پر)
مرزا صاحب کے ان مذکورہ بالا دعوؤں کے باعث سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی تحریروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جن نازیبا اور غیر اخلاقی الزامات کی بوچھاڑ کی ہے، کیا وہ خود اس کی زد میں نہیں آتے؟

اہل بیتؑ عظام نہایت اعلیٰ نسب، امت کے سب سے بہتر، برتر، برگزیدہ اور پاکباز لوگوں میں شامل ہیں۔ ان کے حق میں قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئیں اور کئی احادیث نبویہ ان کی شان میں وارد ہوئیں۔ وہ اطیب و اطہر شجرہ نبوی ﷺ کی مقدس شاخیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر آلائش

سے محفوظ فرمایا۔ اسلام کی سر بلندی کے لیے ان کی خدمات، تاریخ کا نیر تاباں ہے۔ وہ سب مسلمانوں کے احترام، توقیر اور ان کی محبت کے لائق اور مستحق ہیں۔ ہر مسلمان اہل بیتؑ سے محبت اپنے لیے سرمایہ حیات سمجھتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب اہل بیت کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں:

نواسہ رسول ﷺ، شہید کربلا حضرت امام حسینؑ کے بارے میں مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(68) ”اے عیسائی مشزیو! اب رہنا مسیح مت کہو، اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے، اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؑ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسینؑ سے بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء ص 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 233 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 221 پر)

حضرت امام حسینؑ عالی مقام کے بارے میں بے حد غیر محتاط زبان استعمال کرتے ہوئے

مزید لکھا:

(69) ”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسینؑ ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس (ذکر حسینؑ) گوہ کا ڈھیر ہے۔“

(انجاز احمدی ص 82 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 194 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 223 پر)

(70) ”کربلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم“

(ترجمہ) ”میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسینؑ ہر وقت میری جیب

میں ہیں۔“ (نزول المسیح ص 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 225 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،

مرزا صاحب کے مندرجہ بالا شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(71) ”شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مد نظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) نے فرمایا۔

کربلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسینؑ ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے فرمایا ہے میں سو حسینؑ کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسینؑ کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے، جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے، جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسینؑ کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) امام حسینؑ کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسینؑ ولی تھے۔ مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا، جو اسلام کو متا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حضرت امام حسینؑ اس وقت ہوئے جبکہ لاکھوں اولیاء موجود تھے، اسلام اپنی شان و شوکت میں تھا۔ ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہو سکتا تھا، جو اس شخص کو ہوا، جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمدؐ کی بعثت ہوئی تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت رسول کریمؐ کی شہادت سے بڑی تھی؟ نہیں۔ اس لیے کہ جو غم اور تکلیف آپؐ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی، وہ حضرت امام حسینؑ کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر پر بیٹھے رہے۔ پھر کس طرح امام حسینؑ سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا محمدؐ اسی طرح فوت ہوئے۔ جس طرح امام حسینؑ فوت ہوئے تھے۔ نہیں۔ مگر کوئی ہے جو کہے محمدؐ کی قربانی حضرت امام حسینؑ کی قربانی سے کم تھی۔ محمدؐ کی ایک ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسینؑ کی ساری عمر کی قربانی سے بڑھ کر تھی۔ پس جس طرح محمدؐ کی قربانی بڑی تھی اسی طرح وہ شخص جو انہیں حالات میں کھڑا ہوگا جن میں محمدؐ کھڑے ہوئے، اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہوگی۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے کہا ہے:

کر بلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

”کہ مجھ پر تو ہر لمحہ سو کر بلا کی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کر بلا کی سیر کر رہا ہوں۔“

(خطبہ مرزا ابیشر الدین محمود، روزنامہ الفضل قادیان شمارہ نمبر 80 جلد نمبر 26، 13 جنوری 1926ء)
(عکس صفحہ 226 پر)

مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں:

(72) ”اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔“

(انجائز احمدی ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 181 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 227 پر)
(73) ”اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔“

(انجائز احمدی ص 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 193 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 228 پر)
خلیفہ راشد حضرت علیؑ کے بارے میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔

(74) ”پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علیؑ کو تلاش کرتے ہو۔“

(ملفوظات جلد اول ص 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 230 پر)
آبروئے کائنات، خاتون جنت، جگر گوشہ رسول، سیدہ طاہرہ، حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی عظمت و شان سے کون واقف نہیں۔ کتب صحاح میں حضرت بتولؑ کے بے شمار فضائل و محاسن موجود ہیں۔ آپ کی جلالت شان اور مقام معصومیت کے متعلق سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے وسط عرش سے منادی، ندا کرے گا کہ اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا دو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو کہ فاطمہؑ بنت محمد ﷺ پل صراط سے گزر جائے۔ اس وقت ستر ہزار حوریں ان کے ہمراہ بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گی۔“ مگر مرزا صاحب آپ کے بارے نہایت دل آزار تحریر لکھتے ہیں:

(75) ”حضرت فاطمہؑ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) ص 11 پہلا ایڈیشن از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 231 پر)
مرزا صاحب کے صاحبزادے اور جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا بشیر الدین صاحب نے لفظ ”سید“ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:

(76) ”(اب) جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی۔ اب وہی سید ہوگا جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی اتباع میں داخل ہوگا۔ اب پرانا رشتہ کام نہیں آئے گا۔“

(قول الحق ص 32 مندرجہ انوار العلوم ج 8 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 233 پر)
مرزا صاحب نے قرآن مجید میں لفظی تحریف کرتے ہوئے کہا:

(77) ” انا انزلناه قريباً من القاديان“

اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناه قريباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البيضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونت جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 59 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 234 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے قرآن مجید کے بارے میں جماعت

احمدیہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(78) ” ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا

ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش آئی

کہ محمد رسول اللہ (مرزا غلام احمد) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے

آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔“

(کلمۃ الفصل از مرزا بشیر احمد ایم اے ص 173) (عکس صفحہ 235 پر)

قرآن مجید کے بارے میں مرزا صاحب نے کہا:

(79) ” قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 548 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 236 پر)

(80) ” میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا

کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی

اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا

کا کلام یقین کرتا ہوں۔“

(ہیئتہ الوحی ص 220 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 220 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 237 پر)

مرزا صاحب نے ایک کشف میں دیکھا کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔

مرزا صاحب چونکہ نبوت و رسالت کے دعویدار ہیں، اس لیے ان کے کشف پر شک نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن کیا کیجیے مسلمانوں کے قرآن میں قادیان کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا کشف ملاحظہ فرمائیں:

(81) ” اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے

قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان

فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناه قريباً من القاديان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ

کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو، لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔“

(ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 140 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 238 پر)

کیا احمدی دوست بتا سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی کس سورت یا رکوع میں یہ آیت موجود ہے جس میں قادیان کا نام درج ہے؟ احمدی دوست کہتے ہیں کہ یہ کشف ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کا کشف اور خواب وحی ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کشف کے بارے میں کہتے ہیں۔

(82) ”وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔“

(حقیقت الہدی ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 442 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 240 پر) اگر مرزا صاحب کا مذکورہ بالا کشف سچ ہے تو قرآن مجید میں یہ آیت موجود نہیں ہے اور اگر یہ کشف جھوٹ ہے تو ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی نبی نہیں ہو سکتا۔

(83) مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے بارے میں مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے خیالات ملاحظہ فرمائیں: ”حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“

(ہقیقۃ الرویاء ص 46 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 242 پر)

احمدی دوستوں کی اکثریت مرزا صاحب کی ان دل آزار اور قابل اعتراض تحریروں

سے بے خبر اور لاعلم ہے جو انہوں نے اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے متعلق کہیں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ تحریریں بعض احمدیوں سے جان بوجھ کر چھپائی جاتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی بنیادی کتابیں ایک عرصہ دراز سے ناپید ہیں اور ایک خاص مصلحت کے تحت انہیں شائع نہیں کیا جا رہا۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں اسلام، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل بیتؑ قرآن و حدیث، مقدس شخصیات اور اکابرین امت کا نہ صرف تمسخر اڑایا گیا ہے بلکہ طعن و تشنیع اور تنہیک و تحقیر کا کوئی پہلو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ان کتابوں میں ایسی دل آزار تحریریں ہیں جن کو پڑھنا اور سنا تو درکنار، صرف ان کے تصور سے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان کتابوں میں خصوصی طور پر ”ایک غلطی کا ازالہ“ از مرزا غلام احمد ”تذکرہ یعنی وحی مقدس و مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود (احمدیوں کا اصل قرآن)“ از مرزا غلام احمد ”کلمۃ الفصل“ از مرزا بشیر احمد ایم اے (مرزا غلام احمد کے صاحبزادے) ”سیرت المہدی“ (مرزا غلام احمد کی سوانح اور حالات زندگی) از مرزا بشیر احمد ایم اے ”انوار خلافت“ از مرزا بشیر الدین محمود احمد (مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ) ”ہقیقۃ النبوة“ از مرزا بشیر الدین محمود ”ہقیقۃ الروایہ“ از مرزا بشیر الدین محمود ”آئینہ صداقت“ از مرزا بشیر الدین محمود ”اسلامی قربانی“ از قاضی یار محمد ”خطوط امام بنام غلام“ از حکیم محمد حسین قریشی ”البشری“ مؤلفہ محمد منظور الہی، مکتوبات احمدیہ مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی، ”مکاشفات“ مؤلفہ محمد منظور الہی، ”ذکر حبیب“ از مفتی محمد صادق اور ”تذکرہ المہدی“ از پیر سراج الحق شامل ہیں۔

انصاف اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ احمدی دوست ان اشتعال انگیز اور جذبات میں آگ لگا دینے والی کتابوں کا دفاع کرنے کے بجائے ان سے اپنی برأت کا اعلان کریں۔ یاد رہے کہ ان کتابوں کے مصنفین نے ختم نبوت کے قلعہ میں نقب زنی کے جرم کا ارتکاب سیاسی و معاشی مجبوریوں اور شاید سماجی و سرکاری مفادات کے حصول کے لیے کیا۔ سامراجی اور استعماری حکمرانوں کے ایماء پر لکھی گئی ان کتابوں اور ان کی تعلیمات کو حریت فکر کا علمبردار ایک بھی آزاد شہری تحسین کی نگاہ سے دیکھنے کا جرم نہیں کر سکتا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر یہ کتب دوبارہ شائع ہو کر کم از کم احمدیوں ہی میں تقسیم ہو جائیں تو آدھے سے زیادہ احمدی اپنے مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیں، اور مجھے پورا یقین ہے کہ احمدیہ قیادت کسی بھی قیمت پر اپنی مذکورہ کتب کبھی شائع نہیں کرے گی۔

بے شمار احمدی ایسے ہیں جو اپنی جماعت (احمدیہ) کے ساتھ نہایت مخلص اور اپنے

عقائد پر سختی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ وہ دن رات جماعت کی ترقی و تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ کئی طرح کی مشکلات سے بھی گزرتے ہیں مگر المیہ یہ ہے ان میں شاید ہی کوئی ایسا احمدی ہو جس نے بانی جماعت سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ ورنہ اکثریت تو ان کے نام بھی نہیں جانتی۔ بہت کم ایسے احمدی دوست ہوں گے جنہوں نے مرزا صاحب کی زیادہ سے زیادہ 5 یا 10 کتابیں مکمل پڑھی ہوں۔ مرزا صاحب کی تصانیف کی تعداد تقریباً 84 ہے۔ مکتوبات، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات وغیرہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس طرح مرزا صاحب کی کتب کی تعداد 100 کے قریب بنتی ہے۔ مجھے درجنوں فاضل احمدی دوستوں سے تبادلہ خیال اور مباحثہ کے کئی مواقع میسر آئے، ان میں پڑھے لکھے نوجوان اور معقول مشاہرہ پانے والے مربی حضرات بھی شامل ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک بھی ایسا احمدی دوست نہیں تھا جس نے مرزا صاحب کی تمام کتب پڑھی ہوں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک ایسے مخلص احمدی حضرات کا ایمان مشکوک ہے۔ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے اپنے والد صاحب کی مستند سوانح عمری ”سیرت المہدی“ میں یہ روایت درج کرتے ہیں:

(84) ”مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت (مرزا صاحب) فرمایا کرتے

تھے کہ ہمارے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔“

(سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد ایم اے جلد دوم ص 78) (عکس صفحہ 243 پر)

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی تشریفی، غیر تشریفی، ظلی یا بردوزی وغیرہ کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں۔ قرب قیامت وہ دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضرت امام مہدی اس امت میں حضور نبی کریم کی اولاد سے پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ موجود ہوں گے۔

وفات مسیح کا مسئلہ ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ ہر احمدی دوست کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو یا بحث کا آغاز اسی موضوع سے کرے۔ لیکن مرزا صاحب کے نزدیک اس موضوع کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وہ نہ تو اسے ایمان کا کوئی جز سمجھتے ہیں۔ نہ اسے دین

اسلام کے ارکان میں سے کوئی رکن۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اس کا حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ عقیدہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہمیت و ضرورت کے بارے مرزا صاحب کی چند اہم تحریریں ملاحظہ فرمائیں:

(85) ”اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صد ہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام ص 140 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 171 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 244 پر) اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

عقیدہ نزول مسیح ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔ □

یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔ □

یہ ایک پیش گوئی ہے، اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ □

اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔ □

(86) ”کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے

اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل

نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ

بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے، اگر

مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک

شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ

غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ

بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا

اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔“

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 246 پر)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

□ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

□ کئی خواص، اولیاء اور اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

□ یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

(87) ”اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت

عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی

نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔“

(حقیقت الوحی حاشیہ ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 247 پر)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے، وہ یہ ہیں:

□ نزول عیسیٰ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

□ یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

(88) ”ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے

پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔“

(ملفوظات احمدیہ، ج 2 ص 72 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 248 پر)

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا:

□ احمدی حضرات کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ و جھگڑے کریں۔

□ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

احمدی حضرات کے نزدیک جب یہ مسئلہ ان کے ایمانیات کی جز نہیں ہے..... جب یہ

دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں..... جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں..... جب اس

کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا..... جب یہ مسئلہ حضور نبی کریم ﷺ کے

زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا..... جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ

کوئی خاص امر نہیں ہے..... جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا..... جب اس کا عقیدہ رکھنے

والے پر کوئی گناہ نہیں..... جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے..... جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء

سے بھی ہوتی رہیں..... جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں..... اور جب یہ ادنیٰ سی بات

ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت و اہمیت باقی نہ رہی۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب دیا گیا۔
قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

و ما قتلوه و ما صلبوه ولكن شبه لهم (النساء: 157)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جبکہ احمدیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ احمدی دوستوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اب جس عیسیٰ یا مسیح نے دوبارہ دنیا میں آنا تھا، وہ مرزا غلام احمد صاحب کی صورت میں آچکے ہیں۔ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رفع اور پھر قرب قیامت زمین پر نزول کا تعلق ہے، قرآن مجید میں ہے:

هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق (توبہ: 33)

ترجمہ: ”وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔“

آیت بالا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

(89) ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله. یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 249 پر)
اس تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی دلیل محکم ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہوگا جب رفع پہلے سے ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔
قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

عسى ربكم ان يوحىكم وان عدتم عدنا (بنی اسرائیل: 8)

ترجمہ: ”عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔“

اس آیت کے تحت مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

(90) ”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفیع اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے..... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سرکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ص 601، 602 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 251 پر)

اس جگہ مرزا صاحب نے مسیح موعود کے لیے آیت موصوفہ سے یہ بات بتائی کہ وہ باسیاست یعنی ظاہری حکومت کے ساتھ آئیں گے۔ مگر جب مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود کیا تو باوجود سیاست اور حکومت حاصل نہ ہونے کے آپ نے اس آیت کو اپنے ہی حق میں چسپاں کر لیا۔ وہ بیان ایسا لطیف ہے کہ میں احمدی حضرات سے اس کو بغور پڑھنے کے لیے پرزور درخواست کرتا ہوں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(91) ”چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لیے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا، وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لیے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لیے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ

ہے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلٰی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“

(چشمہ معرفت ص 82، 83 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 90، 91 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 252 پر)

اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ بقول مرزا صاحب زمانہ محمدی کی ابتداء، رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہوئی پھر وہی زمانہ تمتد ہو کر مسیح موعود کے زمانہ تک ایک ہی رہا۔ اس زمانہ کے ایک سرے پر آنحضرت ﷺ ہیں تو دوسرے سرے پر مسیح موعود (مرزا صاحب) ہیں۔ زمانہ محمدی سے اسلام شروع ہو کر زمانہ مسیح موعود میں تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ یعنی دنیا کی کل قومیں مسلمان ہو کر ایک واحد اسلامی قوم (مسلمان) بن جائے گی چونکہ یہ سب کام مسیح موعود کی معرفت ہوگا۔ اس لیے آیت ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ مَسِیْحَ مَوْعُوْد (مرزا صاحب) کے حق میں چسپاں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ میں یہ نتیجہ پیدا ہو گیا؟ بترتیب غور کرنے کے لیے ہم مسیح موعود (مرزا صاحب) کے گھر سے چلتے ہیں۔

کیا چھوٹی سی بستی قادیان کے کل ہندو، سکھ، آریہ وغیرہ مسلمان ہو گئے؟ کیا قادیان کے ضلع گورداسپور کے کل غیر مسلم اسلام میں آ گئے؟ کیا پنجاب کے کل منکرین اسلام، قائل اسلام بن گئے؟ کیا ہندوستان میں اسلامی وحدت پیدا ہو گئی؟ ہندوستان سے باہر چلیں تو کیا انگلستان، فرانس، جرمنی، وغیرہ اسلام قبول کر گئے؟ کیا افریقہ اور امریکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے؟ اگر سب سوالوں کا جواب ہاں میں ہے تو ہمارا یقین ہونا چاہیے کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو احمدی دوستو! خدا کے لیے غور کر کے بتاؤ کہ مرزا صاحب کون ہیں؟ ہمیں افسوس ہے کہ مرزا صاحب اپنے اس فرض کی ادائیگی میں قاصر رہے۔

(92) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمَسِیْبِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم الَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْدَہٗ لِبُوشْکَنْ اِنْ یَنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ حَکْمًا عَدْلًا

فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا و ما فيها ثم يقول ابو هريرة و اقرؤا ان شئتم و ان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيمة يكون عليهم شهيداه (صحیح بخاری ص 490 ج 1) (عکس صفحہ 255 پر)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ یعنی شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ کریں گے اور وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جنگ کو ختم کر دیں گے اور مال کی اتنی بہتات کر دیں گے کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور (اس وقت) ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو جائے گا۔ یعنی عبادت کا ذوق اور شوق دلوں میں اس درجہ پیدا ہو جائے گا کہ ایک سجدہ روئے زمین کی دولت سے زیادہ بہتر معلوم ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ (اس کی تائید کے لیے) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو و ان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيمة يكون عليهم شهيداه یعنی کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ ضرور بالضرور حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان پر شاہد ہوں گے۔“

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں تمام یہود اور نصاریٰ اسلام میں داخل ہو جائیں گے جبکہ مرزا صاحب کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔ چنانچہ اس متفق علیہ حدیث کی بناء پر تو آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ اب یہ دیکھئے کہ مرزا صاحب اپنے صریح اقرار اور قول کے بموجب بھی مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قتل بجنور کے نام ایک خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(93) (میرا کام جس کے لیے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ) میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔“ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر

سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام! فقط: غلام احمد“

(اخبار ”بدر“ قادیان نمبر 29 جلد 2-19 جولائی 1906ء ص 4، مکتوبات احمدیہ ج 6 ص

(162) (عکس صفحہ 257 پر)

مرزا صاحب کے اس اعلان کی مزید تائید ان کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔

(94) ”میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر

ہے، پوری نہ ہو، اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے

اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 427، 428 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 427، 428 از مرزا غلام

احمد صاحب) (عکس صفحہ 258 پر)

پھر اس عبارت کے شروع میں یہ بھی ہے:

(95) ”میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 418، 419 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 418، 419، از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 260 پر)

بے شک یہ اعلان من جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی حقیقت کھولنے کے

لیے واضح اور صریح اعلان ان کی زبان اور قلم سے کرایا ہے تاکہ مسلمان عموماً اور احمدی حضرات خصوصاً

مرزا صاحب کے صدق اور کذب کو مرزا صاحب کے قول کے بموجب بھی جانچ لیں۔ مرزا صاحب

دنیا سے چلے گئے اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹا تو کیا، اپنی جگہ سے

بھی نہ ہلا۔ اسلام کو کوئی غلبہ نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس عیسائیوں کو ترقی اور عروج ہوا اور اسلامی حکومتیں

ختم ہوئیں اور جہاں جہاں مسلمان تھے، وہ نصاریٰ کے محکوم اور تختہ جوڑ و جفا بنے۔ مرزا صاحب اپنے

مشن میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟ یہ داستان روز نامہ الفضل کی زبانی سنئے! اخبار لکھتا ہے:

”کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے 137 مشن کام کر رہے

ہیں۔ یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہیڈ مشن میں اٹھارہ سو سے زائد پادری

کام کر رہے ہیں۔ 403 ہسپتال ہیں، جن میں 500 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ 43 پریس ہیں اور تقریباً

100 اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ 51 کالج 617 ہائی اسکول اور 61 ٹریننگ کالج ہیں۔

ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مکتی فوج میں 308 یورپین اور 2886 ہندوستانی مناد کام

کرتے ہیں۔ اس کے ماتحت 507 پرائمری اسکول ہیں، جن میں 18675 طالب علم پڑھتے ہیں۔ 18 بستیاں اور گیارہ اخبارات ان کے اپنے ہیں، اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں 3290 آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے اور ان سب کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ 224 مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں وہ تو اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے، احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی مشنریوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلہ میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں، انھیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 19 جون 1941ء ص 5)

الفضل کی یہ شہادت مرزا صاحب کی وفات سے 33 سال بعد کی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نہ مرزا صاحب کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ بگڑا، نہ تثلیث کے بجائے توحید پھیلی، نہ عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں انھیں کامیابی ہوئی، اس لیے ان کی یہ بات سچی نکلی: ”اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں..... اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

مرزا صاحب اعتراف کرتے ہیں:

(96) ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر بکثرت پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔“

(ایام الصلح ص 136 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 381 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 262 پر) اس عبارت میں مرزا صاحب نزول مسیح کی 3 علامتیں بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان پر اتفاق ہو گیا ہے۔ آپ صرف پہلی علامت کو ہی لے لیں۔ دنیا بھر میں جس قدر اسلام پھیلا تھا، مرزا صاحب کی تشریف آوری سے وہ نیست و نابود ہو گیا۔ سیاست ملکی کے عالمگیر غلبہ کا تو نشان بھی نہیں پایا گیا۔ کوئی باطل دین ہلاک نہیں ہوا۔ الٹا اسلام مٹ گیا۔ مرزا صاحب کے آنے سے سابقہ مسلمان یعنی پوری دنیا کے کروڑوں مسلمان بجز چند لاکھ کے، کافر ہو گئے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا فتویٰ ہے:

(97) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 519 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 263 پر)

احمدی دوستوں کو غور کرنا چاہیے کہ کونسی نئی دنیا ہے جہاں مرزا صاحب نے اسلام پھیلا یا؟

کوئے باطل دین کو مرزا صاحب نے ہلاک کیا؟ مرزا صاحب، مسیح موعود کی حیثیت سے جو علامت اور جو کام خود بیان کر رہے ہیں، وہ ان میں بالکل نہیں پائی گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی آمد پر قوموں کا اتحاد و اتفاق کیا ہوتا، خود جماعت احمدیہ میں ایسا اختلاف ہوا کہ بہت تھوڑے عرصہ میں وہ دو تین گروہوں میں بٹ کر رہ گئے اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ منافرت اور عداوت علیحدہ ہے۔ (دیکھئے روداد مباحثہ راولپنڈی)

مرزا صاحب اپنی کتاب ”انجام آتھم“ میں لکھتے ہیں:

(98) ”اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں

نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے، یہ

موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے، یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ

سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے

اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ

نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“

(انجام آتھم (ضمیمہ) ص 30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 264 پر)

مرزا صاحب کی یہ تحریر غالباً جنوری 1897ء کی ہے، گویا سچا ہونے کی صورت میں مرزا

صاحب کو 1903ء تک یہ سارے کارنامے انجام دینے تھے اور اگر وہ یہ شرط پوری نہ کر سکیں تو انھوں

نے اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لینے کی قسم کھا رکھی تھی۔ سات سال کے عرصے میں مرزا صاحب نے جن

کارناموں کا وعدہ کیا تھا، وہ ان سے ظاہر نہ ہو سکے۔ نتیجہ ان تحریروں سے آپ خود اخذ کر لیں۔ میں

مختصر عرض کیے دیتا ہوں۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ان کے ذریعہ سے تمام ادیان باطلہ

ہلاک ہو جائیں گے اور دین اسلام کو ایسا غلبہ ہوگا کہ دنیا کی تمام قومیں ایک ہو جائیں گی۔ یعنی سب

مسلمان ہو کر ایک قوم کہلائے گی۔ اس پر خوب نظر رہے کہ ان اقوال میں صرف ایک دین، عیسائیت یا

موسوی کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ تمام باطل دینوں کے نیست و نابود کرنے کا

دعویٰ ہے اور اس کی ابتدائی حالت یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا

شروع ہو جائے گا۔ یعنی اسلام سے کوئی خارج نہ ہوگا بلکہ ہر طرف سے غیر مسلم اس میں داخل ہوں

گئے۔ یہ دعویٰ غالباً 1897ء کا ہے۔ اس کے بعد دس برس سے زیادہ مرزا صاحب زندہ رہے۔ مئی 1908ء میں ان کا انتقال ہے۔ اب انھیں مسیح موعود ماننے والے فرمائیں کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر جو کام اس کا بیان کیا تھا یا اس کی ابتدائی حالت لکھی تھی کہ ہر طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا، کیا اس کا وجود پایا گیا؟ اس بیان کے بعد خاص دین عیسوی کی نسبت کہتے ہیں کہ ”عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“ اس جملہ سے یہ بھی بخوبی ثابت ہے کہ مذکورہ امور ان کے وقت میں ظاہر ہوں گے۔ پہلے تمام ادیان باطلہ کے فنا ہونے کا لکھا تھا۔ اس میں عیسائی مذہب کا فنا ہونا بھی آ گیا تھا۔ مگر اس کے بعد خاص طور پر اس کا ذکر کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اکثر دنیا پر اس کا غلبہ ہے۔ اس لیے یہ دعویٰ کیا گیا کہ مسیح موعود کی وہ شان ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ ان کے آگے سرنگوں ہو جائیں گے۔ یعنی اسلام لا کر مسیح موعود کے مطیع ہوں گے۔ آخری جملہ بھی اسی مطلب کا مونیہ ہے۔ ”دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے“ کا مطلب یہی ہوگا کہ اس سے پہلے دنیا کفر سے بھری تھی۔ اب مرزا صاحب کی وجہ سے اسلام سے بھر جائے گی۔ اس علانیہ اور روشن دعوے کے بعد قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر مسیح موعود کی مذکورہ علامات کا ظہور میرے ذریعہ سے نہ ہو تو میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لوں گا۔ اس قسم کے بعد مرزا صاحب گیارہ برس سے زیادہ زندہ رہے اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے خوب دیکھا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی انھوں نے خود بیان کی تھیں، وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ چنانچہ انھیں اپنے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ آخر تک اپنے دعوے پر قائم رہے۔

احمدی دوستو! ہم جانتے ہیں کہ آپ لوگ مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ کسی دنیاوی بادشاہ کا حکم ہے بلکہ اس لیے ان کو مسیح موعود مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی، مرزا غلام احمد صاحب اس کے مصداق ہیں، چونکہ آپ محض رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس لیے ہم آپ دوستوں کو ایک مختصر مگر اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے آپ دل سے غور فرمائیں گے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

(99) ”عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم بفتح الروحاء حاجاً او معتمراً او لیشینہما۔“ (صحیح مسلم ج 1 ص 408) (عکس صفحہ 271 پر)

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بلاشبہ ابن مریم مسیح موعود مقام نوح الروحاء (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) سے حج یا عمرہ یا ایک ساتھ دونوں کا احرام باندھ کر دونوں فعل ادا کریں گے۔

یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بڑی بھاری نشانی حج کرنا ہے۔ حج بھی اس تفصیل سے کہ وہ مقام نوح الروحاء سے احرام باندھیں گے۔ مقام مسرت ہے کہ اس حدیث کو مرزا صاحب نے رد نہیں کیا بلکہ اپنے حق میں لیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہم حج ضرور کریں گے۔ لیکن کب کریں گے؟ اس کا جواب انھوں نے یہ دیا ہے کہ جب ہم دجال کو مسلمان کر کے فارغ ہوں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

(100) ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال (پادری لوگ) بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح ص 169 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 416، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 272 پر) اس بیان میں مرزا صاحب نے اس حدیث کے ماتحت تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود کو حج کرنا ضروری ہے۔ مگر بوجہ عدم فرصت فراغت تک اس کو ملتوی رکھا ہے۔ پس حدیث نبوی اور مرزا صاحب کی تحریر سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ حسب فرمان رسول ﷺ ضروری ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ اس کے حج میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی۔ دجال مسلمان ہو یا نہ ہو، مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔

احمدی دوستو! خدا کے لیے غور کرو کہ اتنی بڑی واضح نشانی جس کو رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے، وہ مرزا صاحب میں نہیں پائی گئی۔ یعنی مرزا غلام احمد صاحب نے نوح الروحاء کے مقام سے احرام باندھ کر حج نہیں کیا بلکہ کیا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ انتقال کر گئے۔ پھر وہ مسیح موعود کیسے ہوئے؟ ہم جانتے ہیں کہ احمدی مربی حضرات آپ کو اس حدیث کی تاویل میں بہت کچھ سکھائیں گے۔ لیکن ہم اس تاویل کے جواب میں آپ کو مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر دوبارہ پڑھنے کی درخواست کریں گے۔ پس احمدی دوستو! میدان محشر کو یاد کر کے ہماری معروضات کو پڑھو اور حق و باطل میں خود تمیز کرو۔

عقیدہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریروں (دوبارہ ملاحظہ فرمائیں: حوالہ نمبر 89 اور 90) کی موجودگی میں وفات مسیح کے موضوع پر احمدی حضرات کی بحث کی ساری بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں احمدی دوست مختلف

تاویلات کا ہمارا لیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے محض رسمی طور پر تحریر کی ہیں۔ جبکہ یہ بات حق کو تسلیم نہ کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا، کیونکہ مرزا صاحب نے اس کے ثبوت میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں بلکہ قرآن سے قبول کیا۔ پھر احمدی دوست اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ”عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام“ مرزا صاحب کی ”اجتہادی غلطی“ ہے۔ یہ بات بھی کتمان حق کے زمرے میں آتی ہے۔ ان تحریروں کو مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ کتاب ”براہین احمدیہ“ جس میں مرزا صاحب نے اپنا مذکورہ عقیدہ (حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بیان کیا ہے۔ بقول مرزا صاحب، حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ آپ ﷺ نے ہی مرزا صاحب کو اس کتاب کا نام ”قطبی“ بتایا۔ یعنی یہ کتاب قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور غیر متزلزل ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا۔

(101) (دیکھئے براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج اول ص 275 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 273 پر)

اگر احمدیوں کے بقول نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رسمی ہے تو نہ یہ کتاب قطبی رہے گی اور نہ اس میں ذکر کردہ باتیں مستحکم اور غیر متزلزل قرار پائیں گی۔ خصوصاً یہ کتاب جب حضور نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمائی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی سنگین غلطی (عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام) کو آپ نظر انداز فرمادیں جو مرزا صاحب کے نزدیک شرک عظیم ہے۔

(102) (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص 39 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 660 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 274 پر)

اگر یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے تو خود مرزا صاحب اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں۔ پھر یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ مرزا صاحب 1891ء تک (تقریباً 50 سال) حیات عیسیٰ علیہ السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے مشرک تھے اور ظاہر ہے کوئی مشرک ”مسح موعود“ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(103) ”اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے۔“

(نور الحق ص 86 حصہ دوم مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 272 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 276 پر)

پھر مزید دعویٰ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(104) ”میری ہر بات الہامات پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی میں نے جو کچھ کہا، وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔“

(مواہب الرحمن ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 278 پر)
پھر ارشاد فرمایا:

(105) ”یعنی خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا رہا، وہ وہی کہتا ہوں جو خداوند فرماتا ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جو خلاف خداوندی ہو اور مخالف خداوندی میری قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔“

(حمائۃ البشری ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 186 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 279 پر)
ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(106) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص 100 مندرجہ روحانی خزائن ص 262 ج 21 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 281 پر)

معمولی سی عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص یہ جانتا ہے کہ گپ کے معنی جھوٹ کے ہیں اور جھوٹا آدمی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(107) ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

(تحدہ گلوڈیہ ا ضمیمہ ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 56 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 283 پر)
ایک اور جگہ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(108) ”حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدے کے لیے گھڑا تھا۔“

(حاشیہ حقیقت الوحی ص 29 مندرجہ روحانی خزائن ص 31 ج 22 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 284 پر)
اس فتویٰ کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ خود مرزا صاحب 50 سال تک عیسائی عقائد رکھتے تھے۔

بعض احمدی دوست یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شروع شروع میں نبی کریم ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی تو بیت اللہ

کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ لہذا مرزا صاحب نے اگر عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟ احمدی دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس سلسلہ میں بیت المقدس کی مثال بالکل غلط اور بے محل ہے۔ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت فیہدھم اقتدہ (الانعام: 90) انبیاء سابقین کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد و ایمانیات میں سے ہے اور عقائد و ایمانیات میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تنسیخ ہو سکتی ہے۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو نمازیں حضور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور بعد میں کسی نے ان نمازوں کو نہیں لوٹایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں مرزا صاحب کی کئی تضاد بیانیات ان کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

(109) کبھی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر کے محلہ خانیاں میں ہے۔

(دافع البلاء ص 19 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 235 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 285 پر)
(110) اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کی قبر فلسطین کے علاقہ گلیل میں واقع ہے۔

(ازالہ اوہام ص 473 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 353 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 286 پر)
(111) کبھی کہا کہ ان کی قبر بلدہ قدس (یروشلم) میں ہے۔

(اتمام الحجہ ص 27 روحانی خزائن ج 8 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 288 پر)
(112) اور کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام میں ہے۔

(اتمام الحجہ ص 24 روحانی خزائن ج 8 ص 296 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 289 پر)
احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں کئی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ مرزا صاحب نے ان نشانیوں کی جو تاویلات کی ہیں، وہ بے حد عجیب ہیں اور دلچسپ بھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو انہوں نے دوز در رنگ کی چادریں پہنی ہوگی۔ (مسند احمد، بخاری و مسلم)
مرزا صاحب نے اس حدیث کی تاویل یوں کی ہے:

(113) ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دوزر دچادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کی دھڑکی اور ایک نیچے کی دھڑکی یعنی مرقا اور کثرت بول۔“

(ملفوظات ج 8 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 291 پر)
ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام ”لد“ پر قتل کریں گے۔ مقام لد فلسطین اسرائیل میں واقع ہے۔ مرزا صاحب نے اس کی تاویل یہ کی کہ ”لد“ سے مراد ”لدھیانہ“ ہے۔

(114) (الہدی ص 97 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 1341 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 292 پر)
لدھیانہ مشرقی پنجاب بھارت میں واقع ہے۔ اس طرح وہ آسمان سے اترنے کے معنی ماں کے پیٹ سے نکلنا مراد لیتے ہیں۔

۔ ناطقہ سربراہ گریباں ہے اسے کیا کہئے
اہل اسلام، قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور اجماع امت کی بنا پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ خود مرزا صاحب کو اعتراف ہے:
(115) ”مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے اتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔“

(ازالہ اوہام ص 557 مندرجہ خزائن ج 3 ص 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 294 پر)
ظاہر ہے کہ جس عقیدہ کو تو اتر کا درجہ حاصل ہو، کوئی ذی شعور مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرامؓ سمیت گذشتہ تمام صدیوں کے تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ، مجددین، محدثین، اولیاء کرام اور اکابرین امت اس عقیدہ کو تو اتر اور تسلسل کے ساتھ نقل کرتے آئے ہیں۔ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ وہ چودھویں صدی کے ”مجدد“ ہیں۔ اگر مرزا صاحب واقعی مجدد ہیں تو حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں، ان کا عقیدہ گذشتہ تمام صدیوں کے مجددین اسلام (جن کے ناموں کی فہرست پر مرزا صاحب کو بھی مکمل اتفاق ہے۔) کے عقیدہ سے بالکل الٹ اور مختلف ہے اور

اگر بالفرض مرزا صاحب کا عقیدہ (وفات مسیح) درست مان لیا جائے تو پھر گزشتہ تمام صدیوں کے مجددین کا عقیدہ (حیات مسیح) غلط اور باطل قرار پائے گا۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے کہ اس معاملہ میں مرزا صاحب کا موقف درست ہے یا گزشتہ صدیوں کے تمام مجددین وغیرہ کا نکتہ نظر۔ (دیکھئے عمل مصفیٰ از مرزا خدا بخش صاحب ص 117 تا 120) (عکس صفحہ 296 پر)

احمدی حضرات مرزا صاحب کے مہدی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ یہ نشان مرزا صاحب پر پورا ہوتا ہے اور اس سے پہلے جب سے زمین و آسمان بنے، یہ کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب حدیث نبوی کے مطابق سچے مہدی تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ ضعیف درجے میں امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ لہذا اس کو حدیث بنا کر پیش کرنا حضور نبی کریم ﷺ پر بہتان عظیم اور کذب و افتراء ہے۔ امام باقر کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور ناقابل اعتبار ہے۔ ملاحظہ ہو:

(117) ”عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمہدینا آیتین لم تکنوا منذ خلق اللہ السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکنوا منذ خلق اللہ السموات والارض“

(سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول ص 188، انصار دہلی) (عکس صفحہ 301 پر)
(مفرد الفاظ کا ترجمہ) ”محمد بن علی کہتے ہیں، ان (بیشک) لمہدینا (ہمارے مہدی کے لیے) آیتیں (دو نشانیاں ہیں) لم تکنوا (نہیں ہوئیں ظاہر) منذ (جب سے) خلق السموات والارض (تخلیق ہوئی آسمان و زمین کی) تنکسف القمر (چاند گرہن ہوگا) لاول لیلۃ (پہلی رات) من رمضان (رمضان کی) و (اور) تنکسف الشمس (سورج گرہن ہوگا) فی النصف منه (اس رمضان کے نصف میں) لم تکنوا (نہیں ہوئی ظاہر) منذ (جب سے) خلق اللہ السموات والارض (پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو)“

اب آئیے مفرد الفاظ کے ترجمہ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ کرتے ہیں۔

”بیشک ہمارے مہدی کی (کے لیے) دونشانیاں ہیں، نہیں ہوںیں وہ (نشانیاں) جب سے تخلیق ہوئی آسمان وزمین کی۔ چاند گرہن ہوگا رمضان کی پہلی رات اور سورج گرہن ہوگا اس (رمضان) کے نصف میں، نہیں ہوئی (ظاہر) وہ نشانیاں جب سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو۔“

قارئین! دارقطنی کی روایت کے مفرد الفاظ کا ترجمہ اور پھر روایت کے مفرد الفاظ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے کیے ہوئے اس ترجمہ کے ساتھ عربی جاننے والا کوئی شخص قطعاً اختلاف نہیں کر سکتا البتہ اس روایت کا ترجمہ مرزا صاحب نے کیا ہے، وہ ملاحظہ فرمائیں اور ان کی دیانت پر انھیں داد دیں۔

(118) (ترجمہ بقلم مرزا صاحب) ”یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لیے دونشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کیے گئے وہ دونشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرہویں رات اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لیے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اُس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف و خسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو۔

(انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 302 پر)

قارئین! مرزا صاحب کے ترجمہ کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کیا ہم احمدیہ جماعت کے پڑھے لکھے مربی حضرات سے پوچھ سکتے ہیں کہ خط کشیدہ الفاظ ”کسی مدعی کے وقت، مہدی کے ادعا کے وقت، جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرہویں رات، اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو“، روایت دارقطنی کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔

قارئین! دارقطنی کی روایت کا جو ہم نے ترجمہ کیا ہے، اس کو اور مرزا صاحب کے کیے ہوئے ترجمہ کو پڑھیں، کس کا ترجمہ درست ہے اور کس کا غلط۔ اور قابل غور بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے پورے علم اور تخیلاتی قوت صرف کر کے یہ ترجمہ کیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ترجمہ میں کہیں روایت قطنی کا مفہوم باقی رہ سکتا ہے؟ لاول لیلۃ من رمضان کا ترجمہ تیرہویں رات کرنا اور فی النصف منہ کا ترجمہ اٹھائیس تاریخ کرنا کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر ظلم یہ کہ اس واضح بددیانتی کے باوجود وہ اپنے دعویٰ اور اس پر غلط رنگ میں پیش کی جانے والی دلیل اور تاویل کے نہ ماننے والے کو

”ظالم، رئیس الدجال کے القابات اور ہزار ہزار لعنت“ کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔

(انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)

بہر حال اس مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے یہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

- 1- رمضان کے مہینہ میں رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔
- 2- رمضان کے نصف میں سورج کو گرہن لگے گا۔
- 3- جب سے زمین و آسمان پیدا کیے گئے ہیں، ایسے دو نشان کبھی نہیں ہوئے۔

بفرض محال اگر اسے محمد باقر کا قول مان بھی لیا جائے تو تب بھی مرزا صاحب مہدی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ مرزا صاحب کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا، وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے زمانے میں، رمضان کی تیرہ (13) تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ امام باقر کے مذکورہ بالا قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا۔ اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مرزا صاحب تیرہ (13) تاریخ کو یکم اور اٹھائیس (28) تاریخ کو پندرہ قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔

احمدی دوستوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب مرزا صاحب نے 1311ھ میں دعویٰ مہدویت کیا تھا، اس وقت کسوف و خسوف کا رمضان المبارک میں اجتماع ہوا تھا اور یہ اجتماع کسوفین صرف اور صرف 1311ھ میں ہی ہوا۔ لہذا یہ بھی مرزا صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ میرے خیال میں یہ دلیل کم علمی کا نتیجہ یا پھر تجاہل عارفانہ ہے، امام باقر کا قول اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، ”اول لیلة“ سے یکم رمضان اور ”نصف منہ“ سے پندرہ رمضان مراد لی جائے، کیونکہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں، ان تاریخوں میں چاند اور سورج کو کبھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا صاحب سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا صاحب سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں چاند اور گرہن لگ چکا ہے۔ ہر پڑھا لکھا احمدی، نجوم کی کسی کتاب یا انٹرنیٹ سے سرچ کر کے با آسانی یہ مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے 1260ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال رمضان 1267ھ کے مطابق جولائی 1851ء میں 13 اور 28 رمضان کو خسوف و کسوف کا اجتماع ہوا۔

اسی طرح احمدی دوستوں کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر ٹھیک نہیں ہے کہ ”1311ھ کا اجتماع خسوف و کسوف صرف مرزا صاحب کے لیے نشان صدق تھا۔“ کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈانی خود ساختہ مسند مہدویت پر ”جلوہ افروز“ تھا۔ اگر اس بے سرو پابات سے مرزا صاحب کی مہدویت کا ثبوت نکلتا ہے تو احمدی دوستوں کو مہدی سوڈانی کی ”بعثت“ پر بھی ایمان لانا چاہیے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر بحث یا مناظرہ کے دوران میں بعض احمدی حضرات قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کی بڑے رکیک انداز میں تاویلات کرتے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ محض بحث برائے بحث کے قائل ہیں اور انہوں نے کوئی بھی سچی بات تسلیم نہ کرنے کا مصمم عزم کر رکھا ہے۔ بعض حضرات بحث کے دوران میں پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں تو انسان ہوتے ہوئے آسمان پر کیسے چلے گئے؟ وہاں وہ کس طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے ہیں؟ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہیں؟ وہ کیا کھاتے ہیں؟ پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ حیات دنیوی کے ساتھ مشروط ہیں، وقت آئے تو نماز فرض ہوگی۔ رمضان آئے گا تو روزہ فرض ہوگا، نصاب ہوگا تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی جگہ اٹھائے گئے ہیں جہاں وقت ہی نہیں ہے کیونکہ آسمانی دنیا، زمان سے خالی ہے۔ اور پھر ان سب باتوں کا سب سے اہم اور مدلل جواب یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، لہذا جو سوالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا کیوں نہیں ہوتے؟ مرزا غلام احمد صاحب، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور ان پر ایمان لانا ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(119) ”یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے۔ اور مردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق حصہ اول ص 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 68، 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 303 پر)

جہاں تک مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا تعلق ہے۔ احمدی دوستو! ساری بحثوں کو

چھوڑیں۔ اس دنیا میں، میں نے ہمیشہ رہنا ہے نہ سدا کی زندگی آپ کا مقدر ہے۔ وہ گھڑی دور نہیں جب ہم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ ہمیں اس سخت ساعت کی فکر کرنی چاہیے۔ مجھے اچھی طرح خبر ہے کہ آپ میں سلیم العقل اور پڑھے لکھے افراد کی کمی نہیں۔ آپ اپنی فراست کو ایک نکتے پر مرکوز کر کے اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر، کیا انبیاء و رسل میں سے کسی ایک ہستی کی مثال پیش کر سکتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی ہو کہ تم نبی ہو اور اس نے یہ تاویل کی ہو کہ میں نبی نہیں ہوں؟ صرف آپ کے ”مسح موعود“ مرزا غلام احمد صاحب وہ واحد شخصیت ہیں جنہیں ان کے بقول اللہ تعالیٰ نے 1882ء میں براہین احمدیہ کے زمانہ میں بذریعہ الہام نبی کہا اور وہ 1902ء تک، جی ہاں! دو دہائیاں یعنی برابر بیس برس تاویلات کے رنگا رنگ دھاگوں کا تانا بانا ہی بنتے رہے۔ جب خارجی دباؤ بڑھا تو دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا، میں نبی یا رسول بالکل نہیں ہوں۔ جب صورت حال کو ”قدرے سازگار“ پایا تو اپنی نبوت اور رسالت کا اظہار کر دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قریب قریب پچاس برس کی عمر تک وہ اس جمہور عقیدے پر قائم رہے کہ حضرت محمد ﷺ سلسلہ انبیاء و رسل کے آخری فرد ہیں یعنی ختم نبوت کے ان معانی اور مفہیم کے قائل تھے جو امت میں روز اول سے مروج رہے۔ چلئے ایک لمحے کے لئے مان لیا کہ انہیں آسمان سے پھر یہ ”ہدایت“ کا ایک نصیب ہوگئی کہ آخر میں آنا کوئی فضیلت کی بات نہیں، خاتم النبیین، کا مطلب افضل الانبیاء ہونا ہے اور یہ کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) اب رسالت کے عہدے پر فائز کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کیا کہ نبی اپنی وحی کا پہلا مومن ہوتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو غالباً اس ”وحی“ پر یقین ہی نہیں تھا کہ انہوں نے اس پر ایمان لاتے لاتے بیس برس گزار دیئے۔

احمدی دوست اگر براندہ مانیں تو انہیں اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کم از کم بیس برس توقف کرنا چاہیے پھر جا کر مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنا چاہیے..... یہاں ایک اور باریک نکتہ کہ مرزا صاحب کی صداقت کی ایک یہ دلیل آپ لوگوں کی جانب سے اکثر پیش کی جاتی ہے کہ سچے مدعی نبوت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے بعد کم از کم 23 برس ضرور زندہ رہے کیونکہ حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اعلان نبوت کے بعد تیس برس اس دنیا میں موجود رہے اور مرزا صاحب 1882ء سے 1908ء تک 26 برس زندہ رہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ 1882ء سے 1902ء تک جو بیس برس کا عرصہ بنتا ہے اسے تو آپ اصولاً خارج کر دیں کہ اس زمانے میں خود مرزا صاحب اپنی ”نبوت“ کے خود منکر رہے۔ باقی 1902ء سے 1908ء تک 6 سال کا پیریڈ

ضرور بنتا ہے جب وہ اپنی نبوت کے دعویٰ پر قائم دکھائی دیتے ہیں اور معمولی حساب دان بھی جانتا ہے کہ چھ برس 23 برس سے زیادہ نہیں ہوتے۔

اگر مرزا صاحب کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی (نعوذ باللہ) جھوٹے بن جائیں گے مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی دوسرے اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں اپنے اعلان نبوت کے بعد شہید کر دیئے گئے۔ اس کے برخلاف بہاء اللہ ایرانی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا صاحب کے اصول کے مطابق وہ سچا ٹھہرے گا۔ حالانکہ احمدی حضرات اسے جھوٹا جانتے ہیں۔

احمدی دوستو! غور کیجیے کیا کسی شخص کے خدا کی طرف سے نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کا (اپنے دعوے کے تناظر میں) اپنے خدا سے ڈار کٹ تعلق ہو، فرشتہ تقریباً بلا ناغہ آتا ہو اور اس کی وساطت سے وہ اپنی پوزیشن ہی نہ کلیئر کروا سکے کہ میں ہوں کیا؟ اور پھر یہ کوئی ضمنی، ذیلی یا فروغی بات نہیں؟ بنیادی منصب ہے جس کی اساس پر اس نے گمراہ امت کو راہ راست پر لانا ہے اور بڑی ہی معذرت کے ساتھ اسے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ واقعی نبی ہے یا نہیں؟ ہے نا عجیب بات! طرفہ تماشا یہ کہ اسے اس کا رب کہتا ہے تم نبی ہو اور وہ یہ تشریح کرتا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ کیا یہ قضیہ وضاحت کے ساتھ مرزا صاحب کی نفسیاتی حالت کا پتا نہیں دے رہا کہ وہ مدت العمر تیل اور تیل کی دھار کو دیکھ کر سفر کرنے والے آدمی تھے۔

اور سنو میرے عزیزو! سچے نبی استقامت کا کوہ گراں ہوتے ہیں۔ ایک بار اللہ کی طرف سے جو حکم آجائے، اس کے ابلاغ کے لیے وہ اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔ کسی عدالت یا حکومت کی تنبیہ پر ان آیات کو چھپانے کے جرم کے کبھی مرتکب نہیں ہوتے کہ جی میں آئندہ ایسی اندازی پیش گوئیاں نہیں کیا کروں گا۔ اللہ کے شیردوں کو رو باہی بھلا کہاں آتی ہے۔ وہ تو ڈٹ جانے والے لوگ ہوتے ہیں، پیچھے ہٹنا ان کا شیوہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے علامہ اقبالؒ کو کہنا پڑا تھا۔

وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے برگ حشیش

جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللہی

احمدی دوستو! کبھی فرصت کے لمحات میں، اپنے آپ سے یہ سوال ضرور پوچھئے گا کہ جیسے مصلحت کوش خود مرزا صاحب تھے، ویسی ہی ڈری سہی ان کی امت کیوں ہے؟ شکار زندہ کی لذت سے بے نصیب، قوت بازو سے تہی، مسکینی و محرومی و بے چارگی کی تصویر۔ اس جماعت میں آخر وہ جسور و غیور کردار جنم کیوں نہیں لے سکا جو ضربِ کلیسیا لے کر نکلتا اور کائنات کے پتھر سے اسرارِ حیات کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ ایسا صرف اس لئے نہیں ہوا ہے کہ مرزا صاحب کی وحی میں کوئی انقلاب، کوئی نظام، کوئی پروگرام سرے سے موجود نہیں ہے، اگر ہے تو پیش گوئیاں ہیں، دعائیں ہیں، حسرتیں ہیں، چندے ہیں، مناظرے ہیں، تقدیر کے رسمی و روایتی تصور کی اتباع ہے (یعنی یکسر بے عملی) حکومتِ برطانیہ کی مدح ہے، غلامی کی تلقین ہے، جہاد کے خلاف اک مسلسل قلمی ”جہاد“ ہے۔ اپنے خاندان کی آبیاری کے لئے پیہم تبلیغ و تعلیم ہے اور سب سے بڑھ کر اپنی ذات کی تعریفوں میں عبارتوں کا ایک لاقتنا ہی سلسلہ ہے۔ آپ خود مدبر کیجیے بھلا ایسی نبوتوں سے عالم میں انقلاب برپا ہوا کرتے ہیں؟ بقول شخصے مرزا صاحب وہ واحد پیغمبر ہیں جن کی پیغمبری ہر قسم کے پیغام سے خالی ہے۔

میں آپ کو دل کی اتھاہ گہرائی سے دعوت دیتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں اور صالحہ جتنوں کو نذرِ آتش ہونے سے بروقت بچالیں اور ایک بار پھر جمالِ نبوی ﷺ سے وابستہ ہو کر اپنی دنیا کو محفوظ کر لیں اور اپنی عاقبت بھی سنوار لیں۔ اضطراب کا وہ عذاب جو آپ کو شب و روز دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے، ایک آن میں آپ کو اس سے نجات مل سکتی ہے، بشرطیکہ خلوص نیت و عمل سے آپ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو جائیں۔

احمدی دوستوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے، انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان، معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا اس کے برعکس کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور کل تقاضے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔

جماعت احمدیہ میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی

کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے ”خلفاء“ کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔ اس دہرے کردار کا اندازہ کرنے کے لیے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(120) ”ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناٹھ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص 169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 305 پر)

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا:

(121) ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 280 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 307 پر)

(122) ”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 130 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 308 پر)

(123) ”جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“

(نزل المسیح (حاشیہ) ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 382 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 309 پر)

(124) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 519 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 310 پر)
(125) ”اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص 143 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 311 پر)
گویا مرزا صاحب نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ناقص قرار دے دیا۔
اب یہ کلمہ کسی کو مسلمان نہیں بنا سکتا جب تک کہ وہ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار نہ کرے۔
جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب تو اس سے بھی زیادہ سخت عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

(126) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ (مرزا غلام احمد صاحب) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ (مرزا غلام احمد صاحب) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص 35 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 313 پر)
یعنی دنیا کے کسی بھی خطہ میں موجود (خواہ افریقہ کے جنگل ہی کیوں نہ ہوں) کسی مسلمان نے اگر مرزا صاحب کا نام نہیں سنا، تو وہ بھی کافر ہے۔
وہ مزید کہتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ (مرزا غلام احمد صاحب) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریمؐ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب، مندبجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، ج 19، نمبر 13، مورخہ 30 جولائی 1931ء)
اسی شوق اختلاف میں احمدیہ قیادت نے اسلامی تقویم کے مقابلہ میں احمدیہ تقویم پیش کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

اسلامی تقویم: محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب۔

شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعد۔ ذوالحج

احمدیہ تقویم: شہادت۔ ہجرت۔ احسان۔ وفا۔ ظہور۔ تبوک۔ اخاء۔ احسان۔ فتح۔ صلح۔ امان۔ تبلیغ
میں کئی ایسے احمدیوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جو باقاعدہ نماز نہیں پڑھتے بلکہ بعض
ایسے بھی ہیں جو بالکل نہیں پڑھتے۔ لیکن یہ سب لوگ جماعت احمدیہ کے لیے قابل برداشت
ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ نے کسی احمدی کو نماز ترک کرنے کی وجہ سے جماعت سے
نکال دیا ہو۔ لیکن اگر کسی کے متعلق یہ اطلاع آجائے کہ اس نے غیر احمدیوں کے ساتھ نماز
پڑھی ہے تو اس شخص کو فوراً جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ یہی صورت نماز جنازہ کی ہے۔
احمدیوں کے لیے دوسرے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔ اس ممانعت میں نیک، بد،
موافق، مخالف، حتیٰ کہ مسلمانوں کے معصوم بچے بھی شامل ہیں۔ احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ
مرزا بشیر الدین محمود سے جب یہ سوال کیا گیا کہ غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو
معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں، وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق مرزا محمود صاحب نے کہا:
(127) ”اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے اس لیے
ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ
کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا مکلف نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا
ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں
پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا
مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی
غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔“

(انوار خلافت ص 38 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 150 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) (عکس صفحہ 315 پر)
جماعت احمدیہ اس بات پر بھی فخر کرتی ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ
نے احمدیہ جماعت کے ایک بڑے رہنما سر ظفر اللہ خاں صاحب (سابقہ وزیر خارجہ) کو اپنا ”سیاسی بیٹا“
قرار دیا تھا۔ اور بقول جماعت احمدیہ یہ اعزاز کسی اور پاکستانی کو حاصل نہیں۔ لیکن ستم ظریفی دیکھئے
کہ سر ظفر اللہ خاں صاحب نے موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی حضرت قائد اعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا
بلکہ وہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ ایک طرف بیٹھے رہے۔ اس سلسلہ میں جب ان سے استفسار کیا گیا تو

انہوں نے فرمایا کہ چونکہ قائد اعظم محمد علی جناح احمدی نہ تھے، اس لیے میں نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سرظفر اللہ خاں، قائد اعظم محمد علی جناح کو احمدی نہ ہونے کی وجہ سے کافر سمجھتے تھے، اس لیے جنازہ نہ پڑھا۔ دراصل جماعت احمدیہ ہر اس شخص کو جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں رکھتا، کافر سمجھتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے فرماتے ہیں:

(128) ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 316 پر)

جماعت احمدیہ اپنے ماننے والوں کو علمی تاویلات، روحانی تعبیرات اور خود ساختہ الہامات، رویا و کشف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کر رہی ہے۔ اس کی ایک جھلک احمدی بزرگوں کے ”ارشادات“ اور ”بشارات“ میں بھی مل جاتی ہے۔ اب تو بے شمار احمدی نوجوان ایسے بھی ہیں جو احمدیت کو محض وراثت میں وصول کرنے کے سبب سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ انہیں سرے سے معلوم نہیں کہ احمدیت کیا ہے؟ نہ انہوں نے کبھی اس پر غور کیا۔ بقول شخصے ”باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے کیے۔“ میں تمام احمدی دوستوں سے بصد اخلاص عرض کروں گا کہ تمام تر تعصبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے صاحبزادوں کی تمام کتابوں کو نہایت غور و فکر اور عمیق نظر سے پڑھیں۔ ان شاء اللہ وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ احمدیت اور اسلام کے درمیان ہمالیہ سے بھی بڑا پہاڑ حائل ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مزید گزارش یہ ہے کہ دوران مطالعہ میں آپ خود ساختہ تاویلات میں ہرگز نہ الجھیں۔ الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیں جو بظاہر نظر اور سمجھ آ رہا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(129) ”والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء

والا فاي فائدة كانت في ذكر القسم. ترجمہ: قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے

ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثناء ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔“

(حماتہ البشری ص 14 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 192 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 317 پر)

احمدی دوستو! اگر آپ ہر بات کی تاویل کریں گے تو حقائق تک کبھی رسائی نہ پاسکیں گے۔ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے لاکھ جھوٹ بولنا پڑتے ہیں۔ آخر جھوٹ پکڑا جاتا ہے جس پر بجز ندامت و شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(130) ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں، بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا۔“

(پیغام صلح ص 63 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 485 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 319 پر) اب آتے ہیں اصل بات کی طرف: مرزا صاحب اپنی ایک ”وجی“ میں فرماتے ہیں:

(131) ”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 503 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 320 پر) یعنی بقول مرزا صاحب حکم الہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب مکہ میں فوت ہوں گے یا مدینہ میں۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ یہ بات مرزا صاحب کی وجی کے بالکل برعکس ثابت ہوئی۔ مرزا صاحب کا برائڈر تھ روڈ لاہور میں واقع احمدیہ بلڈنگ میں 26 مئی 1908ء کو انتقال ہوا اور ان کی میت بذریعہ ریل گاڑی قادیان بھجوائی گئی۔ اب احمدی دوست اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ موت کے معنی فتح کے ہیں اور اس وحی الہی سے مراد ہے کہ مرزا صاحب کی جماعت کو کئی فتح ہوگی یا مدنی فتح ہوگی۔ اس تاویل پر بے اختیار ہنسی آ جاتی ہے۔ دنیا کے کسی لغت میں موت کے معنی فتح کے نہیں ہے۔ ظاہر ہے اگر مرزا صاحب کی ایسی دیگر تحریروں کی اسی انداز میں تاویل کی جائے گی تو علم و دانش کہاں جا کر پناہ گزین ہوں گے؟

جبکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(132) ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت ص 222 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 231 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 321 پر) پھر انہوں نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا:

(133) ”سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم

دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔“

(ایام الصلاح ص 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 394 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 323 پر) مرزا صاحب کا متذکرہ فرمان کتمان حقیقت نہیں تو اور کیا ہے کہ خود مرزا صاحب کا اعتراف موجود ہے کہ انہوں نے عربی، فارسی، قواعد صرف و نحو، حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الہی، فضل احمد اور گل علی شاہ نامی استادوں سے حاصل کی۔

(134) دیکھئے! (کتاب البریہ حاشیہ ص 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 180 تا 181 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 325 پر) حالانکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(135) ”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔“

(آریہ دھرم ص 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 13 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 328 پر) مرزا صاحب ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

(136) ”صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی بہت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ هذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“

(شہادت القرآن ص 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 337 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 330 پر)

صحیح بخاری میں یہ حدیث سرے سے موجود نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اس حدیث کے حوالہ سے حقائق کے منافی بات کی ہے۔ جو شخص صحیح بخاری جیسی کتاب کے بارے میں اس درجہ غیر محتاط ہو سکتا ہے، وہ اپنے دعویٰ نبوت کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ احمدی دوستوں کو اس نکتہ پر غیر جانبداری سے غور و فکر کرنا چاہیے۔

مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(137) ”اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں بٹھادیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اس امت کے خلیفے اسی امت میں سے ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تخذ النودہ ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 97، 98 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 332 پر) مرزا صاحب کے حالات زندگی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔ احمدی دوستوں سے سوال ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت کی نشاندہی کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ابن مریم کہا ہو۔

مرزا صاحب اپنے متعلق ایک پیش گوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(138) ”تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بنا لوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکرو و ثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے، میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضل تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔“

(تریاق القلوب ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 201 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 334 پر) پیش گوئی بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا ”اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا، ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔“ بقول مرزا صاحب کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور وہ اس کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔

نظارت تالیف و تصنیف قادیان نے (جس کے ناظر مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے تھے) تذکرہ (مجموعہ مقدس وحی والہامات) میں ”تریاق القلوب“ سے یہ پیش گوئی درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

(139) ”یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے۔ جو بکری یعنی کنواری آئیں اور شیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ خاکسار مرتب۔“

(تذکرہ مجموعہ مقدس وحی الہامات ص 31 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 335 پر)

حالانکہ مرزا صاحب مذکورہ بالا عبارت میں لکھتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔“

مرزا صاحب کی سوانح شہادت دیتی ہے کہ ان کا بیوہ عورت سے تمام عمر نکاح نہیں ہوا۔ لہذا یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

مرزا صاحب نے خود تحریر کیا ہے:

(140) ”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(”چشمہ معرفت“ ص 222 مندرجہ روحانی خزائن ص 231 ج 23 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 336 پر)

مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق کہا:

(141) ”مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ الحمدیٹ میں میری تکذیب اور تقسین کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب و جال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھا اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا

کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں، محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رو برد اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے تو بہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انھوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لائق مالیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انھیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تُو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں پلٹتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی

زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔
الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایتید

مرقومہ 15 اپریل 1907ء

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 338 پر)
5 نومبر 1907ء کو مرزا صاحب نے اعلان فرمایا:

(142) ”ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔“

(ملفوظات ج 9 ص 268 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 342 پر)

مرزا صاحب کے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے متعلق اشتہار اور بیانات سے مندرجہ ذیل

نتائج اخذ ہوتے ہیں:

- مرزا غلام احمد صاحب اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ میں سے جو جھوٹا ہے، وہ سچے کی زندگی میں فوت ہو جائے گا۔
- ان دونوں میں جسے بھی موت آئے، وہ قتل کی رو سے نہیں، بلکہ وہ کسی مہلک بیماری جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ میں ہلاک ہوگا۔
- یہ دعا خدا کی تحریک پر کی گئی تھی اور اس کی مقبولیت کا مرزا صاحب کو الہام بھی ہو گیا تھا۔
- اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ:
- خدا نے کیا فیصلہ کیا؟
- کسے پہلے موت آئی؟
- اور کس بیماری سے وہ ہلاک ہوا؟

مرزا غلام احمد صاحب کی تاریخ وفات 26 مئی 1908ء ہے۔ یعنی مرزا صاحب اپنی دعا کے تقریباً 13 ماہ اور بارہ دن بعد ہیضہ کی بیماری سے انتقال کر گئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس دعا کے تقریباً چالیس سال بعد (پاکستان بننے کے بعد) 15 مارچ 1948ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔

اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ قرآن اور حدیث کی رو سے علم اور اہل علم کا درجہ بہت بڑا ہے۔ علم ایک نور ہے اور جہالت تاریکی۔ جس طرح نور اور ظلمت یا روشنی اور تاریکی باہم برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح ایک عالم اور جاہل یکساں نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید کی رو سے ایک اندھا اور ایک آنکھوں والا شخص دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور انہیں تمام علوم اللہ تعالیٰ نے سکھائے ہیں۔ وہ اپنی کتب میں بار بار کہتے ہیں کہ میری معلومات خدائی ہیں اور میں نے علم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ مرزا صاحب اپنی وحی و الہام میں کہتے ہیں:

(143) ”انک باعیننا سمینک المتوکل و علمنہ من لدنا علماً یعنی تُو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، ہم نے تیرا نام متوکل رکھا، اپنی طرف سے علم سکھلایا۔“

(ازالہ اوہام ص 698 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 476 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 343 پر)

(144) ”وہب لی علوماً مقدسة نقیة و معارف صافیة جلیة و علمنی ما لم یعلم غیری من المعاصرین۔ (ترجمہ) اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا کیے۔ اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔“

(انجام آختم ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 75 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 344 پر)

اس کے برعکس مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(145) ”تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔“

(پیغام صلح ص 28 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 465 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 345 پر)

سیرت النبی ﷺ کا ہر طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ پہلے ایک تجارتی سفر میں انتقال فرما گئے تھے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کا انتقال آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے 6 سال بعد ہوا تھا۔ مگر مرزا صاحب کو ان تاریخی حقائق کا علم نہیں۔ بقول ڈاکٹر غلام جیلانی برق:

”مت بھولیے کہ یہ مرزا صاحب کی آخری تحریر تھی جو انہتر برس کے علمی مطالعہ کا نچوڑ تھی۔ پھر تحریر بھی اس ہستی کے متعلق جن کا ذکر ہرزبان پر اور چمچا ہر گھر میں ہے۔ اور واقعہ بھی ایسا جسے ہمارے لاکھوں واعظین تیرہ سو برس سے گلی گلی سنار ہے ہیں اور جس سے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی آگاہ ہیں۔ حیرت ہے کہ جناب مرزا صاحب تاریخ نبوی کے اس مشہور ترین واقعہ سے بھی بے خبر نکلے۔“ (حرف محرمانہ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

(146) ”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔“

(چشمہ معرفت ص 286 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 346 پر)

مذکورہ بات مرزا صاحب کی کم علمی کی بین دلیل ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے صاحبزادوں کی تعداد 3 تھی۔ (1) حضرت قاسمؑ (2) حضرت عبداللہؑ (3) حضرت ابراہیمؑ۔

مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا:

(147) ”اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔“

(تریاق القلوب ص 41 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 218 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 347 پر)

اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے جس کا دوسرا مہینہ صفر ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلامی ہفتہ شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔

1 2 3 4 5 6 7

شنبه یک شنبہ دو شنبہ سه شنبہ چهار شنبہ پنج شنبہ جمعہ

چهار شنبہ پانچواں دن ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا کہتے ہیں۔

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(148) ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا

نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(پیغام صلح ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 485 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 348 پر)

مرزا صاحب کی علمی و عملی دیانت کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا جس کے پچاس حصے ہوں گے اور جس میں اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل ہوں گے۔ مرزا صاحب نے پوری کتاب کی رقم پیشگی وصول کر لی، مگر پانچ سو صفحے کی ایک جلد میں چار حصے پورے کر کے لمبے عرصے کے لئے چپ سادھ لی۔ 23 سال بعد نصرة الحق، نامی کتاب لکھی تو اسی کا دوسرا نام براہین احمدیہ حصہ پنجم رکھ دیا، اور پانچ سے پچاس بنانے کی ترکیب یہ ارشاد فرمائی:

(149) ”پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا“ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

(دیباچہ براہین پنجم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 9 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 349 پر)

خدا کے لیے غور کیجئے کہ مرزا صاحب جو لین دین اور تجارت میں 5 اور 50 میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے اور اس جسارت کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں کہ 50 کے نقطہ کو ”صفر“ کہ کر مطالبے کو ٹال دیں۔ جب اس سیرت و کردار کا حامل شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ بعثت ثانیہ میں میرے وجود میں ظاہر ہوئے ہیں تو اس صادق و امین کا کوئی اُمتی اسے کس طرح برداشت کر سکتا ہے؟ جس صادق و امین حضرت محمد ﷺ کی صداقت و امانت کی گواہی مشرکین مکہ سمیت ابو جہل نے بھی دی تھی؟

مرزا صاحب کا قول زیر ہے:

(150) ”گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔“

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 133 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 351 پر)

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

(151) ”کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔“

(کشتی نوح ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 11 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 352 پر)

بفرض محال مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے تو ان کے لیے لازم تھا کہ وہ اعلیٰ اخلاقیات،

عمدہ تہذیبی روایات، نفیس سماجی اقدار، شیریں کلامی، شائستگی اور شرافت سے آراستہ ہوتے بلکہ اس میدان کے ”فرد فرید اور مرد وحید“ ہوتے، لیکن افسوس سلطان القلم اور نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی سرشت، مزاج اور جبلت میں اخلاق حسنہ کا نمایاں فقدان تھا۔ ان کی بعض تحریریں اس قدر فحش، اخلاقیات سے عاری، شائستگی سے معریٰ، متانت سے گری ہوئی اور بازاری ہیں کہ آپ انہیں اہل خانہ کے سامنے تو درکنار، تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتے ہوئے بھی ندامت محسوس کریں گے۔ نمونے کے طور پر چند تحریریں پیش خدمت ہیں۔ دل پر جبر کر کے انہیں پڑھ لیجئے۔

مرزا صاحب ہندوؤں کے خدا کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

(152) ”پر میشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ (سمجھنے والے سمجھ لیں)“

(چشمہ معرفت ص 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 114 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 353 پر)

پر میشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگلی نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے رد عمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلو سوں میں اسلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ”ستیا رتھ پرکاش“ نامی کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جب کہ مرزا صاحب کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا نیا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ (نعوذ باللہ) پھر ایک عرصہ بعد رسوائے زمانہ کتاب ”رنگیلا رسول“ بھی لکھی گئی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں بے حد اضطراب پیدا ہوا۔

اسی طرح میں احمدی دوستوں کو مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کتب کے مذکورہ صفحات پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ تحریریں اس قدر سوقیانہ ہیں کہ میں انہیں یہاں نقل کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

(153) آریہ دھرم ص 34 تا 31 اور 76 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 31 تا 34، 75 تا 76 (عکس صفحہ 354 تا 359 پر)

(154) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 192 تا 196 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 192، 193، 196 (عکس صفحہ 360 تا 362 پر)

(155) انجام آختم ص 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 311، 317 (عکس صفحہ 363 پر)

(156) حقیقت الوحی تتمہ ص 444 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 444 (عکس صفحہ 365 پر)

(157) آئینہ کمالات اسلام ص 282 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 282 (عکس صفحہ 367 پر)

خدا را اندازہ فرمائیے! ان تحریروں کے بعد جب مرزا صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں! تو کیا یہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے لیے قابلِ برداشت ہے؟

احمدیہ جماعت کا ایک مشہور سلوگن ہے ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں“ یعنی

LOVE FOR ALL, HATRED FOR NONE دلوں کو مودہ

لینے والا یہ انتہائی خوبصورت نعرہ درحقیقت حقائق کے خلاف ہے اور عملی زندگی میں یہ چیز کہیں نظر نہیں آتی۔ خود مرزا صاحب کی تحریریں مسلمانوں سے بے پناہ نفرت اور حقارت سے بھری ہوئی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(158) ”اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد

الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“

(انوار اسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 369 پر)

(159) ”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها

و يقبلنى و يصدق دعوتى. الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا

يقبلون.“

(ترجمہ) ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف

سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر

رند یوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 547، 548 از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 370 پر)

سوچنا چاہیے کہ دنیا کی سوا رب آبادی میں سے کتنے لوگ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت و

مودت کی نظر سے دیکھتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں؟

خود مرزا صاحب کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے

باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت

بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا صاحب اور ان کے بیٹوں کی مخالفت کے بارے میں مرزا

بشیر احمد ایم اے اپنی والدہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

(160) ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے، ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آ کر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جا ملا۔“

(سیرت الہدی ج اول ص 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 372 پر)
اب مرزا صاحب کا اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔

(161) ”اشتہار نصرت دین و قطع تعلق“

از اقارب مخالف دین

چوں بدندان تو کرے اوفتاء، آن نہ دندان بکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آ جانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر

کلاں کی نسبت بحکم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے، اور اس کی تائی صاحبہ جنھوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں، اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار الہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا، اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انھوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بلکی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انھوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عدا چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر وغیرہ اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو قہام لے گا، کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی، اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انھوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے

دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں مصیبت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کی دوسری مئی 91ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انھوں نے نکاح کے لیے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی، رنج، راحت، شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیونکہ انھوں نے آپ تعلق توڑ دیے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سواب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

المستشرق مرزا غلام احمد لودیانہ۔ 2 مئی 1891ء۔

(مجموعہ اشتہارات ج اول ص 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 374 پر)

”احمدیت“ کے معروف تجزیہ نگار جناب ابن فیض لکھتے ہیں:

”اس اشتہار سے یہ باتیں اخذ ہوتی ہیں کہ مرزا فضل احمد صاحب اور مرزا سلطان احمد

صاحب نے

- حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی۔
- بلکہ اس نکاح کے مدار الہام بنے۔
- سمجھانے اور تاکیدی خطوط کی پرواہ نہیں کی۔
- حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر کی۔
- عداوت چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو۔
- حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے ان کے ساتھ پیوند کو مصیبت قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے انھیں عاق اور محروم الارث کر دیا۔ (باوجود یہ کہ عاق کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ (ابن ماجہ ص 294 باب الوصیت)

□ حضرت مسیح موعود نے ان سے ہر قسم کے تعلقات ختم، نیکی، بدی، شادی، ماتم میں شراکت ختم کر دی۔

□ حضرت مسیح موعود نے آخر میں کہا کہ ”سواب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

اب آپ سوچئے کہ ایک عام آدمی بھی اگر اس قسم کا اعلان کرتا ہے تو اس کے بیٹے، اس کی موت کے بعد بھی اس اعلان کا احترام کرتے ہیں، اور جب ایک نبی نے اپنی زندگی میں ایک انتہائی دکھے ہوئے دل کے ساتھ اس قسم کا اعلان کیا ہے تو کیا اس نبی کے ماننے والوں پر اس اعلان کی حرمت قائم رکھنا فرض نہیں؟؟؟ اور اس شخص پر تو اس اعلان کی پاسداری، عمل اور حفاظت کی بے انتہا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو نہ صرف بیٹا ہے بلکہ اس نبی کے خلیفہ ہونے کا دعویدار بھی ہے اور ایسا خلیفہ جو کہ اسی نبی کی پیشگوئی کے تحت مصلح موعود ہونے کا دعویدار بھی ہے، مجھے یقین ہے کہ اس بات میں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے!!!

میرے سوال یہ ہیں کہ مرزا محمود احمد صاحب نے مرزا سلطان احمد صاحب سے تعلق قائم کر کے۔

□ کیا حضرت مسیح موعود کی مخالفت نہیں کی۔

□ کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر نہیں کی۔

□ کیا ایسا کر کے عدا نہیں چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو؟

□ کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کو سخت ناجیز نہیں قرار دیا؟

□ کیا محصیت کا ارتکاب نہیں کیا؟

□ کیا عاق اور محروم الارث ہونے والا کام نہیں کیا؟

□ حضرت مسیح موعود نے جو پابندیاں اور قطع تعلق مرنے تک قائم رکھا اور واپس نہیں لیا اور نہ ہی اس تعلق کو موت کے بعد بھی جوڑنے کی کسی قسم کی خواہش کی، کیا ان کو پس پشت نہیں ڈال دیا؟

□ کیا اس طرح مرزا محمود احمد صاحب نے بقول حضرت مسیح موعود کے قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف کام نہیں کیا؟

□ بقول حضرت مسیح موعود کہ کیا دیوثی کا کام نہیں کیا؟

□ کیا وہ خلیفہ تو درکنار ایک عام مومن بھی رہ گئے ہیں؟ کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ”مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا فضل احمد صاحب، مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے تھے (اسی لیے مرزا صاحب نے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار خلافت ص 91 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 149 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) وہ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور ان کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کے فتویٰ ”ذریۃ البغایا“ کی زد میں آتے ہیں؟ احمدی احباب کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مشہور روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے بارے میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(162) مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“

(انجلاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 377 پر)

عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی احمدی آباد ہو گیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

(163) اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ”عورتوں کی عار“ کہا۔

(انجلاز احمدی ص 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 196 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 378 پر)

مولانا محمد حسین بالوئیؒ کے متعلق لکھا:

(164) ”کذاب“ متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن۔

(انجام آتھم ص 241 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 241 از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 379 پر)

مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے متعلق لکھا:

(165) ”وہ گمراہ اور کذاب ہے۔“

(انجام آتھم ص 251 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 251 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 380 پر)
مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق لکھا:

(166) ”اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون۔“

(انجام آتھم ص 252 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 252 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 381 پر)
مولانا سعد اللہؒ کے بارے میں لکھا:

(167) ”اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نقطہ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا، منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“

(ہیئتہ الوحی تہ ص 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 445 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 382 پر)
مرزا صاحب معلم اخلاقیات کا خصال حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے:

(168) ”اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔“

(چشمہ مسیحی ص 12 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 346 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 383 پر)

(169) ”میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔“

(آسمانی فیصلہ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 4 ص 320 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 384 پر)

(170) ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق..... اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“

(اربعین نمبر 3 ص 84 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 426 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 385 پر)

مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا ہے۔

(171) ”جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اس قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔“

(انوار خلافت ص 20 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) (عکس صفحہ 386 پر)

افسوس! مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بے شمار جگہ اپنے مخالفین کے بارے میں نہایت

غیر شائستہ اور اخلاق سے گری ہوئی زبان استعمال کی۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

- اے مردار خور مولویو (انجامِ آہتمم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اندھیرے کے کیزو (انجامِ آہتمم ضمیمہ ص 21، حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد ذات (انجامِ آہتمم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے خبیث (انجامِ آہتمم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے پلید و جال (انجامِ آہتمم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اسلام کے عار مولویو (انجامِ آہتمم ضمیمہ ص 48، روحانی خزائن ج 11 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے نابکار (بد کردار) (انجامِ آہتمم ضمیمہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد ذات فرقہ مولویاں (انجامِ آہتمم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اَلو (ضمیمہ برائین احمدیہ، نجم ص 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- امام الفتن (اتمام الحجۃ ص 24، روحانی خزائن ج 8 ص 303 از مرزا غلام احمد صاحب)
- انسانوں سے بدتر اور پلیدتر (ایامِ الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد بخت معقریو (انجامِ آہتمم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ایہا الملکد یون الفالون (انجامِ آہتمم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224، از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے شیخ احمقان (انجامِ آہتمم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ایہا الشیخ الضال (انجامِ آہتمم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اول درجہ کے کاذب (آئینہ کمالات اسلام ص 601، روحانی خزائن ج 5 ص 601 از مرزا غلام احمد صاحب)
- تنگ اسلام مولویو (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے کوتاہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے نفسانی مولویو (ازالہ اوہام ص 105، روحانی خزائن ج 3 ص 105 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے غبی (کم عقل) (مواہب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ج 352 ص 19 از مرزا غلام احمد صاحب)
- انسانیت کے بھاریہ (باس) (نور الحق حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 4، 5 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بے ایمانو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)

سے بے بہرہ اور بربند

- بد بخت پلید طبع مولوی (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بے ایمان اور اندھے (انجام آیتھم ضمیمہ ص 22 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 306 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بد ذات (انجام آیتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بندروں (انجام آیتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- باطل پرست بطلوی (انجام آیتھم ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بدکار آدمی (شہادت القرآن ص 84، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا غلام احمد صاحب)
- برہنہ (نور الحق ص 3 حصہ اول، روحانی خزائن ج 8 ص 5 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بھیڑیے (اعجاز احمدی ص 39، روحانی خزائن ج 19 ص 150 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بچھو (اعجاز احمدی ص 75، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بے حیاء (تذکرہ اہل شہادتین ص 38، روحانی خزائن ج 20 ص 40 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بڑا خبیث (ہقیقۃ الوحی تہ ص 107، روحانی خزائن ج 22 ص 543 از مرزا غلام احمد صاحب)
- پلید ملاؤں (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از غلام احمد صاحب)
- پلید جاہلوں (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 414 از غلام احمد صاحب)
- پلید تر (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از غلام احمد صاحب)
- پلید دل (انجام آیتھم ضمیمہ ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا غلام احمد صاحب)
- پلید و جال (انجام آیتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذرہ مں نہیں
- ثناء اللہ تجھے جھوٹ کا (اعجاز احمدی ص 51، روحانی خزائن ج 19 ص 163 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دودھ پلایا گیا
- جاہل سجادہ نشین (انجام آیتھم ضمیمہ ص 18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگل کے وحشی (انجام آیتھم ضمیمہ ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جانور (نزول المسیح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگلوں کے غول (اعجاز احمدی ص 81، روحانی خزائن ج 19 ص 193 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جھوٹ کا گواہ کھایا (انجام آیتھم ضمیمہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا غلام احمد صاحب)

- جھوٹ بولنے کا سرغنہ (نزول المسح ص 9، روحانی خزائن ج 18 ص 387 از مرزا غلام احمد صاحب)
- چار پائے ہیں نہ آدمی (انجام آتھم ضمیمہ ص 10، روحانی خزائن ج 11 ص 294 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حرامی (شہادۃ القرآن ص 3 ج، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حرام زادہ (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حرص کے جنگل کے شیطان (نور الحق ص 89 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حلال زادہ نہیں (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حاطب اللیل (آئینہ کمالات اسلام ص 600، روحانی خزائن ج 5 ص 600 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث طبع (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خنزیر سے زیادہ پلید (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خالی گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث نفس (شہادۃ القرآن ص 5، روحانی خزائن ج 8 ص 382 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث طینت (انجام آتھم ضمیمہ ص 8، روحانی خزائن ج 11 ص 292 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 9 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 293 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خناسوں (انجام آتھم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خمیس ابن خمیس (نور الحق ص 64 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 87 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خراب عورتوں اور دجال (نور الحق ص 123 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 163 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کی نسل
- خبیث النفس (ضیاء الحق ص 9، روحانی خزائن ج 9 ص 259 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث القلب (انوار اسلام ص 21، روحانی خزائن ج 9 ص 23 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خشک دماغ (ست یکن ص 9، روحانی خزائن ج 10 ص 121 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دل کے مجذوم (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دنیا کے کیرے (برایں ہنجم ص 143، روحانی خزائن ج 21 ص 311 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دلبۃ الارض (ازالہ اوہام ص 510، روحانی خزائن ج 3 ص 373 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دنیا کے کتے (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)

- دجال اکبر (انجام آتھم ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 47 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دیوثوں (مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 125 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دیوانے درندوں (ضیاء الحق ص 35، روحانی خزائن ج 9 ص 296 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال فریبہ (انجام آتھم ص 204، روحانی خزائن ج 11 ص 204 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال کمینہ (انجام آتھم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال کے ہمراہیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذلیل (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذلت کے سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذریت شیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص 24/ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذلت کے روسیاهی کے (انجام آتھم ضمیمہ ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 343 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اند غرق
- رئیس الدجالین (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رئیس المحدثین (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- راس الغاویں (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رئیس المتصلفین (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رنڈیوں کی اولاد (آئینہ کمالات اسلام ص 548، روحانی خزائن ج 5 ص 548 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رئیس المتکبرین (آئینہ کمالات اسلام ص 599، روحانی خزائن ج 5 ص 599 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سوروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سگان قبیلہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 229، روحانی خزائن ج 11 ص 229 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سلطان المتکبرین (انجام آتھم ضمیمہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سفہاء (انجام آتھم ضمیمہ ص 253، روحانی خزائن ج 11 ص 253 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سفیہوں کا نطفہ (تمتہ ہدیۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سانپوں (نور الحق ص 23 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سڑے گلے مردہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 62، روحانی خزائن ج 11 ص 346 از مرزا غلام احمد صاحب)

- شیطان (انجام آتھم ضمیرہ ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیاطین الانس (انجام آتھم ضمیرہ ص 18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیخ نجدی (انجام آتھم ضمیرہ ص 198، روحانی خزائن ج 11 ص 198 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیخ احمقان (انجام آتھم ضمیرہ ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیخ الفضال (انجام آتھم ضمیرہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شقی (انجام آتھم ضمیرہ ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شغال (آئینہ کمالات اسلام ص 604، روحانی خزائن ج 5 ص 295 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیطنیت کی بدبو (آئینہ کمالات اسلام ص 301، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیخ نامہ سیاہ (آئینہ کمالات اسلام ص 306، روحانی خزائن ج 5 ص 306 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیخ مفصل (کرامات الصادقین ص 27، روحانی خزائن ج 7 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شریہ بھیڑیے (انجام آتھم ص 9، روحانی خزائن ج 11 ص 9 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیخ ضال بطلوی (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیخ الضالہ (اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیخ چالباز (کرامات الصادقین ص 22، روحانی خزائن ج 7 ص 65 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شیاطین (نزول المسح ص 11، روحانی خزائن ج 18 ص 389 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ شریر النفس (آریہ دھرم ص 31، روحانی خزائن ج 10 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ ضال بطلوی (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ ضلالت پیشہ (حقیقۃ الوحی ص 311، روحانی خزائن ج 22 ص 324 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ طوائف (انجام آتھم ضمیرہ ص 23 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 307 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ ظالم طبع (دافع البلاء ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 238 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ علیہم نعال لعن اللہ الف (انجام آتھم ضمیرہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ الف مرۃ
 □ عبد الشیطان (انجام آتھم ضمیرہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ عورتوں کے عار (اعجاز احمدی ص 83، روحانی خزائن ج 19 ص 196 از مرزا غلام احمد صاحب)
 □ عبدالحق کا منہ کالا (انجام آتھم ضمیرہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)

- غالون (انجام آیتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غوی فی البطالہ (انجام آیتھم ص 230، روحانی خزائن ج 11 ص 230 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غاوین (انجام آیتھم ص 254، روحانی خزائن ج 11 ص 254 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غول (انجام آیتھم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غبی (انجام آیتھم ضمیمہ ص 33، روحانی خزائن ج 11 ص 317 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غدار زمانہ (اعجاز احمدی ص 77، روحانی خزائن ج 19 ص 190 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غول البراری (کرامات الصادقین ص (د)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غزنویوں کی جماعت پر (انجام آیتھم ضمیمہ ص 58، 59، روحانی خزائن ج 11 ص 343، 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- لعت
- فرعون سے مراد شیخ محمد (انجام آیتھم ضمیمہ ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حسین بٹالوی
- فمت یا عبد الشیطان (انجام آیتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- فاسق آدمی (تتمہ ھدیۃ الوہی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- قوم کے خناسوں (انجام آیتھم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کتے (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کج طبع (آئینہ کمالات اسلام ص 301، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کوہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کوڑ مغزی (نزول المسح ص 66، روحانی خزائن ج 18 ص 444 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کذاب (تتمہ ھدیۃ الوہی ص 128 / ح، روحانی خزائن ج 22 ص 565 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کیرا (ضمیمہ براہین احمدیہ ج 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کینہ ور (چشمہ معرفت ص 131 ج 2، روحانی خزائن ج 23 ص 336 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کمینگی (مواہب الرحمن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کرگس (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کج دل (کرامات الصادقین ص 6، روحانی خزائن ج 7 ص 48 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کمینوں (الہدی ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 262 از مرزا غلام احمد صاحب)

- کمینہ (انجام آتھم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کتوں (انجام آتھم ضمیمہ ص 25، روحانی خزائن ج 11 ص 309 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کلانعام (انجام آتھم ص 265، روحانی خزائن ج 11 ص 265 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گندی روحو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گمراہ (تترہ ہیتہ الوہی ص 115، روحانی خزائن ج 21 ص 320 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گرگ (مواہب الرحمن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گمراہی اور حرص جنگل کے (نورالحق ص 89 ج 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از مرزا غلام احمد صاحب)
- شیطان
- لیمکوں (تترہ ہیتہ الوہی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- لاف و کزاف کے بیٹے (برائین احمدیہ پنجم ص 149، روحانی خزائن ج 21 ص 317 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مردارخور (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- منحوس چہرہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مفتریو (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ملعونین (انجام آتھم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مخنثوں (آئینہ کمالات اسلام ص 402، روحانی خزائن ج 5 ص 402 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مردار (نزل المسح ص 224، روحانی خزائن ج 18 ص 602 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ملعون (تترہ ہیتہ الوہی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مفسد (تترہ ہیتہ الوہی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گس طینت مولویوں (آسمانی فیصلہ ص 32، روحانی خزائن ج 4 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- تحبط الحواس (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مخالفوں کی ذلت (انجام آتھم ضمیمہ ص 28 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 312 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مولویوں کی ذلت (انجام آتھم ص 24 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مولوی سخت ذلیل (انجام آتھم ص 24 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مکذوبوں (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از مرزا غلام احمد صاحب)

- منحوس (تحریر حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مغرور (تحریر حقیقۃ الوحی ص 115، روحانی خزائن ج 22 ص 551 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مجنون و درندہ (آسمانی فیصلہ ص 14، روحانی خزائن ج 4 ص 324 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ناپاک طبع (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نادان بطالوی (انجام آتھم ص 20 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 20 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نفاق زدہ (انجام آتھم ص 24 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نیم عیسائیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نالائق نذیر حسین (انجام آتھم ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 45 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نجاست خور جانور (نزول المسح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نابکاروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 24 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نادان صحابی (براین احمدیہ پنجم ص 120، روحانی خزائن ج 21 ص 285 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نالائق چیلوں (غیاء الحق ص 27، روحانی خزائن ج 9 ص 285 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ناپاک فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 23 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- وہ گدھا ہے نہ انسان (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگل کے وحشی (انجام آتھم ضمیمہ ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ولد الحرام (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ولد الحلال نہیں (انوار اسلام ص 29، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- واہ رے شیخ چلی کے (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 40 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بڑے بھائی
- والد جال البطل (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہامان (انجام آتھم ضمیمہ ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہندو زادہ (انجام آتھم ص 59 حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہوا و ہوس کا بیٹا (انجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 154 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہزار لعنت کا رسہ (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 77 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہچو گرگ (مواہب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ہمجو جنین (مواہب الرحمن ص 138، روحانی خزائن ج 19 ص 359 از مرزا غلام احمد صاحب)
- یہودی صفت (انجام آتھم ضمیر ص 3، روحانی خزائن ج 11 ص 287 از مرزا غلام احمد صاحب)
- یادہ گودہ (انجام آتھم ضمیر ص 19/ ج، روحانی خزائن ج 11 ص 303 از مرزا غلام احمد صاحب)
- یہودی سیرت (انجام آتھم ضمیر ص 24/ ج، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- یہودی (انجام آتھم ضمیر ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- یا شیخ الصلاۃ (اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب)
- یک چشم (انجام آتھم ضمیر ص 24/ ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- یہودیت کا خمیر (انجام آتھم ضمیر ص 21/ ج، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- یہ غول البراری (کرامات الصادقین ص د (4)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 از مرزا غلام احمد صاحب)

احمدی دوستو! اس قسم کی سینکڑوں گالیاں ہیں جو مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو دیں، یہاں محض نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کے خدشہ سے ان گالیوں کے ٹکسی ثبوت اس کتاب میں نہیں دیے جا رہے، خواہش مند حضرات اسے ہماری درج ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائیں۔ www.endofprophethood.com

احمدی دوستو! آپ نے مرزا صاحب کی مندرجہ بالا مغلطیات ملاحظہ کر لی ہیں۔ اس کے باوجود ان کا دعویٰ ہے:

(172) ”ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔“

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 387 پر) مزید کہتے ہیں:

(173) ”بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے“

(قادیان کے آریہ اور ہم، از مرزا غلام احمد ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458) (عکس صفحہ 389 پر)

(174) مرزا صاحب کی خوش اخلاقی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انہوں نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر ہزار بار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتے مگر

انہوں نے باقاعدہ لعنت نمبر 1 لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3..... لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ انہیں ”سلطان القلم“ کہتی ہے۔
(نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 390 تا 394 پر)

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(175) ”لعنت بازی صدیقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 660 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 395 پر)
مرزا صاحب کا اپنی جماعت کے اراکین کے بارے میں ارشاد ہے:

(176) ”مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چار پائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔“

(شہادت القرآن ص 100) (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 396 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 396 پر)

قادیان کے متعلق ارشاد فرمایا:

(177) ”قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا:

”اخرج منه اليزيدون“

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 141 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 397 پر)

مرزا صاحب اپنی آخری تصنیف میں اپنی جماعت کی اخلاقی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں:
(178) ”ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سارے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بد

قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف
ڈورتے ہیں، جیسے کتابدار کی طرف۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 87 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 114 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 398 پر)
مزید لکھتے ہیں:

(179) ”بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد تو بہ نصوح
کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھٹیڑیوں کی طرح دیکھتے
ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور
ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود
غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی
وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں
میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔“

(شہادت القرآن صفحہ ”ر“ مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 399 پر)
مرزا صاحب کے ذاتی کردار کے بارے میں بعض مصدقہ باتیں اس قدر مضحکہ خیز اور ہوش
ربا ہیں کہ میں انہیں یہاں درج کرنے سے محض اس لیے قاصر ہوں کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔
اس سلسلہ میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ مرزا صاحب کی سوانح عمری ”سیرت المہدی“ از
مرزا بشیر احمد ایم اے اور ”ذکر حبیب“ از مفتی محمد صادق کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ آپ خود حیران ہو
جائیں گے کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی ذاتی زندگی اور کردار کس معیار کا تھا؟
لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر
رنگ رلیوں کے الزامات لگائے اور ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا بشیر الدین
محمود صاحب کے تو خلاف ہیں مگر مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایک ایسے ہی
عقیدت مند کے دلی جذبات اور سچ گوئی ملاحظہ فرمائیں:

(180) ”حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے
ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح
موعود (مرزا صاحب) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض

موجودہ خلیفہ پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 3 اگست 1938ء) (عکس صفحہ 400 پر)

ایسے ہی دوسرے ”عقیدت مندوں“ کی کتابیں مثلاً تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق، شہر سدوم، ڈھلتے سائے، ربوہ کا مذہبی آمر، خلیفہ ربوہ کے مظالم، ربوہ کا پوپ اور روحانی شکار گاہ وغیرہ پڑھنے کے لائق ہیں۔ ان کتب میں درج چشم کشا انکشافات ہر احمدی کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔

”وفات مسیح“ اور ”اجرائے نبوت“ ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ لوح مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام احمدی کی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عام مسلمان پر نفسیاتی فتح بزم خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی احمدی دوست یا مربی سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے ”آج مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت و کردار“ پر بات ہوگی تو یقین جانیے، احمدی دوستوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آ جاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کی گئی ہے۔ احمدی دوست یا جماعت کے مربی صاحبان کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضا مند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ”کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔“ احمدی دوستوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

خود احمدیہ قیادت کے نزدیک کسی مدعی نبوت و رسالت کے دعویٰ کو جانچنے کا پہلا معیار یہ ہے کہ اس کا کردار دیکھیں کہ آیا وہ صادق ہے یا کاذب۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں: (181) ”خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا غلام احمد سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا

نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔“

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۹۸ از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ ۴۰۱ پر)

اس طرح احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اس کی تصدیق کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:

(182) ”جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف

سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے..... غرض

اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت

ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی

سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔“

(دعوت الامیر ص ۴۹، ۵۰ مندرجہ انوار العلوم ج ۷ ص ۳۷۶، ۳۷۷ از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ ۴۰۳ پر)

احمدیہ عقائد کے مطابق اگر مرزا غلام احمد صاحب نبی اور رسول ہیں تو احمدی دوستوں

اور مربی صاحبان کو مرزا صاحب کے کردار پر بات کرتے ہوئے ہرگز نہیں کترانا چاہیے۔ کیونکہ نبی

اور رسول تو سب سے پہلے لوگوں کے سامنے اپنا کردار پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ

کے سامنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا جب سب

جمع ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو؟

سب نے ایک آواز سے کہا: ہم نے کوئی بات غلط یا بیہودہ آپ کے منہ سے نہیں سنی، ہم

یقین کرتے ہیں کہ آپ صادق دامن ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو! میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے

ہو۔ میں پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں اور ادھر بھی نظر کر رہا ہوں، اچھا اگر میں یہ کہوں کہ رہزنوں

کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آ رہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہوگا۔ کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا: ”بے شک! کیونکہ ہمارے پاس آپ جیسے راست باز آدمی کے جھٹلانے کی

کوئی وجہ نہیں، خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ سب کچھ سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر آرہی ہے اور تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں، جیسے دنیا پر تمہاری نظر ہے۔“

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شرک کے خرافات و بطلان کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی حقیقت اور حیثیت کو واشگاف کرنا شروع کر دیا۔ آپ مثالیں دے دے کر سمجھاتے کہ یہ کس قدر عاجز و ناکارہ ہیں اور دلائل سے واضح فرماتے کہ جو شخص انہیں پوجتا ہے، وہ کس قدر کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔ قریش یہ سب کچھ سمجھ رہے تھے، لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ ان کے سامنے ایک ایسا شخص تھا جو صادق و امین تھا۔ انسانی اقدار اور مکارم اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں اس کے کردار کی نظیر نہ دیکھی تھی اور نہ سنی تھی۔ آخر اس کے بالمقابل کریں تو کیا کریں؟ قریش حیران تھے اور انہیں واقعی حیران ہونا چاہیے تھا۔

مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجئے۔ ہماری اور ان کی امتوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سرپرست سمجھتے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روندنا لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علماء کرام کو قتل کیا، کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے جذبات پائے جاسکتے ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ مرزا صاحب ان کے تعلق ’مدح سرائی‘ دعائیں، خیر سگالی کے جذبات اور ان کے پنچہ استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری کاوشیں کرتے رہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَاِنَّهُ مَنهُم ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (المائدہ: 51)

”ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اس قرآنی تعلیم کے برعکس یہود و نصاریٰ سے دوستی کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ وہ کس طرح اپنے جذبات اور خدمات کے لیے ان کی ایک نگاہ التفات کے لیے بے تاب ہیں۔

(183) ”سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفا دار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیاں دی ہیں کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے بکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 21 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 405 پر)

(184) ”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرینن صاحب کی تاریخ ریسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔“

(کتاب البریہ ص 3، 4، 5، 15، 18، 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 4، 5، 6)

از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 406، 408 پر)

مرزا صاحب نے 100 کے قریب کتابیں لکھی ہیں، ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو بمشکل ایک الماری بھرے گی مگر مرزا صاحب سلطنت برطانیہ کی تعریف و توصیف میں اس قدر مبالغہ گوئی کرتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ ذیل کا اقتباس نہایت قابل توجہ ہے:

(185) ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس

الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو اجتماعوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(تریاق القلوب ص 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 155، 156 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 409 پر)

حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَقَتِّلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ. (البقرہ: 193)

ترجمہ: ”اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور

بندگی کا نظام مملّا) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عَصَابَةُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ. (اصح مسلم)

”دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔“

(186) ”میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں

میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں، اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔“

(تریاق القلوب ص 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 156 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 411 پر)

اور غور کیجئے کہ چودہ سو سال سے جس مسیح کی آمد کی خوش خبری مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہی ہے، معاذ اللہ، کیا وہ ایسا ہی مسیح ہے کہ جو صلیب پرستوں اور اسلامی حکومتوں کے دشمنوں کا

مداح و ثنا خواں ہو اور ان کے شکر اور دعا میں مع اپنی تمام امت کے رطب اللسان ہو اور اسلامی حکومتوں کے زوال پر چراغاں کرنے والا ہو، اور مسلمانوں کے قاتلوں کو مبارک باد کے تار دینے والا ہو۔ مسیح کا کام تو کفر کی حکومت کو ختم کرنا ہے، نہ کہ دشمنان اسلام کی تائید اور حمایت کرنا اور ان کی بقاء اور ترقی کے لیے دل و جان سے دعا کرنا اور ان کے سایہ کو سایہ رحمت سمجھنا۔

(187) ”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 19 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 412 پر)

(188) ”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں، سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“

(شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 413 پر)
دنیا کی سب سے بڑی مکار، ظالم، اسلام دشمن، حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس پر ہر روز نیا حملہ کرنے والی اور مسلمانوں کے خون سے صدیوں ہولی کھیلنے والی انگریزی حکومت کو، ٹھیک اس وقت جب اس کے ہاتھ ہندوستان کے ہزاروں علماء اور مجاہدین حریت کے خون سے رنگین تھے اور اس لمحے جب یہ حکومت اسلام کو صفحہ ہستی سے نابود اور ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لیے پوری مسلم دنیا پر حملہ آور تھی، مرزا صاحب یہ یقین دلاتے ہیں:

(189) ”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔“

(شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 413 پر)
(190) ”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
 اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
 دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
 منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تحفہ گولڑیہ ضمیمہ ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 77، 78 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 414 پر)

قرآن مجید میں مسلمانوں کو ارشاد ہے:

”أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ“ (نساء: 59)

(ترجمہ): ”اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی، اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور حاکموں کی

جو تم میں سے ہوں۔“

اس آیت میں جو لفظ اولیٰ الامر آیا ہے، اس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(191) ”میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولیٰ الامر

میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

(ضرورة الامام ص 23 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 493 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 416 پر)

یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب انگریزوں کی رعیت تھے اور رعیت ہونے پر قانع بلکہ خوش تھے اور اپنے پیروکاروں کو انگریزی رعیت رہنے کی تاکید کرتے تھے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ جنگ عظیم میں جب ترکوں کی اسلامی حکومت بغداد سے ختم ہوئی اور انگریزی حکومت غالب آئی تو احمدیہ اخبار نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا:

”میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات میں غور اور فکر کرنے کے عادی ہیں، ایک مژدہ سنا تا ہوں کہ بصرہ اور بغداد کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا ہے، اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوئی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برسوں کی خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں، آج 1335ھ میں وہ ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آ گئیں۔ اس بات سے میرے غیر احمدی بھائی ناراض ہوں گے لیکن اگر غور کریں تو اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) جب دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت دجلہ فرات خشک ہو چکے تھے۔ یعنی وہ حقیقی اسلام کا پانی جس نے آسمان سے اتر کر ان ملکوں کو سیراب کیا تھا، آسمان پر اٹھایا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ”وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَفَاقِدُونَ“ میں

اشارہ فرمایا۔ اور حضرت اقدس اس کے متعلق ازالہ اوہام ص 338 پر تحریر فرماتے ہیں۔

”اور آیت ”وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ“ جس کے بحساب جمل ۱۲۷۳ عدد ہیں۔ اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے، جس میں نئے چاند کے نکلنے کی اشارت چھپی ہوئی ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے۔“ الغرض مدت کی پیشگوئیاں آج پوری ہو رہی ہیں۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیے کہ ان پر غور کریں۔ فاشکر اللہ کل الشکر علی ما امننا من کل خوف تحت ظل هذه الدولة البريطانية المباركة للضعفاء و كهف الله للفقراء والغربا وسوط الله على كل عبد ذی الخیلا..... اللهم فاجز ذالك الملك مناحیر جزائك وانصره على اعدائه اعدائك وادخله من كل شر فی ذراك و ارزقه من نعمائك واهل قبله و ذراریه الى دینک دین الاسلام۔“

(اخبار ”الفضل“ قادیان مورخہ 13/10 اپریل 1917ء ص 43)

ناظرین کرام! مرزا صاحب کی خدمات خادمانہ متعلقہ حکومت برطانیہ پڑھ کر ان کا دعویٰ ایک بار پھر پڑھیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

(192) ”جبکہ مجھ (مرزا صاحب) کو تمام دنیا کی اصلاح کے لیے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے، اس وجہ سے کہ ہمارا آقا مخدوم (یعنی آنحضرت ﷺ) تمام دنیا کے لیے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ (اصلاح دنیا) کے اٹھانے کے لیے ضروری تھیں۔“

(حقیقۃ الوحی ص 151 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 417 پر) اس عبارت کو پڑھنے کے بعد انصاف کی ضرورت ہے۔ کیا مرزا صاحب اتنے بڑے دعوای کو ثابت کر گئے؟ میں اس کا فیصلہ احمدی دوستوں پر چھوڑتا ہوں۔

(193) ”میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔“

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدرع اوقات ہوتا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریفہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔“ آمین ثم آمین **الملمس**

خاکسار: میرزا غلام احمد از قادیان“

(تحفہ قیصریہ ص 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 ص 283، 284 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 418 پر)

(194) ”گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے ایک باران رحمت بھیجا، ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے۔ اس کے ظل حمایت میں باطن و آسائش رہ کر اپنا مقسوم دکھاوے، اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے۔ پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ یاد کیا ہے۔ ان کی آخری دعا ان کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پر پریس امرتسر میں جس کی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی ہے، یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور با رحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لیے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔“

(شہادت القرآن ص 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388 تا 393 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 420 تا 425 پر)

(195) اس کے علاوہ مرزا صاحب کی کتاب ستارہ قیصرہ (مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص

109 تا 126) (عکس صفحہ 426 تا 440 پر) جو دراصل مرزا صاحب کا ایک تفصیلی خود نوشتہ ہے جو انہوں نے برطانوی ملکہ وکٹوریہ کے نام تحریر کیا۔ مرزا صاحب نے اس خط میں ایک کافرہ عورت کی بارگاہ میں تعریف و تحسین کے جو ”پھول“ پیش کئے ہیں، وہ مرزا صاحب کی ”اصلیت“ کی بھرپور ترجمانی کرتے ہیں۔ انہوں نے اخلاقیات کی تمام حدود پھلانگ کر ملکہ وکٹوریہ کی جس انداز میں خوشامد کی، اسے درج کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اس خط کا حرف بحرف بغور مطالعہ فرمائیں۔

جماعت احمدیہ اپنی تعداد کے بارے میں ہمیشہ عمداً مبالغہ آرائی سے کام لیتی رہی ہے۔ میرے نزدیک یہ احساس کمتری کی علامت ہے۔ پاکستان یا کسی اور ملک میں جب بھی قومی مردم شماری ہوتی ہے تو جماعت احمدیہ کے ارکان فارم پر خود کو احمدی لکھوانے سے کتراتے ہیں جس سے ان کی اصل تعداد کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مردم شماری کے وقت احمدی دوست اگر اپنا تعلق جماعت احمدیہ سے ظاہر کریں تو ان کی اصل تعداد باقاعدہ ریکارڈ پر آ جائے جس سے انہیں اپنے قانونی، آئینی اور معاشی حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ اس طرح ان لوگوں کا اعتراض (جو حقیقت پر مبنی ہے) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ احمدی اپنی عددی حیثیت سے کہیں بڑھ کر پاکستان کے تمام شعبہ جات میں بہت زیادہ سرکاری و غیر سرکاری وسائل اور مناصب پر قابض ہیں جس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

1908ء میں مرزا صاحب کی وفات کے وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق احمدیوں کی تعداد 19 ہزار تھی۔ پھر 1921ء کی مردم شماری میں یہ تعداد 30 ہزار ہو گئی اور 1930-31ء کی مردم شماری میں احمدیوں کی کل تعداد 56 ہزار تھی۔ یہ تعداد مرزا محمود صاحب نے روزنامہ الفصل قادیان کی اشاعت 5 اگست 1934ء میں تسلیم کی ہے۔ 1954ء میں جنس منیر اپنی انکوٹری رپورٹ میں احمدیوں کی تعداد 2 لاکھ بتاتے ہیں۔ جبکہ 1981ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں احمدیوں کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب کے دور میں احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا اعلان اس قدر مبالغہ آمیز ہے کہ خدا کی پناہ! جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ

1993ء میں 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ □

- 1994ء میں 4 لاکھ 21 ہزار 7 سو 53 افراد
- 1995ء میں 8 لاکھ 47 ہزار 7 سو پچیس افراد
- 1996ء میں 16 لاکھ 2 ہزار 7 سو 21 افراد
- 1997ء میں 30 لاکھ 4 ہزار 5 سو 85 افراد
- 1998ء میں 50 لاکھ 4 ہزار 5 سو 91 افراد
- 1999ء میں ایک کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار 2 سو 26 افراد
- 2000ء میں 4 کروڑ 13 لاکھ 8 ہزار 9 سو 75 افراد
- 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار سات سو اکیس افراد
- 2002ء میں 2 کروڑ 6 لاکھ 54 ہزار
- 2003ء میں (زبردست کم ہو کر) 8 لاکھ 92 ہزار 4 سو تین افراد
- 2004ء میں 3 لاکھ 4 ہزار نو سو دس افراد
- 2005ء میں 2 لاکھ 9 ہزار 7 سو نانوے افراد
- 2006ء میں 2 لاکھ 93 ہزار 8 سو اکیاسی افراد
- 2007ء میں 2 لاکھ 61 ہزار 9 سو انہتر افراد
- جبکہ 2008ء میں 3 لاکھ 54 ہزار 6 سو اڑتیس افراد

جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اس طرح گزشتہ سولہ سالوں میں 16 کروڑ 71 لاکھ 93 ہزار 2 سو پانچ (16,71,93,205) نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 3 اگست 2005ء، 2 اگست 2006ء، یکم اگست 2007ء، 29 جولائی 2008ء)

جماعت احمدیہ کے ذمہ داران اگر جماعت کی تعداد کے حوالے سے اسی طرح غلو سے کام لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ چند سالوں میں شاید دنیا کی اصل تعداد سے بڑھ جائے۔ جماعت احمدیہ کا اپنی تعداد کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لینے کا مقصد صرف اور صرف اپنے اراکین کو جھوٹی تسلیاں دینا اور سبز باغ دکھانا ہے تاکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ جماعت روز بروز بڑھتی رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ محض کاغذی گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔ میں پورے دعویٰ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہر سال اپنی تعداد کے حوالہ سے جھوٹ بولتی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے پاس ایک

ایک احمدی کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔

جماعت احمدیہ کی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہر جلسہ سالانہ (لندن) کے موقع پر بغیر تحقیق اور غور و فکر کے ستائشی نعروں کی گونج میں کروڑوں کی تعداد کا اعلان پر اعلان کر کے آخر کس کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے؟ مبالغے اور جھوٹ کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے بھی لکھا تھا کہ میں نے انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت میں اتنا لکھا کہ ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھر جائیں یا پھر لکھا کہ میرے نشانوں (یعنی معجزات) کی تعداد دس لاکھ ہے۔ یہ سی شہرت، خود ستائی، مدح سرائی اور مبالغہ گوئی کی انتہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذمہ داران نے بھی شائد یہی راستہ اختیار کر لیا ہے۔

ہر سال سالانہ جلسہ لندن کے موقع پر اپنے اخبارات و جرائد، اپنے ٹی وی چینل یا انٹرنیٹ ویب سائٹ پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے افراد کی مبالغہ آمیز فرضی تعداد درج کر دینا دراصل حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ اس کے لیے ثبوت درکار ہیں کہ کس ملک کے، کس شہر کے، کس علاقہ کے، کون سے لوگ، کس بنا پر احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ آخر کروڑوں کی تعداد میں شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا انٹرویو، حالات، تاثرات یا کوئی پیغام کیوں نہیں دیا؟ آخر کیوں؟ بقول جماعت احمدیہ 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 7 سو اکیس نئے افراد ”احمدیت“ میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سال تو جماعت احمدیہ کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن منانا چاہیے تھا اور مرزا غلام احمد صاحب کی ”پیش گوئیوں“ میں سے کوئی پیش گوئی تلاش کر کے اس اہم واقعہ پر چسپاں کرنی چاہیے تھی۔ مشاہدہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں اگر ایک بھی نیا شخص داخل ہو جائے تو ان کے اخبارات و رسائل، ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں لیکن یہاں کروڑوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں۔ مکمل سکوت اور خاموشی ہے۔ آخر کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کو تقریباً روکا جا چکا ہے۔ احمدیہ عقائد کی اصل حقیقت واضح ہو جانے کے بعد جماعت احمدیہ کے سرکردہ عہدیداران اور عام احمدی اپنے اپنے اہل خانہ اور دوستوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ مکمل تفصیلات انٹرنیٹ پر سابق احمدی حضرات کی تیار کردہ مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ درج ذیل ویب سائٹ بھی قابل توجہ ہے۔

www.endofprophethood.com

احمدی حضرات اکثر و بیشتر مسلمانوں پر یہ پھبتی بھی کہتے ہیں کہ 1953ء کی منیر انکوائری میں ان کے علماء ”مسلمان کی تعریف“ پر متفق نہ تھے۔ یہ انتہائی دور از کار لغویات میں سے ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام راہنما اور اکابرین ”مسلمان کی تعریف“ پر متفق تھے۔ ہر شخص کا انداز بیان مختلف اور منفرد تھا مگر روح اور مفہوم ایک ہی تھا۔ یہ کوئی حساب یا الجبرا کا سوال نہ تھا کہ ہر آدمی کے الفاظ اور جملے ایک جیسے ہوتے۔ آپ دنیا کے تمام جید اور معروف دانشوروں اور سکالروں کو جمع کر لیں اور انہیں خوشبو یا سچائی کی تعریف کے لیے کہیں۔ ہر شخص کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ کیا ہم اس سے یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ چونکہ یہ لوگ ایک تعریف پر متفق نہ تھے، اس لیے خوشبو یا سچائی متنازع ہے۔ اور اس خود ساختہ دلیل پر ہم ان دانشوروں کو مطعون ٹھہرائیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہاں مختلف پڑھے لکھے دوستوں بالخصوص مربی حضرات سے ”احمدی“ کی تعریف پوچھیں، میں آپ کو چیلنج سے کہتا ہوں کہ آپ ان سب کو ایک دوسرے سے مختلف پائیں گے۔

اوپر جسٹس منیر کا ذکر آیا تو اس کا تعارف بھی ضروری ہے۔ اس کا کردار عدلیہ کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا ہے۔ ایک حوالہ پڑھیے اور سوچئے کہ کس قماش کے لوگ احمدیت کی سرپرستی کرتے رہے۔ معروف دانشور جناب پروفیسر محمد سلیمان دانش اپنے مضمون ”پاکستان کی اسلامی اساس پر حملہ“ میں ”جسٹس منیر“ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(196) ”جسٹس منیر کس عقیدے کے آدمی تھے؟ اس کا کچھ حال جناب الطاف گوہر کی زبانی سنئے۔ ”مجھے خبر ملی کہ جسٹس منیر بیمار ہیں اور ان کے صحت یاب ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ میں عیادت کے لیے ان کے گھر گیا۔ انھوں نے مجھے اپنے ساتھ چار پائی پر بیٹھا لیا۔ باتیں کرتے کرتے انھوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا الطاف گوہر! تمہیں معلوم ہے کہ خدا کے وجود کے بارے میں میرے دل میں کئی سوال ہیں۔ موت کے بعد اگر میرا اللہ تعالیٰ سے سامنا ہوا تو میں کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ عمر بھر تو بین عدالت کے مقدمات سنتے رہے۔ تو بین عدالت کے مقدمہ کی سماعت اس وقت تک شروع نہیں ہوتی جب تک ملزم اپنے جرم کا اعتراف نہ کرے اور اپنے آپ کو عدالت کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دے۔ آپ یہی کیجئے۔ خداوند کریم کے سامنے پیش ہوتے ہی اپنے جرم کا

اعتراف کر لیجئے اور اپنے آپ کو خالق دو جہاں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیجئے۔ وہ بڑا ثواب الرحیم ہے۔“ منیر صاحب کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ آپ نے میرا کندھا تھپ تھپایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند روز بعد آپ وفات پا گئے۔ میں نے بڑے خلوص سے ان کے لیے رحمت خداوندی کی دعا کی۔“

جو شخص ساری عمر مسلمان کہلاتا رہا، مسلمان معاشرے میں رہ کر جملہ حقوق اور مراعات حاصل کرتا رہا، حتیٰ کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوا، وہ اندر سے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں مذذب تھا۔ ایسے جج کو ”قرار داد مقاصد“ کیسے ہضم ہوتی۔ اسے تو سیکولر ہی ہونا چاہیے تھا۔ ویسے الطاف گوہر، جسٹس منیر صاحب کی دلجوئی میں دور کی کوڑی لائے، ورنہ موت کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ایمان بالغیب مطلوب ہے۔ جب غیب، غیب نہ رہا تو پھر ایمان کس پر۔ میدان حشر میں تو سب غلط کار پچھتاکیں گے اور طرح طرح کے بہانے تراشیں گے۔ پچھتاوا مبارک ہے، مگر اس زندگی میں۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 7 جولائی 2000ء) (عکس صفحہ 441 پر)

جہاں تک مسلمانوں میں فرقہ بندی کا تعلق ہے، یہ سب فردی اختلافات ہیں۔ ضروریات دین پر سب مسالک ایمان رکھتے ہیں اور پوری طرح متفق ہیں۔ خود جماعت احمدیہ میں بھی فرقہ بندی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ میں نہ صرف بنیادی اور اعتقادی اختلافات ہیں بلکہ وہ ”نظریہ ضرورت“ کے تحت ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے بھی جاری کرتے رہتے ہیں۔ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد صاحب کے بہترین ساتھی اور صحبت یافتہ تھے) سنگین الزامات کی جو بوچھار کی، وہ نہایت چشم کشا اور ہوش ربا ہیں۔ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا، لواطت، چوری، بدکاری، قتل و غارت، تعلی و تکبر، حرام خوری، خود غرضی، فریب کاری، مغالطہ اندازی اور بددیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک، ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ”مباحثہ راولپنڈی“ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس دستاویز میں دونوں گروپوں کے بنیادی اختلافات پوری طرح کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں ”چندے“ کو بنیادی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔ ایک شخص جماعت کے ساتھ خواہ کتنا ہی مخلص اور فدائی کیوں نہ ہو، اگر وہ غربت یا کسی اور وجہ سے چندہ ادا کرنے سے قاصر ہے تو جماعت کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ ایک عام احمدی سے جتنے اصرار سے چندے

کا تقاضا کیا جاتا ہے، کسی اور اہم پہلو پر اصرار شاید اس کے عشرِ عشر بھی نہیں۔

جماعت احمدیہ کے مبلغوں اور کارکنان کی اکثریت معاشی احتیاج کی وجہ سے جماعت میں شامل رہنے پر مجبور ہے۔ معاش کے لحاظ سے بھی ان کی حالت کچھ بہتر نہیں ہے۔ تنخواہیں بہت تھوڑی ہوتی ہیں۔ اس میں سے بھی کئی قسم کے چندوں کی کٹوتی ہو جاتی ہے۔ آخر میں صرف اتنا بچتا ہے کہ بمشکل ان کا گزارا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ان چندوں سے مستثنیٰ ہیں۔ لیکن یہ خوش قسمت لوگ زیادہ تر مرزا صاحب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

مجھے ایک دلچسپ بات یاد آگئی کہ جماعت احمدیہ میں ہر سال ”چندہ سالانہ جلسہ“ کے نام سے ایک مخصوص چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ 1983ء کے بعد ربوہ میں جماعت احمدیہ کا کوئی سالانہ جلسہ منعقد نہیں ہوا۔ اس کے باوجود ہر سال جماعت احمدیہ کے افراد سے یہ چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ مزید برآں آپ لوگوں سے جنت کا وعدہ اس کام کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے کہ اپنی جائیداد کا دس فیصد جماعت احمدیہ کے نام وقف کر دو۔

جماعت احمدیہ میں اس وقت 50 سے زائد قسم کے چندے رائج ہیں جن کی ادائیگی کے لیے وقتاً فوقتاً کید کی جاتی ہے۔ میں ان سب چندوں کے نام اور ان کی مختصر تفصیل دینا چاہتا تھا مگر مضمون کے طویل ہو جانے کے خوف سے ایسا نہیں کر پا رہا۔ میری کتاب ”قادیانیت مسے اسلام تک“ میں جرمی کے معروف سابق احمدی جناب شیخ راجیل احمد صاحب کے قبول اسلام کے مضمون میں ان سب چندوں کی تفصیل آگئی ہے۔ اگر کوئی احمدی دوست اس مضمون کو پڑھنے میں دلچسپی رکھتے ہوں تو براہ کرم مجھے خط لکھ دیں۔ میں انہیں یہ کتاب تھکے پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گا۔

آخر میں، میں احمدی دوستوں سے ایک نہایت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں:

مرزا صاحب اپنی کتاب میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

(197) ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها. (رواه ابو داود) یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کرے گا۔“

(ہقیقۃ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 200 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 442 پر)

مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔ اور چونکہ آخری زمانہ جس میں آخری مجدد کو آنا تھا، یہی صدی ہے، اس لیے میں مسیح موعود بھی ہوں۔ لیکن اب چودھویں صدی

ختم ہو کر پندرہویں صدی شروع ہو گئی ہے۔ اس لیے ارشاد نبوی کے مطابق اس صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ کہ چونکہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں اس لیے مسیح موعود بھی ہیں، غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود تو آخری مجدد ہوگا جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔

راقم السطور ان تمام احباب سے گزارش کرتا ہے جنہوں نے غلط فہمی سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لیا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں غور فرمائیں:

□ آیا نئی صدی کے لیے کوئی مجدد آئے گا یا نہیں؟

□ اگر آئے گا اور ضرور آئے گا تو مرزا صاحب آخری مجدد نہ ہوئے؟

اور جب زمانے نے ثابت کر دیا کہ وہ آخری مجدد نہیں تو مسیح موعود بھی نہ ہوئے کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(198) ”یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔“

(ہیئتہ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 201 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 443 پر)

اور جب مسیح موعود نہ ہوئے تو نبی بھی نہ ہوئے۔

احمدی دوستو!

میں نے بڑے اخلاص اور درد دل کے ساتھ آپ کے سامنے چند گزارشات پیش کی ہیں۔ ان کا ماننا یا نہ ماننا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ خدا کے لیے سوچیے! اگر آپ سب احمدی حضرات، مرزا صاحب تو کیا بلکہ اس سے بھی کہیں ادنیٰ شخص کو نبی، رسول یا خدا تسلیم کر لیں تو اس سے ہمارا کیا نقصان ہے؟ کروڑوں لوگ دنیا میں اس سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور اس کی مقدس شخصیات کی توہین کرنے والے موجود ہیں۔ ان میں چند لاکھ کا اور اضافہ سہی۔ سو جس کا جی چاہے مان لے، جو چاہے نہ مانے، جو مان لے گا تو اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو نہیں مانے گا، اُس کے انکار سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، ہاں اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا اور اس کا علم اسے اس روز ہوگا جس دن وہ ندامت سے کف افسوس طے گا اور حق کا انکار کرنے والا کہے گا ”اے کاش میں مٹی ہوتا“ (تاکہ عذاب سے بچ جاتا) یاد رکھیے! ہر شخص کو جلد ہی اپنی قبر میں جانا اور اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ خدا کی قسم! ہم خون کے آنسو روتے ہیں جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا بھائی یا دوست محض دنیاوی مفاد کی خاطر ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کریں اور اس تحریر

بالخصوص حوالہ جات کو ہر قسم کے تعصب، ضد یا خود غرضی سے علیحدہ ہو کر دیکھیں، پڑھیں، سوچیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کہیں آپ صراطِ مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے؟ اس کتاب میں موجود مختلف حوالہ جات کی عکسی نقول من و عن اصل کتب سے پیش خدمت ہیں۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی تصدیق کے لیے مرزا صاحب کی اصل کتب تک خود رسائی حاصل کریں اور سیاق و سباق کے ساتھ ان حوالہ جات کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کسی بہتر نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ. (الرعد: 11)

مولانا ظفر علی خاںؒ نے اس آیت کا کیا خوب منظوم ترجمہ فرمایا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اولاً تو آپ کو محسوس ہونا چاہیے کہ آپ کے عقائد و نظریات ملت اسلامیہ کے سوا ارب مسلمانوں کے عقائد و نظریات سے یکسر مختلف ہیں، وہ بقول مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کے، آپ کے وجود کو اپنی ملی اجتماعیت کے لیے ایک چیلنج خیال کرتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ آپ ان حدود تک محدود رہیں جو بین الاقوامی حیثیت سے متعین ہیں کہ کسی بھی اقلیت کو اکثریت کی اجتماعی حیثیت کے لیے چیلنج نہیں بننا چاہیے اور اس کے اساسی معتقدات کے خلاف توہین آمیز جسارت نہیں کرنا چاہیے۔

آپ کے اپنے جذبات بھی یہی ہیں کہ آپ اپنے مقدسین کے خلاف کسی ایسی بات کو گوارا نہیں کرتے جو آپ کے نزدیک ان کی توہین کا باعث ہو۔ چنانچہ آپ نے ماضی قریب میں کئی ایک کتابیں مثلاً ”قاویانی راسپونڈوں کے عبرتناک انجام، ”شہرِ سدوم“ اور ”تاریخِ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق“ کو حکومت پاکستان سے ضبط کروایا ہے جس میں خود احمدیوں کے بہت سے افراد نے موکد بعد اب حلف اٹھا کر آپ کے خلیفہ صاحبان اور دیگر اہم شخصیات کے بارے میں بعض ناقابل ذکر باتیں کہی ہیں۔ اگر آپ مرزا صاحب یا اپنے خلیفہ صاحب کی شان کے خلاف کسی کتاب کو برداشت نہیں کر سکتے اور اسے ضبط کروائے بغیر آپ چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے تو مسلمانوں کے بارے میں آپ کیوں یہ رائے قائم رکھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی جانوں اور اولادوں سے ارب ہا گنا (بلکہ اُن گنت گنا زیادہ) محبوب و محترم، ذاتِ بابرکات کے خلاف کسی ناپاک جسارت کو برداشت کر سکتے ہیں۔

میری احمدی دوستوں سے مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے کم از کم اتنا تو کریں کہ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج نہ دیں اور ایسے اشتعال انگیز حالات از خود پیدا نہ کریں کہ ان کے خلاف نفرت انگیزی عام ہو۔ ہم کسی بھی ایسی تحریک یا کوشش کو جائز نہیں خیال کرتے جو قانون شکنی پر منتج ہو لیکن اس میں ہماری (بحیثیت اکثریت کے) ذمہ داری کے ساتھ ساتھ احمدیوں پر بھی کچھ پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور انھیں ان سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

آخر میں احمدی دوست پوچھ سکتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ میں ان کی خدمت میں بڑے احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ ان کے پاس دور استے ہیں۔

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ”العقل اصل دینی“ عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔“ قرآن مجید میں ہے: ”یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔“ اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔“ براہ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شانِ کرمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق احق ان یتبع (یونس: 35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ

دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ”جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔“ انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے غنودہ و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

دوسری بات جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ احمدیت، اسلام کے متوازی ایک نیا خود ساختہ مذہب، نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی جعلی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی جھوٹی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی بے اساس احمدی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی ایک نئی مصنوعی امت، مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں سیلف میڈ (Self-Made) مکہ المسیح، مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینہ المسیح، حقیقی اسلامی حج کے مقابلہ میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلہ میں خانہ ساز خلافت، امہات المؤمنینؓ کے مقابلہ میں احمدیہ ام المؤمنین، صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے ساتھی صحابہ کرام، جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ، اہل بیتؑ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا خاندان اہل بیت ہے۔ خدا را! اپنی حالت زار پر رحم کیجیے! جہاں ایک نئی نبوت کھڑی کرنے کا اتنا زبردست اور منظم اہتمام کیا ہے، وہاں تھوڑی سی زحمت مزید گوارا کیجیے اور اسلامی مروجہ اصطلاحات کے بجائے نئی اصطلاحات بھی تراش لیجئے۔ مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے ان کی دل آزاری نہ کریں۔ اسلامی مقدس شخصیات اور شعائر اسلامی کو پامال نہ کریں اور نہ اس کا حصہ بنیں۔

بعض احمدی دوستوں کو یہ شکایت ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں۔ ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے شادی بیاہ اور جنازوں میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ بعض دفعہ معاملہ لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس بنا پر احمدی دوست خود کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو خاص طور پر مخاطب بنا کر رواداری، روشن خیالی اور برداشت کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔

ہیومن رائٹس کمیشن، ایمنسٹی انٹرنیشنل، یورپی ممالک اور بالخصوص امریکہ کی طرف سے اکثر یہ ہدایات اور سفارشات آتی رہتی ہیں کہ احمدیوں کے تمام رویوں اور جملہ سرگرمیوں کو برداشت کیا جائے اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے کیونکہ یہ آزادی اظہار کے خلاف ہے۔

میں بڑے احترام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ خود احمدیوں کا پیدا کردہ ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی جان، مال اور عزت کا اخلاقی اور سماجی تحفظ، آئین پاکستان کی شقوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ پاکستان کے ہر شہری اور بالخصوص حکومت کا فرض منصبی ہے کہ وہ ختم نبوت کے حوالے سے منظور شدہ پارلیمانی ترامیم، آرڈیننسوں اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا احترام کرے اور کروائے۔ آئین اور عدالتی فیصلوں کی اعتباریت کو برقرار رکھنا، آئین کی بالا دستی اور قانون کی عملداری پر یقین رکھنے والے ہر مہذب شہری کا فرض ہے۔ کوئی مسلمان ہو یا ”احمدی“ کسی بھی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی کسی شہری کو جمہوری تقاضوں اور پارلیمانی روایات کے مطابق مسلمہ اور منظور شدہ شقوں کا تمسخر اڑانے کا حق حاصل ہے۔ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور احمدیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد) احمدیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ احمدی حضرات آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہل اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا غلام احمد صاحب) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنتا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیئے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بات ہر احمدی دوست کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمان، احمدیوں سے جو اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان کے خلاف تعصب، تنگ نظری، عناد یا کسی اور بنیاد پر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت، عقیدت اور آخری آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام محمدیت ﷺ کے نتیجہ میں ہے۔

ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضور خاتم النبیین علیہ التحیہ و التناء سے لامحدود اور غیر مشروط محبت و احترام ہر مسلمان

کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ جب تک نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار، دولت و کاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی اور ادنیٰ سی بے توجہی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السفلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کج فہم، کج نظر اور کج فکر مسلمانوں کے مرکز نگاہ اور محبوب ترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت و حمیت سے سرشار مسلمان کا تو تذکرہ ہی کیا بلکہ ایک عام مسلمان کا بھی خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ و پے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے۔ دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ و غضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا۔ اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ رات دن بے تاب رہتا ہے۔ اس جاں گسل مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹائیں اور خون کے ان گنت سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذباتوں، ناقابل تسخیر جنوں اور کہہ سار صفت اخلاص و وفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ راہ محبت کا یہ راہی اور لشکر عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدوجہد ہی حاصل زندگی ہے، اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہگور شفاعت محمدی ﷺ کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے۔

خود سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بیج نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا:

(199) ”ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں،

خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“ (”صحیح بخاری“

”کتاب الایمان“، ”باب حب الرسول من الایمان“) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی

مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے

تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

”ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے

علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار

مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا

قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ

اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ (یعنی گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی) تخلیق

کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائش دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء) (عکس صفحہ 445 پر)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

(200) ”ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء) (عکس صفحہ 447 پر)

احمدی دوستو!

آخر میں، میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے میری درد مندانه، ہمدردانه اور مخلصانہ گزارشات نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و فکر فرمائیں گے۔ اس تحریر میں موجود کسی بھی حوالہ کی مزید تصدیق کے لیے آپ مجھے براہ راست خط لکھ کر اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی مکمل تسلی و تشفی کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر اس کتاب میں موجود تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ کیونکہ بقول مرزا صاحب ”تعصب ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا“ (چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن

ج 23 ص 436) ان شاء اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ لہذا جان بوجھ کر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے دیکھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے میں حاضر ہوں، جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرا نا چاہتے ہیں، جبکہ ہم خلوص دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ یہاں ایک بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ وہ بد نصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ لیکن ایک صاحب ایمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، توبہ سے اس کی مغفرت یقینی ہے۔ دوران مطالعہ اگر کسی لفظ سے آپ کی کوئی دل آزاری ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں قبول حق کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی ایک اہم تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

(201) ”یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بالکل اُن سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج اول ص 397 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 448 پر)

جب کھل گئی بطلالت پھر اس کو چھوڑ دینا
نیکوں کی ہے یہ سیرت، راہ ہدیٰ یہی ہے





حوالہ جات کے عکسی ثبوت

نقل بائبل راول

حصہ اول

ازالہ اولہام

فیہ یامسئلہ و شافعیت

الحمد والمنت کہ ماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۸۰ کتاب

جلع معارف قرآنی و شافع اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبعہ امیر سید علی شہید علیہ السلام

مطبعہ امیر سید علی شہید علیہ السلام

مطبعہ امیر سید علی شہید علیہ السلام

مطبعہ امیر سید علی شہید علیہ السلام

مطبعہ امیر سید علی شہید علیہ السلام

مطبعہ امیر سید علی شہید علیہ السلام

مطبعہ امیر سید علی شہید علیہ السلام

مطبعہ امیر سید علی شہید علیہ السلام

مطبعہ امیر سید علی شہید علیہ السلام

مستند دوم

۴۳۱

ازالہ ابہام

(۱۹) اُنیسویں آیت یہ ہے وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم ليأكلون الطعام ويمشون في الأسواق (البقرہ نمبر ۱۷۷ سورۃ الفرقان یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور پہلے ہم نبی قرآنی ثابت کر چکے ہیں کہ نبوی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی فوت ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کمرہ صریح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے والذین یلعنون من دون الله لا یخلفون شیئاً وہم یخلفون اموات غیر اہلہا وما یشعرون (یمن یبعثون) (سورۃ النحل نمبر ۱۱۱) یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جلتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مرچکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت کے معنی اور ان سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا محبوب ٹھہراتے تھے اور ان سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ معنی دن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ مریم قسطنطنیہ کے ملنے میں کلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنگر پھریں ٹھہر نہ جانا کیا ایسا تذکرہ کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے ما کان محمد اباً احد من رجالہم ولكن الله وخاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا پس اس سے بھی بختم و صافحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آئیں گے۔ کیونکہ

۷۵ الفرقان: ۲۱۔ ۷۶ النحل: ۱۱۱۔ ۷۷ احوال: ۴۱۱

حَامِتًا تَطِيرُ بِوَيْشِ شَوْقٍ فِي مَنْقَارِهَا تَحْتَفِ الْمَسْلَامُ
إِلَى وَطَنِ النَّبِيِّ حَبِيبِ بَنِي وَسَيِّدِ رَسُلِهِ خَيْرِ الْإِنَامِ

الرَّسَالَةُ

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حَمَامَةُ الْبُشَى

إِلَى
أَهْلِ مَكَّةَ وَصُلَحَاءِ أُمِّ الْقُرَى

لِحَضْرَةِ أَحْمَدَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ وَالْمَهْدِيِّ الْمَعْهُودِ

عَلَيْهِ وَعَلَى مُطَاعِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

الطبعة الأولى في رجب سنة ١٣١١ الهجرية

فی حدیث ذکر رفع المسیح حیاً بجسده العنصری بل نجد ذکر وفاة
المسیح فی البخاری والطبرانی وغیرهما من کتب الحدیث، فلیرجع الی
تلك الکتاب من کان من المرتابین۔

واما ذکر نزول عیسیٰ ابن مریم فما کان مؤمن ان یحمل هذا الاسم
المذکور فی الاحادیث علی ظاهر معناه، لانه یحتمل قول الله عز وجل،
ما کان محمد اباً احدهم من رجالکم وکن رسول الله وخاتم النبیین، أو تعلم
ان الرب الرحیم المتفضل سئى نبیاً صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء
بقیرو استثناء، وفسره نبیاً فی قوله لا نبی بعدی ببيان واضح للطاکلین؟
ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبی صلی الله علیه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة
بعد تغلیقها وهذا الخلف کما لا یخفى علی المسلمین۔ وکیف یجئ نبی بعد رسولنا
صلی الله علیه وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین، اعتقد
کثیر من الجاهلین۔

واما الاختلافات التي توجد فی هذه الاحادیث فلا یغنی عن مهرة الفن تفصیلها،
وقد ذکرنا شطراً منها فی رسالتنا "الازالة" فلیرجع انطالک الیهما۔ وقد جاء فی حدیث
ان المسیح والمهدی یجئان فی زمن واحد، وجاء فی حدیث آخر انه لا مهدی
الا عیسی، وجاء فی حدیث ان المسیح والمهدی یتلاقیان ویتشاورا المهدی المسیح
فی مهمات الخلافة ویكون زمانهما زماناً واحداً، وفی حدیث آخر ان المهدی یبعث
فی وسط قرون هذه الامة والمسیح یزل فی آخرها، وفی حدیث من البخاری ان
المسیح یجئ حکماً عدلاً فیکسر الصنیب، یعنی یجئ فی وقت غلبة عبدة الصلیب
فیکسر شوكة الصلیب ویقتل خنازیر النصارى، وفی حدیث آخر انه یجئ فی وقت
غلبة المدجال علی وجه الارض فیقتله بحر بته۔ ناعلم ان هذا المقام مقام حیرة
وتعجب للناظرین۔ تفصیله ان یجئ المسیح نکسر صلیب النصارى وقتل
خنازیرهم یشهد بصوت عال علی ان المسیح الموعود لا یجئ الا فی وقت غلبة النصارى

ان هذا الكتاب يدفع وساوس الخناس - وفيه
شفاء للناس - وهو يهب المسكينة
ويجلبوا الكروب - وسميته -

ترياق القلوب

تصنيف

امام رباني حضرت ميرزا غلام احمد صاحب قادياني
مسيح موعود ومهدي مسعود عليه الصلوة والسلام -

۴۷۹

جس پر بحال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۶۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صغی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود و ربیب میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خواہ طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں اُن کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

۳۵۱

مجموعہ اشہارات
حضرت سیح موعود علیہ السلام
جلد اول

از ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۳ء

النشئة
الشركة الإسلامية ربوة

(۶۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَدَّ وَفَضَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

بِنَاذِرِ تَحْرِیْمِنَا دَبِیْنِ قَوْمِنَا لِقٰی رَاٰنْتَ سَخِیْرِ الْفَاتِحِیْنِ

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعراء و حضرات علیٰ کے نامدار

اے افران مومنین اے برادران مکتلتے دلی و متوطنان این سرزمین !!! بعد سلام
مسمون و دعائے درویشانہ آپ سب و اجیوں پر واضح ہو کہ اس وقت یہ تحقیر غریب الوطن
چند معنی کے لئے آپ کے اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے
بعض اکابر علماء امیری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائکہ کا منکر
برائت و دوزخ کا اٹھارہ اور ایسا زاریہ و تیسرے ایل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معالجات
نبوی سے بکلی منکر ہے۔ ہذا میں انظر بد الحق عام و خاص اور تمام بندگوں کی خدمت میں گزارش
کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور
ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد
میں داخل ہیں۔ اور علیٰ کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانا ہوں۔
جو تسلان اور حدیث کی رو سے مسلم التواتر ہیں اور سینہ د مولانا حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم رقم المسحون کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کلام

مجموعہ اشہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد دوم

از ۱۸۹۴ء تا ۱۸۹۷ء

النشء
الشكر بآلاء السلامية ربوة

سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس دکھا ہے۔ اں یہ سچ ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباہلین پر وارد ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اس سے برس کی میعاد منسوخ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ برس کا پورا گزر جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے اندر عذاب نازل ہو۔ گو دو منٹ کے بعد نازل ہو جائے۔ سو یہ بھی اس بات پر منہ نہیں کرتا کہ ضرور برس پورا ہو جائے۔ شاید خدا تعالیٰ بہت جلد اس تکفیر اور تکذیب کی پاداش میں آسمانی عذاب نازل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصہ میں یہ عذاب نازل ہوگا۔ آیا ابتداء میں یا درمیان میں یا اخیر میں۔ اور میں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لئے برس کی میعاد پیش کروں۔ اور مولوی صاحب موصوف اور ہر ایک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد مسنون ہے۔ کیونکہ لہما حذل الحول کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہے۔ اگر مباہلہ کے لئے فوراً عذاب نازل ہونا شرط ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حَوْل کا لفظ مونہہ سے نہ نکالتے کیونکہ اس صورت میں کلام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔

اں یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مباہلہ میں کاذب اور کافر اور بختری پر مقابلہ مومن اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کر کے دکھا دیں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ”نیں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں“ ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لکڑا لہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور دجی نبوت نہیں بلکہ دجی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع

تذکرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رویا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام

(طبع چہارم)

جن کے آنکھ، کان، فہم وغیرہ سب جاتے رہتے ہیں اور حصارہ میں داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے جو کہ سمجھے ہوئے تو ہیں مگر بعض تعلقات دنیاوی کی وجہ سے وہ قبول نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی توجیز ہے اور اس کو اب بھی غفلت رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے اور اللہ کریم کچھ چشم نہائی کر نوا لے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا اب مل نہیں سکتا۔
(البدیع جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۰۱)

۱۹۰۲ء "طاہون کا تذکرہ ہو پڑا فرمایا ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ
خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق
اور پھر یہ بھی تھا:-

إِنَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
(البدیع جلد ۲ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱-الحکم جلد ۶ نمبر ۴ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ اول)

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء (الف) "نتیجہ خلافت مراد ہوا یا نیلا
آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔
(البدیع جلد ۲ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)
(ب) "نتیجہ خلافت امتیہ ہے"
(الحکم جلد ۶ نمبر ۴ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۶ نومبر ۱۹۰۲ء "۶ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قعیہ مقام تہ کے مباحثہ کے
متعلق بناؤں۔"
(اعجاز احمدی صفحہ ۸۹-روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳)

۱۹۰۲ء "فَقَدْ سَوَّيْتُ فِي هَذِهِ الصُّورَةِ
بِيَدِ قَمَرِي كُلَّمَا كَانَ يَخْشُرُ"

۱۵ (ترجمہ از مرتب) سوائے سمنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے۔
۱۵ "هَذَا الْيَقِينُ مِنْ وَحْيِ اللَّهِ تَعَالَى جَلَّ شَأْنُهُ" (اعجاز احمدی صفحہ ۴۴۴-روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵)
(ترجمہ از مرتب) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے۔

طائفتیں طبع اہل

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات
دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ۛ

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمُعَيِّرُ أَهْلِ الْأَصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

اپریل ۱۹۰۲ء

تعداد جلد ۵۰۰

تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کرے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور انکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الہی بخش اکوٹھٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُنکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہزاد قسریٰ کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ وہاب کی اصل بڑی دلی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس فہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سکدوشی ہو جائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچی خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد ہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے فہم اور آپول کے پندت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد ہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت امن یحبیب المضطر لکھی ہو اور اس سے قبولیت دعا کی امید کی ہے۔ یہ امید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تحت مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطراب کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 (رحمہ وفضلی علی رسولہ الکریم)
 قاری تاج تازہ گار
 ترکیٹ موسومہ
اسلامی مشن

مجلد (۳۴) (۱۵)

مؤلف

قاضی یار محمد، صاحب بی۔ او۔ ایل پلیس

نویس

ضلع کاٹکڑہ

دسمبر ۱۹۲۰ء

ریاضہ ہند پلیس امرتسر میں بہا منیج نور احمد پٹہ

اوستا

قاضی یار محمد پٹہ نے دیر ضلع کاٹکڑہ سے شائع کیا۔

ظاہر ہے کہ یہ الجمل فی سم الحیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور دعوات میں سے ایک درجے کی سلامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اہل حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عدت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا بچنے والے کے لئے اشارہ کافی بہت پس جن لوگوں کو میرا وہ رفقہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حالت میں مکھن تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنوں کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ ولین حکات مقام دیہ جنتن ومن دہ لعمدا حلتہن۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایمان نہ رکھیں یہاں اللہ تعالیٰ دُور سے دالے کو دوجنت عطا فرمائے گا و عدہ فرماتا ہے پس کی تعریف درمیان فقرات ہیں۔ بینہ اون میں چٹنے ہوئے۔ نوو اور مہمان ہوئے سرے سے ہوئے دینہ و نیزہ اخیر میں فرماتا ہے کہ اون دوجنتوں سے دوسرے دوجنت درجہ میں ہیں جیسے سرے کے بعد اون کو دوجنت میں گئے۔ ایسے ہی اسی دینی زندگی میں جی دوجنت نہیں گئے اور الفاظ من کان فی حدہ اعلیٰ اعدہ فی الاخرۃ علی۔ اس کی تفسیر یہ ہے۔

اب یہاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نہرانی فرماتے ہیں کہ کہیں کہ ان کو دوجنت کون سے تامل ہیں۔ یہ ہلی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوفہ بتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر اون غرابوں اور کشتوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور ہشتنگوئی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پتہ در کے گرد کسی سلطان بادشاہ کی چہرہ چھاڑ ہو رہی ہے۔ انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

ایک غلطی کا ازالہ

از:-
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پبلشر:- ناظر الیف و تصنیف
ربوہ منلع جھنگ

دومزار

تعداد طبع

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔
جرى الله في حلال الانبياء يعني خدا کا رسول نبیوں کے حلالوں میں (دیکھو براہین احمدیہ
صفحہ ۵۰۲) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ
والذين معه اشداء على الكفار سحاء بينهم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا
اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵ براہین میں درج ہے۔ "دنیا میں ایک نذیر
آیا۔" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں
اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو
خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ
بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتا رہتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی
مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو
معصیت ہے اور آیت ولکن رسول الله وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی
بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے
حقایق کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ
ولکن رسول الله وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی
ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دورانے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔
اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو
ایسی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی میرہ صدیقی
کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہو

میرے مخالف حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا دنیا میں آئے گا۔ اور چونکہ وہ بنی میں اس لئے آئے کہ ان کے پر بھی وہی استراحت ہوگا جو محمد پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو در حقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور بنی کے لفظ سے بلائے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتا ہے۔ کیونکہ میں یا رسول اللہ جی کہ میں یوحنا آیت و احقرینا منہم نقلاً للحق، مہر برتری و برتری بنی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے میں پر اس سے پہلے براہین اس میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ عقل اپنے اصل سے غلط نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظنی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی ہر حال میں صلی اللہ علیہ وسلم ہی بنی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں برفہر طور میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور برتری رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے انبیۃ علیت میں منکسر ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بعد ازاں مجھے قبول نہیں کرتے تو ہوں مجھ کو کہ ہمدی مودود خلق اور خلق میں ہم رنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اُس کا اسم آج ثابت کے اسم سے مطابقت ہوگا۔ یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اُن کے اہلبیت میں سے ہوگا۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ محمد میں سے ہوگا۔ یہی حق استلزام اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رُوح سے اسی بنی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی رُوح کا رُوح ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق میں بیان کیا۔ یہاں تک کہ وہوں کے نام ایک کر دینے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا برزخ بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کایشو ما بقرہ تھا۔ اور برزخ


﴿سجۃ﴾۔ یہ بات میرے اہلاد کی تاریخ سے ثابت ہو کہ ایک وادی ہماری شریعت خاندان سادات اور

بنی ناظم میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خطاب میں مجھے فرمایا کہ سلمان متا اهل البيت علی مشرب الحسن میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدمہ ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوگی۔ ایک اندر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور رضاد کہہ دو رکھی۔ دوسری میری بی بی کے جو میری عداوت کے وجود کو پامال کر کے اور اسلام کی حکمت

لے الجمعۃ : ۲

(مائیل پچ بارون)

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِجِئَانِكُمْ يَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ
وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (سورة صافات) 
وَكَفَىٰ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ إِلَىٰ هَذَا الْوَحْيِ الْمُبَشِّرِ
قَالَ رَبِّكَ إِنَّهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَا يَرْضِيكَ وَمَا نَسْخُلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ
مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا غُرَىٰ بِهِ اللَّهُ قَوْمًا لَا يُؤْمِنُونَ. لَقَدْ أَتَىٰ اللَّهُ الَّذِينَ اتَّكَبُوا
وَالَّذِينَ هُمْ مَحْسُورُونَ. وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا بِأَنَّ لَهُمُ الْفَتْحَ. وَاللَّهُ مَتِّعٌ
نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ تَسْلِيَةُ الْأَعْلَىٰ تَامُورُ سَلَا تَغْنِ الْأَعْلَىٰ
— ﴿لَا تَحِي الْمُرْسَلُونَ﴾ —

حَقِيقَةُ الْوَحْيِ

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع ہے جس میں ہر ایک قسم کے
حقائق اور معارف اور ہر ایک آسمانی نشان و رج ہیں محض اسی کے
فضل اور کرم اور خاص اس کی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہو کہ

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینجور مطبع کے چھپیں

حقیقت الہی

۵۲۱

تشریح

اسکے نور کو نابود نہ کر سکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھاؤں اور کافرا و ملعون اور دجال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زمین تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔

۸۵

میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی یہ وزیری طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جدی اللہ فی حلال الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہو کہ ہر ایک نبی کی شان محمد میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعے سے ظہور ہو بلکہ خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں کو اٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کہ صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھنا جس صلیب کے مسیح کو لوڑا تھا اور اسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی بیستویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کے مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہو جس کو رُدر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کر دینا والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہو پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں

بدین خطاب سراہرگز التفات نبود
بتاج و تخت زمیں آرزو نمیدارم
مرا بس است که ملک مبادست آید
حوالتم بفکک کرده اند روز نخست
مرا کہ جنّت علیا است مکن و ماوا
اگر جہاں ہمہ تحقیر من کند چه غمے ؟
منم مبیح زمان و منم کلیم خدا
نہ بلیم است کہ بدتر ز بلیم کن نادان
از ان نفس سپردیم بروں کہ دنیا نام
مرا بگلشن رضوان حق شدست گذر
کمال باکی و صدق و صفاکم گم شده بود
مرغ از سمنم ایکہ سخت بے خبری
کسیکہ گم شده از خود و یو حق پیوست
نیادم ز پے جنگ کارزار و جہاد
بجاک دلت و لعن کسان رضا و ایم
در دن من ہمہ پُر از محبت نورست
بجز اسیری عشق رخس رهایی نیست
عنایت و کرمش پرورد مرا ہر دم
بکار خانہ قدرت ہزار ہا نقش اند
بیادم کہ رو صدق را و خشتانم
بیادم کہ در علم و دانش بخت ایم

چہ جرم من چہ عین حکم از خدا باشد
نہ شوق افسر شاہی بل مرا باشد
کہ ملک و ملک زمیں را بقا کجا باشد
کنوں نظر بتاج زمیں چرا باشد
چرا بجز بلہ این نشیب جا باشد
کہ با من ست تقدیر کہ ذوالعلی باشد
منم محمد و احمد کہ محبتی باشد
کہ جنگ او بکلم حق از ہوا باشد
کنوں بنگرہ عرش جلّے ما باشد
مقام من چہن قدس و مصفا باشد
دو بارہ از سخن و وعظ من بپا باشد
کہ اینک گفتہ ام از وحی کبریا باشد
ہر آنچه از دہنش بشنوی بجا باشد
غرض ز آدمم درس اتقا باشد
بدین غرض کہ برستی بقا باشد
کہ در زمان ضلالت از وضیا باشد
بدر و او ہمہ امراض را دوا باشد
بر بینی اش اگر ت چشم خویش و ا باشد
مگر تجلی رحمان ز نقشش باشد
بدستان برم آنرا کہ پارسا باشد
بجاک نیز نمایم کہ در سما باشد

آؤ لوگو کہ میں نور خدا پاؤں گے ۔ تو تمہیں طورتیلی کا بتایا ہم نے

کتاب اول

یعنی

دنیکہ مذاہب پر

نمبر سوم

بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء

جلد ۱۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

سید کریم الرحمن

نندہ سالہ

فہرست مضامین

کافصیل ۹۱ - ۱۸۴

کا نام پورا کرے اور ہوا الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہر
 علی الدین کلہ کے زمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا
 کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ
 قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین
 منہمکلاً بلحقوا بہم میں فرمایا تھا یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مسیح موعودؑ
 نے خود خطبہ النابیہ صفحہ ۱۸۰ میں آیت آخرین منہمکاً کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ
 در کس طے منہم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود ہوں
 جیسا پہلوں میں موجود تھے؟ پس وہ جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ کو دو وجودوں
 کے رنگ میں لیا اس نے مسیح موعودؑ کی مخالفت کی کیونکہ مسیح موعودؑ کا یہ ہے صادر وجودی وجہ
 اور جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف
 قدم مارا کیونکہ مسیح موعودؑ صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی و بین المصلطین فما
 عرفنی وما ملائی (مکملہ خطبہ النابیہ صفحہ ۱۸۱)۔ جس نے مسیح موعودؑ کی شکلی نبی کریمؐ کی جنت
 ثانی نہ جلا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن بکار بکار کر رہا ہے کہ محمدؐ رسول اللہ
 ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیگا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی
 شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے مسیح موعودؑ کا انکار کیا اس نے مسیح موعودؑ کا انکار نہیں کیا
 بلکہ اس نے اسکا انکار کیا جسکی جنت ثانی کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے مسیح موعودؑ بیٹھ
 کی گئی اور اس نے اسکا انکار کیا جس نے آخرین میں آنا تھا اور پھر اس نے اس کا انکار
 کیا جس نے اپنی قبر سے اٹھ کر سب وعدہ پھر اپنی قبر میں جانا تھا پس اسے نامان اب تو مسیح
 موعودؑ کے انکار کو کوئی معمولی بات نہ جان کیونکہ محمدؐ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نبوت کی
 چادر پر پھٹا لیا ہے اور اگر تیرا دل فیروں کے پنجے میں گرفتار ہے اور انکی محبت
 تجھے چین نہیں لینے دیتی تو جا پہلے آخرین منہمک کی آیت قرآن سے نکال پھینک
 اور پھر جو ترے دل میں آئے کہ۔ کیونکہ جب تک یہ آیت قرآن کریم میں موجود ہے اس وقت
 تک تو مجھ کو ہے کہ مسیح موعودؑ کو محمدؐ کی شان میں قبول کرے اور یا مسیح موعودؑ سے ارتداد کی

کلمۃ الفصل

جلد ۱۲

۱۳۶

ھی الجماعۃ - یعنی میری امت تشریفوں پر منقسم ہو جائیگی وہ سب فرقے و دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے - اور معاویہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بہتر فرقے و دوزخ میں پڑیگے اور ایک جنت میں جائیگا اور وہ جنت میں جانے والا جماعت کا فرقہ ہوگا۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے - اگر ایسا ہے تو کیوں مسیح موعودؑ کی جماعت جنت میں جائیگی اور مسیح موعودؑ کے منکر قبول نبی کریمؐ فی النار ہونگے - یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ بات جس پر نجات کا مدار ہے جزو ایمان ہوتی ہے کیونکہ نجات کا پہلا ذریعہ ایمان ہے پس اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لا ماجز و ایمان نہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے بہتر فرقے آگ میں ڈالے جائیں گے ؟ اور یہ حدیث میں آچکے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (إما رجل مسلم کفر رجلاً خان کان کافراً أو کافراً کان کافراً) (ابوداؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا - اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے - اب جن لوگوں نے مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے ہم انکو کس طرح مومن جان سکتے ہیں - اور ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح موعودؑ کو سچا نہیں جانتا وہ آپ کو کافر قرار دیتا ہے کیونکہ اگر مسیح موعودؑ سچا نہیں ہے تو نعوذ باللہ مغتری علی اللہ ہے اور مغتری علی اللہ قرآن شریف کی رو سے کارہ ہوتا ہے پس اس حدیث سے پتہ لگا کہ نہ صرف وہ لوگ کافر ہیں جو صاف طور پر مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ ہر ایک شخص جو مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ آپ کو کافر قرار دیکر بموجب حدیث مسیح خود کافر ہو جاتا ہے - فقہ و فہم ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن ہوگا جسکے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعودؑ کو کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہ میں ہی ہوں جو بردی طور پر دنیا میں آؤں گا - حدیث مذکورہ کے یہ معنی ختم اپنی طرف سے نہیں کیئے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے سبکی ہی تشریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو کشتی نوح صفحہ ۱۰۱ - اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں

بلکہ وہی ہے اور اگر سچ موعود کا منکر کا فرمیں تو موعود باللہ نبی کریم کا منکر بھی کا فرمیں نہیں
یہ کس کی ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں رسول
حضرت سچ موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

باب پنجم

اس باب میں حضرت خلیفہ اول کے فتویٰ در بارہ مسئلہ کفر و اسلام درج کئے جائیں گے
اس بات کا پتہ لگے کہ وہی علیہ السلام پر ایمان لانے کے دعویٰ میں کون سچ ہے اور کس کا دعویٰ
افاق اور مصلحت وقت پر مبنی ہے۔

سوداغ ہو کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول کے سوال پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے
پرچھے کہ ہماری اہمیت تمہارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا ”لا الہ الا اللہ کے
لمنہ کے نیچے خدا کے سارے ماوروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی حکم ہے کہ
انکے سارے حکموں کو مانا جاوے۔ اب سارے ماوروں کو ماننا لا الہ الا اللہ کے معنوں
میں داخل ہے حضرت آدمؑ۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ ان سب کا ماننا ہی
لا الہ الا اللہ کے ماتحت ہے حالانکہ انکا ذکر اس کلمہ میں نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا
حضرت محمد خاتم النبیین پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان ہستے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم
میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ
اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
ومن اعظم من افترى على الله كذبا او كذب بالحق لما جاءه۔ دنیا
میں سب بڑے حکم ظالم وہی ہیں ایک وہ جو اللہ یا افتر کرے۔ دوم جو حق کی تکذیب کرے پس
یہ کہنا کہ مرزا نیک حکم اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہی
جو ناممکن ہے۔ یہ مضمون چھپ چکا ہے (دیکھو بر نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۹۔ ۱۰ اپریل ۱۳۷۱)
پھر ایک دفعہ اور ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی ہو تب وہ نبوت کی سرک توڑنے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ محمد کی نبوت کا ظل ہے۔ نہ کہ مستقل نبوت۔ اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروز نبوت گھنٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لینے یا خریدی ہے کہ انسان نبی کریم صلی علیہ وسلم کی ابتداء میں اس قدر فرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو سن شدی کے درجہ کو پہلے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی علیہ وسلم کے جیسے کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر ترمایا گیا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب امتا و تبعیتا کہ نبی کریم صلی علیہ وسلم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جا کر وہ ظلی نبی کہلائے گا پس جب اصل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے تو وہ ناداں جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ایک گھنٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سر تاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر شک کر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلی علیہ وسلم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور میں ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم صلی علیہ وسلم میں رکھے گئے مگر ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر حیح موعودؑ کو جب نبوت ملی جب اس نے نبوت عظمیٰ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں بٹایا بلکہ آگے بڑھا یا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہلو لکھ لکھا۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عیسیٰؑ کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ نبی کریم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ ولو تو بودید ان کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ انکو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کے تمام کمالات سے پورا حصہ لے لیتے اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰؑ کے لئے بھی یہ ضروری نہ تھا

مکملہ

جلد ۱۲

۱۵۸

مستقر میں کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس فرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں جسے تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی آئے تو اس کا کلمہ بناؤ ناوان آنا نہیں سوچتا کہ محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سر تاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ کے پہلے گزرنے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہر گزئی لہذا مسیح موعودؑ کے آنے سے نود بائیس کا الہ اکا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوا بلکہ ابھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ فرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق آنا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد سے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔ علاوہ اسکے اگر ہم بغرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کہنے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صاسر وجوی وجود کا نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ فماعر فنی و ماسا فنی اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منهم سے ظاہر ہے جس میں مسیح موعودؑ خود محمد رسول اللہ سے جواہر امت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آیا تو ضرورت پیش آتی۔ قدر واد

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ لافظ قابین احد من سلسلہ کے لفظ رسول کے مفہوم میں صرف وہی رسول شامل ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گئے تھے جیسا کہ نبوت دیا جاتا ہے کہ صمد بقر کے پہلے روع میں ختی کی شان میں

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

شعرو سخن نظم (راز اکمل آف گوئیے)

غلام احمد ہوا دارالامان میں	امام اپنا عزیز اس زمان میں
مکان اس کا ہے گویا لامکان میں	غلام احمد ہے عرش رب اکرم
خیرت پایا ہے نوع انس و جان میں	غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
بروز مصطفیٰ ہو کر جہان میں	غلام احمد میٹھا ہے افضل
بلا شک جانیگا باغ جنان میں	غلام احمد کا خادم ہے جو دل سے
یہ ہے اعجاز احمد کی زبان میں	تسلی دل کو ہو جاتی ہے حاصل
خدا اک قوم کا مارا - جہان میں	بھلا اس مجھ سے بڑھ کے کیا ہو
کہاں طاقت تھی یہ سین و ستار میں	علم سے کام جو کر کے دکھایا
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں	محمد پھر اتر آئے ہیں - ہمیں
غلام احمد کو دیکھتے تو دیان میں	محمد دیکھتے ہوں جس نے اکمل
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہان میں	غلام احمد مختار ہو کر -
کہ سب کچھ لکھ دیا راز ہنہان میں	تری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو

نہا ہے تو - خدا جہم سے ہو داند

ترا رتبہ نہیں آتا بیان میں

انصار بدر

مکرم فضیلین صاحب قادیان حال دارہ مجروحہ - بدر اخبار کے مال پر پیشہ جہانی کی نظر
کھاتے تھے - اور ان کے واسطے نئے دارہ دارا کرنا کہہ سکتے تھے - راقی کے اس

ثَوَّلَا قَضْلُ اللَّهِ وَرَحْمَتُهُ عَنَّا لَا نَقِي فِي هَذِهِ الْكَثِيفِ
(از خط مولانا عبدالحکیم صاحب مندرجہ الحکم جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

۲۷ اگست ۱۸۹۹ء

”مجھ کو اپنی نسبت یہ الام ہوٹا:

خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھائے
آسمان کے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے خلافت کرتے
وقت ملائکہ نے تیری مدد کی“

(از مکتوب بنام شیخ عبدالرحمن صاحب مدرسی بنکوتہات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۲۰ الحکم ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۵)

۳۰ اگست ۱۸۹۹ء

”رحمت الہی کے چپکے سامان“

(مستقول از خط مولانا عبدالحکیم صاحب مندرجہ الحکم جلد ۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۳۱ اگست ۱۸۹۹ء

”اسی تاریخ کو روایا میں حضرت اقدس نے فیض پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اس سے
ذلت کی آواز آتی ہے یا نصرت کی۔ تو فیض سے نصرت کی آواز آئی“

(خط مولوی عبدالحکیم صاحب مندرجہ الحکم جلد ۲ نمبر ۳۳ مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۴ ستمبر ۱۸۹۹ء

”اس قدر فقرو کہ

رَبَّنَا آمِنًا فَاكْتَبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ

اس وقت جو میں یہی مقام رکھ رہا تھا الام ہوٹا اور آج دوسری ستمبر ۱۸۹۹ء روز شنبہ اور ایک بجے کا عمل وقت

لے ترجمہ:- ”اگر خدا کا فضل و رحمت مجھ پر نہ ہوتی تو میرا سراپا خاندان میں ڈالا جاتا۔ یہ ایک انعام الہی کی طرف سے کہ خدا نے آپ کو
ایسے مکان کے لئے بنایا میں نہیں۔ اس سے پیشتر مدت ہوئی حضرت کچھ لوگوں کو اس تاریخ غار میں دیکھ چکے تھے۔ خط مولوی عبدالحکیم صاحب
مندرجہ اخبار الحکم جلد ۲ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

لے احادیث نبویہ میں دنیا کو ایک روٹی کی صورت میں بتایا گیا ہے پس وہی الہی ان احادیث کی تصدیق کرتی ہے اور مننے اس کے
یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہی مجھے دنیا سے بے رغبت کیا ہے ورنہ میں اسی منزل کا نیک کیڑا ہوتا۔ (مرتب)

لے اربعین ۱۳۱۱ھ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۳۲ وغیرہ کچھ کلام اور ۱۳۱۲ھ روحانی خزائن ص ۱۱۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی الہی ملائکہ
نے تیری مدد کی“ کی دوسری قرائت ”فرشتوں نے تیری مدد کی ہے۔ (مرتب)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبَّبْكُمْ اللّٰهُ

شیر المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صبا جزا وہ میرا شیر احمد صاحب ایم

جسے

مینجر بک ڈپو تالیف اشاعت و بیان دارالامان

نے

ماہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں شائع کیا

پڑا اس قدر نامناسب زور دیا ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہو گئی ہیں۔ اب اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ نمازیوں کے درمیان بونہی فالتو جگہ نہیں پڑی، یہی چاہئے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ اول تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جاسے اور بے ترقعی واقع نہ ہو تیسرے بڑے آدمیوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے ذرا ہٹ کر الگ کھڑے ہو سکیں وغیرہ ذلک۔ مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا کہ اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔ اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑاتے ہوئے نماز ادا کرے حالانکہ اس قدر قرب کجائے مفید ہونے کے نمازیں فواہ خواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(۳۴۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سنی علماء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور حضور ہی میں مولوی محمد احسن صاحب امر وہی بھی آگئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبد الکریم صاحب کو چوش آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے غلات آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ (یعنی اسے سونو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبد الکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب حضور ہی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا چوش کالتھہر ہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔

(۳۴۴) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بیان غلام نبی صاحب سیٹی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ مکالمات اسلام تعصیف فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ مغیرہ فرمایا کہ علماء اگر کسی نشیون میں کھائے

ٹائٹل بارا مل

الحمد لله والمنة
 کہ تمام مخالفوں پر الہی حجت پوری کرنے کیلئے
 یہ رسالہ
 جس کا نام ہے

البعین

لا تمام الحجج علی المناقضین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب
 مالک مطبع چھپر
 شائع ہوا

قیمت ۱۵

جلد ۰۰ ۷

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

جو ہر عیٰ گورودی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا میں نے اس کو اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کروں۔ جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلادیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے نظیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُٹکر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب انکو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کر دنگا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی

کہ پہلے آپ اسلام سے مرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی حدیث مذہب دہلی کے دوسرے غلط نکلا۔ لہذا اس غلطی کی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے اصول کے رو سے کاذب ٹھہرے۔ پہلے اس سوال کا جواب دو پھر میرے پراعراض کرد۔ اسی طرح احمدیہ کے داماد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے اور یہ کسی دیانت منہ کی ساری کتاب میں لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں؟ کیا احمدیہ پیشگوئی کے مطابق میلاد کے اندر مرگے یا نہیں۔ ابھی کل کی بات کہ آپ کے معزز دولت دہلی فتح علی شاہ صاحب نے میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت معافی سے لیکھرام کے متعلق پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اب اسی جماعت میں ہو کر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ

يُكَلِّمُ بِهِ ذِي نِعْمَةٍ الْخَاشِعُونَ. أَقْبَلْهُ سَوَاءَ لَدُنِّي بِأَنْتَ مِنْهُ وَكَانَ
سَوَاءَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ذَرْكَ. سَدَى نَقَصَ ظَهْرَكَ. وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. يَجُودُ
مِنْ دُونِهِ. أَيْمَةُ الْكَيْفِ. لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى. حَدَّثْتُكَ بِسَيِّئِ الْخَمِي
وَقَدَّرْتُ. لَنْ يَخْصَرَ بَنِي خَيْرٍ عَلَى الْبُؤْسَيْنِ سَيْنًا. يَخْصُرُكَ نَهْ فِي مَا مِنْ.
كَتَبْتُ لَهُ لَا خَلِيلَ أَتَى وَرَسُولٍ. لَا يَبِيدُ بِكَلِمَتِهِ. أَنَّهُ أَشَدُّ جَدَلًا لَمِيمَةً
بَنِي مَذِيمَ. قُلْ عَمَّ أَصْحَابِي وَيَا أَجْرَدَ نَمِيسٍ مِنْ مُرْدٍ. الْحَطَابِ
يَا عَيْلِي فِي مُتَوَكِّتٍ وَرَيْكَ رَأَى وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ لَبَّى الَّذِينَ نَعَزُوا
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. نَفَرْنَا لَكُمْ مَهْجَرًا. وَقَالُوا أَتَجْعَلُ مِنْهَا مَنْ يَمْسِكُهَا
قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ. وَقَالُوا كِتَابٌ مُبِينٌ مِنَ الْغُرِّ وَالْكَذِبِ. قَسْرَ
أَعْلَوْا شَيْخَ أَهْلِكَ وَابْنَهُ وَابْنَهُ وَابْنَهُ وَابْنَهُ وَابْنَهُ وَابْنَهُ وَابْنَهُ
لَتَجْعَلَ فَتَجْعَلَ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ. سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِمَا وَ
جَعَلَهُ مِنَ الْغُرِّ. نَعَزْنَا بِأَيْدِيكَ. يَا ذَا ذُرِّيَّتِ الْبَالِيسِ فَقَدْ وَاسْتَأْذَنَتْ
أَنَّ مِنْ يَدِكَ. وَأَنْتَ يَعْصِيكَ مِنَ الْبَالِيسِ. كَذَبُوا بِنَارِي وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ.

اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ اس دن حق آئے گا اور یہ کھول جائے گا، اور جو خسران میں ہیں ان کا خسران غلبر ہو جائے گا۔ یہ نئی یاوس نواز کوئی تم کو تیرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا معبود میرا معبود ہے۔ تم نے تیرا وہ بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمزوری دی۔ اور تیرے درو کو جو تم نے بلند کیا تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ انفر کے پیشوا ہیں۔ بت ڈر، غلبہ تم کو ہے۔ میں نے اپنی رحمت و قدرت کے درخت سے کٹ اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایس نہیں کرے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو۔ خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یہ تسلیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول غایب رہیں گے۔ اس کے کھلوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ کہتے خدا کا فضل ہے اور میں تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا۔ اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دون کا اور اپنی حرمت اٹھاؤں گا۔ اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ خدا نے تیرے پر نبوت ہوا نظر کیا اور لوگوں نے، دلوں میں کہا کہ اسے خدا کیا تو، ایسے مُخد کو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ خدا نے کہا کہ جو کہیں جانا ہوں تمیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب انفر اور کذب سے بھری ہوئی ہے۔ ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر رابطہ کریں اور ٹھوکوں پر لعنت بھیجیں۔ تیرا یہ معنی اس عاجز پر سلام بہم نے اس سے ولی دوستی کی اور ہم سے نجات دی۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے کیا۔ اے داؤد اور لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کرو کہ تو شہادت میں غرے لاکو نہیں تجھ سے راضی ہوں گا۔ آؤ خدا تجھ کو لوگوں کے

[illegible]

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 541 از مرزا غلام احمد صاحب

وَإِذْ تَسْكُرُكَ إِذْ عَمِي كَقَرَّةٍ أَوْ يَذُلِي يَا هَامَانُ لَعَلِّي أَمْلَعُ عَلَيَّ
 پر ہے اور یاد کردہ وقت جب تم سے وہ شخص نکل کر نہ لگا جس کی تخیل کی اور تجھے کافر ٹھہرا اور کہنے لگا یہ سچے اللہ کا نام
 إِلَهٌ مُّوسَى! ذَا لَيْلٍ لَا أَظُنُّهُ مِنَ الْكَافِرِينَ ۖ تَبَتُّ يَدَايَ أَيْنِ لَهَيْبِ
 موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اس کو ٹھوٹا سمجھتا ہوں۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ اہی لمب کے
 وَتَبَّتْ يَدَاكَ لَكَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهَا إِلَّا خَائِفًا وَمَا مَصَابِكُ فَمِنْ اللَّهِ
 اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اُس کو نہیں چاہیے تھا کہ اس معاملہ میں دُش رہتا مگر دُشے دُشے اور جو کچھ تجھے نئی چیز تھی کہ وہ خدا کی
 الْفِتْنَةُ هَلْهُنَا قَامُ بِرُكْمًا صَبَرُوا لَوْلَا الْعَزْمُ إِلَّا إِنْفَا فِتْنَتُهُ مِنْ اللَّهِ
 طرک ہے اس جگہ ایک فقرہ پر ہا جو گاہیں ممبر کہ ممبر کہ اولوالعزم نہیں ہوں نے ممبر کیا۔ وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گیا۔
 لِيُحِثَّ حَيًّا حَيًّا ۖ حَيًّا مِمَّنْ اللَّهُ الْعَزِيزُ إِلَّا كَذَرُهُ شَاتَانِ كَذَبَانِ ۖ وَكُلُّ مَنْ
 تا وہ تجھ سے بخت کرے۔ وہ اس خدا کی بخت سے جو بہت غالب اور بہت بزرگ ہے۔ وہ ممبرانِ دنیا کہ جانتے ہیں اور ایک
 عَلَيْهِمَا قَيْنٌ ۖ وَلَا تَهْتَبُوا وَلَا تَحْزَنُوا ۖ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَآلَهُ تَتَلَمَّ
 جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہو گا۔ تم کچھ نعمت کرو اور اندھا گیر مت ہو۔ کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں؟ کیا تو نہیں جانتا
 أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۖ وَإِنْ يَتَخَذْ وَتَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَذَا الَّذِي
 کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔ وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے
 بَتَّتِ اللَّهُ ۖ كُلُّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُؤْتِي إِلَىٰ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَوَاحِدٌ
 جس کو خدا نے بہت فرومایا؟ انی کہہ کر کہیں تو ایک انسان ہوں میری طرف یہ وہی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے
 وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْقُرْآنِ ۖ لَا يَسْتَهْ إِلَّا الْمَطْمَعُونَ ۖ كُلُّ إِنَّ هُدًى اللَّهُ
 اور تمام بھلائی، اور نیک قرآن میں ہے کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ اس کے سوا ایک گتہ بھی پیچھے ہیں جو پاک لکڑیاں کہ ہدایت

لے سکتے مراد مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ہے۔ کیونکہ اس نے استفتاء لکھ کر نذیر حسین کے
 سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تخیل کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا۔ عَلَيْنَا مَا
 يَسْتَحِقُّهُ۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۱ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

جسے اس جگہ ابوسب مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور پش گوئی ۲۵ء میں کی کہ جو براہِ احمدیہ میں درج ہے اور
 یہ اُس زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جب میری نسبت تخیل کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تخیل کے فتویٰ کا بانی بھی وہی دہلوی مولوی
 تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابوسب رکھا اور تخیل نے ایک مدت دراز پہلے یہ خبر دے دی جو براہِ احمدیہ میں درج ہے۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۱ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

هَذَا الْهُدَى ۝ وَقَدْ نَزَّلْنَا نَزْلًا عَلَى رَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَظِيمٍ ۝
 ذُرِّيَّةَ عَدْنٍ بَارِتَةٍ ۝ اور کس کے کہنے پر انہی کس نے اسی کی پریوں نازان میں بولی ہو دشمنوں کی ایک شہر کا باشندہ
 وَقَدْ نَزَّلْنَا آتٰی لِّكَ هٰذَا ۝ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكْرُكُمْ ۝ فِي الْمَدِيْنَةِ ۝ يَخْطَرُوْنَ ۝
 ہے۔ اور کس کے کہنے پر تمہارے ماکر اس ماکر کے کہنے پر ایک ماکر ہے جو تم لوگوں کے لئے کرنا یا۔ یہ لوگ تیرے طرف دیکھتے ہیں
 رَبِّكَ ۝ وَهُمْ لَا يَخْشَوْنَ ۝ ۝ کُنْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اِنَّهٗ ۝ فَتَعْفُوْا عَنْهُمْ ۝ اِنَّهٗ
 مکر تو نہیں وہاں نہیں دیتا۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ خدا بھی تم سے عفو کرے۔
 عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۝ ۝ وَاِنْ عَدُوًّا ۝ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ مَكَاثِرًا
 خدا آیا ہے تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر شرارت کی طرف لوگو کر دے تو ہم بھی عذاب میں سے ان کو عفو کریں گے اور تم سے عفو کرے
 حَصِيْرًا ۝ ۝ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً ۝ ۝ نَالْعَالَمِيْنَ ۝ ۝ قُلِ الْعَسَاوٰ اَسْلٰى مَّكَائِيْلُكُمْ
 کافروں کے لئے قید خانہ نہیں ہے اور ہم نے تمہیں تمہیں پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے ان کو کہہ کہ تم اپنے مکاروں میں سے عفو کر دے
 اِنِّىْ عَاصٍ ۝ ۝ فَسَوَفَ تَمْسُوْنَ ۝ ۝ لَا يُغْنِيْ عَنْكُمْ عَنْ يُّسُفٰنَ ۝ ۝ قَوْلُ ۝ ۝
 اور میں اپنے عفو پر عمل کرو اور میں پھر تمہاری رحمت کے بعد تمہارے عفو کے لئے کہیں کہ خدا دے کرنا ہے کوئی عمل بغیر تقویٰ کے یکساں
 غَيْرِ التَّقْوٰی ۝ ۝ اِنَّ اِنَّهٗ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۝ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ مُخْشَوْنَ ۝
 قبول نہیں ہو سکتا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو ایک کاموں میں مشغول ہیں
 قُلْ اِنْ فَتَرَيْتُمْ فِىَّ اٰیٰتًا ۝ ۝ وَلَقَدْ يَلْبِثُ فِىْكُمْ عُمَرًا ۝ ۝ مِّنْ
 کہ اگر میں نے اپنے لئے کوئی آیت دیکھی ہے۔ اور میں اپنے اس سے ایک مدت تک تمہیں ہی رہت
 قَبْلِهٖ ۝ ۝ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا ۝ ۝ وَتَجْعَلُوْنَ اٰیٰتِهٖ
 تمہارا تم کو سمجھ نہیں کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے
 يَلْتَمِسُ ۝ ۝ وَرَحْمَةً ۝ ۝ مِّنَّا ۝ ۝ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضٰی ۝ ۝ قَوْلِ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ
 ایک نشان اور ایک نمود رحمت بتائیں گے۔ اور یہ ابتدا اس سے مقدم تھا۔ یہ وہی امر ہے جس میں تم
 كُتِبَتْ ۝ ۝ سَلَامٌ عَلَیْكَ ۝ ۝ جُعِلَتْ مَبَارَكًا ۝ ۝ اَنْتَ مَبَارَكٌ فِیْ لَدُنَا ۝ ۝ وَالْآخِرَةُ
 شک کرتے تھے تیرے پر سلام۔ تو مبارک کی گیا۔ تو موصیٰ اور امت میں مبارک ہے

۱۔ یعنی ہر شخص کو صدمہ ہو گا اور ہر دلوں کا ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان کا رہنے والا ہے کیوں ہمدرد ہو گا
 مکر یا بد میں معوث و جبریل احمد زمین اسلام ہے۔ منہ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۵ حاشیہ۔ رومانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۵
 ۲۔ اس کے علاوہ فی التنبیہ کا ترجمہ ہے کہ میں نے اپنے لئے یہ مکر میں سے کیا ہے جو لوگوں کے لئے (مکر) ہے

قَوْلِيَاءُ كُمْ فِي الْغَيْبِ وَالْأَخْرَءِ - اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ - وَكُلُّهَا اُخْبَيْتَ
 تمہارے مرنے والے اور متعلق دنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہو کر غضبناک ہوتا ہوں اور جس کو تجھے
 اُخْبَيْتَ - مَنْ عَادَى وَلِيَّيَّ فَقَدْ اُذِنَتْهُ لِلْخَرْبِ - رَفِيَ مَعَ التَّوَسُّلِ اَلْقَوْرَ
 میں بھی محبت کرتا ہوں اور جو شخص میرے دشمنی سے دشمنی کرے اس کو تھپتھپاتا ہوں میں اس ہول کے ساتھ کہ ہول
 وَ اَلْوَمَّ مَنْ يَلْمُ مَرَّةً وَاَعْطَيْتُكَ مَا يَدُومُ يَا نَبِيَّكَ الْفَرْجَ - سَلَامٌ عَلَيَّ
 اور میں شخص کو طاعت کروں گا اور اس کو طاعت کرے اور تجھے وہ چیزوں کا جو ہمیشہ سب کے کٹھن میں تھے ملے گی۔ اس
 اِبْرَاهِيْمَ صَافِيْنَاهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ النَّارِ وَتَعَزَّوْا بِذَلِكَ وَتَاخِذُوا مِنْ
 اِبْرَاهِيْمَ بِسَلَامٍ - ہم نے اس سے صاف دکھائی کہ اور ہم نے اس کی نجات دی - ہم اس امر میں کہے ہیں کہ تم اس ابراہیم
 مَعَا اِبْرَاهِيْمَ مَصْلٰى اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْيٰنًا مِّنَ الْغَايٰتِ وَبِالْحَقِّ
 کے ساتھ عبارت کے بلکہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر جو ہم نے اس کو قاریاں کے قریب آتا رہے اور میں ضرورت دیت
 اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ مَصَدَّقًا لِّلَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَانَ اَمْرًا لِّلَّهِ مَفْعُوْلًا
 آتا رہے اور ضرورت کے وقت آتا رہے خدا اور اس کے ہول کی خشک گویا ہو رہی ہوئی اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔
 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَكَ السَّيِّعَةَ اِبْنَ مَرْثِيْمَ لَا يَسْتَلْ عَمَّا يَفْعَلُ وَ
 اس حمد کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے۔ وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور
 هُمْ يَسْتَلُوْنَ اَشْرَكَ اَللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اَشْرَكَ اَسْمَانِ سَمٰى تَحْتَ اُتْرَسِ پَر تیرا
 لوگ پوچھے جاتے ہیں حمد اے تجھے ہر ایک چیز میں ہے سچ لیا۔ وہ میں کسی تخت اترے پر تیرے
 تَحْتَ سَبَّ اُوپر پھنسا گیا۔ يَرْيَدُ ذَنْ اَنْ يُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ جِزْبَ اللّٰهِ
 تخت سب سے اُوپر پھنسا گیا۔ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو بجھا دیں۔ خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی
 هُمْ الْغَالِبُونَ - لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى لَا تَخَفْ اِنِّيْ لَا يَخَافُ ذٰلِكَ
 غالب ہو گا۔ کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہو گا۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قریب میں کسی
 الْهَرَسْلُوْنَ يَرْيَدُ ذَنْ اَنْ يُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ
 سے نہیں ڈرتے۔ دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے من کی چھوٹوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو بڑا کرے گا

بقیہ حاشیہ :-

یسا یہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا رکھا ہے اس لئے مصیبت الہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز
 کے لئے استعمال کرے تا عیسیٰ کی انہیں ٹھیکیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے عیسیٰ کو وہ خدا بناتے ہیں اس اُمت
 میں بھی ایک ہے جن کی نسبت اُس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ حاشیہ - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۹)

۴ مئی ۱۹۰۶ء "اِنِّیْ مَعَ اَکْثَرِ اَوْدَادِ لَکَ لِمَا خَلَقْتُ الْاِنْسَانَ"۔

(بدرد جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲، الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۵ مئی ۱۹۰۶ء

روایا۔ ایک شخص نے ایک روایت کو لاواٹن کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی روایتی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے اور اس پر رشتیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے مگر جس شخص نے دی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دینا ہوں۔ دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی تھی لیکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس کا وقت آگیا ہے۔ اس کو نوکر رکھا جائے۔ اوہیں نے اس کتاب پر دستخط کر دیئے ہیں۔ پھر امام ہو!۔

یہ میری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمت کار ہیں۔ پھر امام ہو!۔

اَللّٰهُ یُعَلِّمُنَا وَ لَا نُغْنٰی

فرمایا۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم دشمنوں پر غلبہ ہوں گے اور دشمن سے مغلوب نہ ہوں گے۔

(بدرد جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲، الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۵ مئی ۱۹۰۶ء

"پھر بار آئی، تو آئے تلخ کے آنے کے دن

تلخ کا لفظ عربی ہے۔ اس کے ایک تو یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتا ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اس کے لازم سے ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں تلخ کہتے ہیں۔

ان معنوں کی بناء پر اس پیش گوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر برف آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اس کے لازم سے شدت سردی اور کثرت بارش غلو میں آئے گی اور دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسر آجائیں جس سے اس کا دل مطمئن ہو جائے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ دلائل قویہ موجب تلخ قلب ہو گئی یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے جن سے کئی اطمینان ہو گئی۔ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی

۱۔ (ترجمہ) حقیقی میں بزرگوں کے ساتھ ہوں اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

۲۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہمیں آؤں گا کہ سے لاہم نیچے نہیں کئے جائیں گے۔

وَعَلَىٰ حِمَاةِ الْمَسْطَرَّةِ

شیر المہدی

حصہ سوم

(مرتب فرمودہ)

حضرت مرزا بشیر احمد رضا ایم

جسے

خا

لہذا میرا محمد عیسیٰ مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دارالاحکام

شائع کیا

نہایت

اپریل ۱۹۳۹ء

صفر ۱۳۵۸ھ

ایڈیشن اول

شائع ہوئی

سیرۃ المہدی ص ۸۸

ملک میں نے ابھی ہیئت نہ کی تھی۔

خاکسار عزم کرتا ہے کہ مولوی عبدالکبیر صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو نابالغ حضرت خلیفہ اولیٰ کے واسطے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عزم کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکبیر صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش آہنگی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد انصیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ احکامات نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے منب سے گویا کہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلیٰ اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف و شفا پنج سورہ و دس گنج طعش۔ درود و تاج۔ حزب البحر۔ دوائے سریانی وغیرہ نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عزم کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائیداد و غیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تھاپ جہاد کے کام میں نہ ہو سکتی تھی۔ دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی محدود تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بل کر دیا۔ احکامات ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوئے مگر ماموریت کے بعد جو قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھے سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں احکامات سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کسی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رکعت وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد انصیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اویسا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک بالیک حد تک ہی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور دائرۃ آنکھوں کی یہ حالت

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں کھتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد! اسکن انت و زوجك الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے ہتھات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بپاعتہ اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردِ سمع دورانِ ہر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنجِ قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مرضی کا لعدم تھی۔ اور پیرائے سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلادیا ہے۔ جیسے انھیں مولوی نور الدین صاحب اور انھیں مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بپاعتہ سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

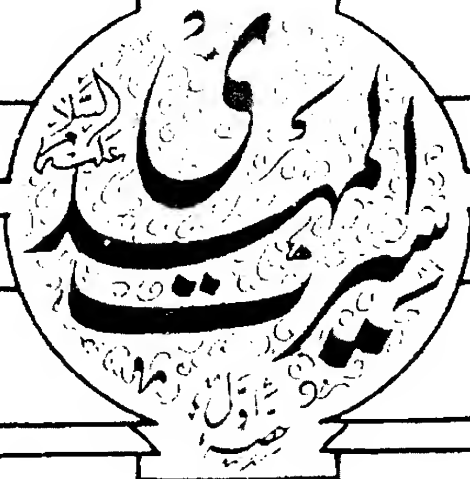
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ كَذَّبْتَ بِكَ مِنْ غَيْرِ مَنِ وَلَا تَعْقِلُونَ

الحمد لله



مؤتبه

حضرت صاحبزادہ میر اشیر احمد صاحب ایم۔ اے سمد اللہ تعالیٰ

حسب ما یستوعب

مولانا المکرم معظم مولوی محمد ایل صاحب مولوی قاسم منشی قاسم اول مدرس مدرسیہ قادیان

مولانا محمد فخر الدین (مدنی) مستم احمد کتاب گھر قادیان کو شائع کر سکا فخریہ

طبعہ امروہہ بمبئی نور محمد

قیمت فی جلد چھ جلدیں

۱۹۳۵ء

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افادہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں حیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا لاۃ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پینے کچھ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پینے۔ اور سر میں جکڑ ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہا رہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا اس کی پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردی کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ یہ سبیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کو وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دوران سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۲۲۵ و ۲۱۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رو سے دوران سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مرق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دوران سر کی بیماری کے لئے انگریزی میں غالباً دسٹیکو

سیرۃ المہدی ص ۴۴

کھتا ہوں گذشتہ محمد بن ہنت محمدیہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سید عبدالقادر صاحب جیلانی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ اور فرماتے تھے کہ میری روح کو ان کی کبھی سو خاص جوڑے۔

۵۶۴ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غالباً ۸۰ سال تک ایک دفعہ خارش کی تکلیف ہی ہوتی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ ہنس کر فرماتے تھے کہ خارش دانے کو کھانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بسن لوگوں نے کھلے کہ ہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا۔ سو اُسے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیمار دنیا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خارش کی تکلیف مرزا غلام احمد صاحب کی پیدائش پر ہوئی تھی۔ جو غالباً ۱۸۵۷ء کا واقعہ ہے۔ اس کا ذکر ولایت ۲۶۲ میں بھی ہو چکا ہے۔

۵۶۵ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**۔ محرم منشی غفر احمد صاحب کیو رخصت ہوئے تھے مجھ سے بذریعہ تقریر بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ رزق کی تسلی بسا اوقات ایمان کی کمزوری کا موجب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ دنیا میں مصائب اور مشکلات سے کوئی خالی نہیں رہتا کہ انبیل علیہم السلام اور خدا کے اولیاء گرام بھی اس سے خالی نہیں رہتے۔ مگر بنیاد اور ادبیات کی تکالیف کا سلسلہ روحانی ترقیات کا باعث ہوتا ہے۔ اور دنیا و دلوں پر جو مصائب اور مشکلات کا سلسلہ آتا ہے وہ ان کی شامت اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے نیز فرمایا کہ جب تک مصائب و آلام عبودیت انعام نظر نہ آنے لگیں۔ اور ان سے ایک لذت اور سرور حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی شخص حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔

۵۶۶ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**۔ میان خیر الدین صاحب سیکسوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھرمناز کے متعلق سوال کیا جنھوں نے فرمایا جس کو تھرمنازی میں دانتاھا کہتے ہو۔ بس اس میں تھرمنازاہل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا کوئی میلوں کی بھی شراب ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ بس جس کو تم دانتاھا کہتے ہو۔ وہی سفر ہے جس میں تھرمناز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سیکسواں سے قادیان آتا ہوں کیا اس وقت نماز تھرم کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ الٰہی۔ بلکہ سرے نزدیک اگر ایک صحت قادیان سے نکل جائے تو وہ بھی تھرم کر سکتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سیکسواں قادیان سے ناٹنا ہمارے میل کے فاصلہ پر ہے اور نکل تو شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔ نکل کے متعلق جو حضور نے تھرم کی بابت فرمائی ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ

ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کر لیا اور وہ قوم کے سید ہو گئے۔ اور اس بیوی کو خدا مبارک کر لیا۔ اور اس سے اولاد ہو گئی۔ اور یہ خواب اُن آیام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گزر چکا تھا جبکہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی اور مباحث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے ہستامات تامل سے دل سخت کارہ تھا اور عیال داری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی۔ تو اس حالت پر ملائکہ کے تصور کے وقت یہ الہام ہوا تھا۔ ہر چہ باید تو عروسے را ہمہ ساماں کنم۔ یعنی اس

چند نوٹ :- ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا۔ اس میں عادتہ اللہ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ : ادیان ہماری مشروف سادات کی لڑکیاں تھیں چنانچہ خدا تعالیٰ کے بعض الہامات میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے خوں سے آمیزش ہے۔ اور درحقیقت وہ کشف براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۲ کا جس میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادرِ مہربان کی طرح اپنی دان پر رکھا ہوا ہے۔ اس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے۔ الہام مندرجہ براہین صفحہ ۹۰ میں یہ بشارت دی تھی۔ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک۔ ینقطع آبلوک و یبسلء منک۔ یعنی سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ آج سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابتداء خاندان کا جوہر کیا جائیگا۔ یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہوا۔ ایسا ہی تو بھی ہوگا۔ کیونکہ الہام میں بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۶۱ میں یہ الہام ہے۔ سلام علی ابراہیم صافیناہ و نجیناہ من النعم۔ تفرد نابذ اللک فاتخذنا دامن مقام ابراہیم مصطل۔ یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام ہم نے ابراہیم سے صافی محبت کی اور اس کو ہم سے نجات دی۔ ہم ہی اس بات سے خاص ہیں۔ پس اگر تم مقام مصطفیٰ چاہتے ہو۔ تو تم اس مقام پر اپنا قدم جوودیت رکھو جو ابراہیم یعنی اس عاجز کا مقام ہے۔ صلا

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُسٹے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دُور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھینچتے تھے۔ حضرت صاحب کھینچتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دُور ہوتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اندر دُور سے پرے کھینچتے تھے اور چونکہ میں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کمرے بننے والے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ غائبانہ عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام غراہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ آبا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر کام کسی وقت کسی بات پر زیادہ ضرر کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ غائبانہ عرض کرتا ہوں کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا مل کا بن ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کٹا رو واسکٹ کے ساتھ جھلوایے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چاہیایں الٹا بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو جو کسی بعض اوقات تنگ آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور اگر وہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ مولیٰ ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تھارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو رسل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سی ماہ سیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آکر بیٹھے۔ اندر کھینے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے۔ سبھی نے مزاح ہے۔ کوئی آگے گر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیے

(۳۶۹) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سینے کئی دفع حضرت سیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے بعض اوقات آپ مراقب بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی صحت اور شاندار روزِ تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرنے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سر ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ مادیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ لگ۔ یہ عصبانیت کی علامات حس یا انتکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی منوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراقب بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی مٹا کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا۔ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اس لئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کو بھی کبھی یہ خفاؤ تھا۔ تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدتِ کار کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ پھر زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری مہینے میں تمام صوبہ پنجاب میں اول نمبر پر رہے تھے اور ایامِ ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مستحکم ہی ہے۔ اور چونکہ وجہ حضرت سیح موعود علیہ السلام کے بہت قوی مرستہ ولد ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپ کے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقع ملتا رہتا تھا اس لئے ان کو اسے اس معاملہ میں ایک خاص وزن دینا چاہیے۔ جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے؟

(۳۷۰) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سیح موعود علیہ السلام کے نانا بنی گھر کے بچے کبھی شب بات وغیرہ کے موقع پر بونہی کھیل تفریح کے

(۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت سیح نور محمد علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ ضلع سے وہاں کوئی جہان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ چل بٹولہ سمجھ لایا۔ چلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لئے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے بھیجا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں ایک سفر میں بار لایا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے گنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنتا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ صوٹڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے مل گئے۔

(۳۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت سیح نور محمد علیہ السلام کو موت دور ہو چلا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد درمزا افضل احمد کو بھی طلب کیا۔ اور وہ وہاں آئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دور ہو چلا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپہلی چار پائی کے پاس غاوشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا افضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جانا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا۔ اور کبھی اُدھر کبھی اپنی بچھڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اس کے اٹھ کھینچتے تھے۔

(۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افادہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے تاکہ نے پوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹے کچھ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹے۔ اور سر میں جھجڑ ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہارا نہیں سکتے تھے۔ شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی ہستی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردی کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ یہ سبیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کو وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رُو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دندان سرد اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۲۶ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رُو سے دوران سرد کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دوران سر کی بیماری کے لئے انگریزی میں غالباً ڈیپلو

اربعین نمبر ۴

دوران سر اور کئی خواب اور تشنچ دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چلو جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دانگیر ہے اور بس اوقات تسوتو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے مثال حلل رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زمین چڑھکر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر ابید نہیں ہوتی کہ زمین کی ایک میڑھی سے دوسری میڑھی پر پاؤں رکھتے تک میں زندہ ہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظر میں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکہ اکثر اہر جرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اتنی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مریضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کہ جلد مر جاتے ہیں یا کابینکل یعنی سرطان سے ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس دور سے میں ایسی حالت پر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

میں محض نصیحتاً اللہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں

(بائش بار اقل)

وہ خدا جس نے تمام رُوحیں اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اُسی نے اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور

اس کا نام

ہے

نسیم دعوت

آریوں کے لئے یہ رحمت ہے
طالبنوں کا یہ یارِ خلوت ہے
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے
آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے
سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
پھر بھی تو بہ نہیں یہ حالت ہے

نام اس کا نسیم دعوت ہے
دلِ بیمار کا یہ درماں ہے
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق
غور کر کے اسے پڑھو پیارو
خاکساری سے ہم نے لکھا ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ
ایک دُنیا ہے مچکی اب تک

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
بنائے ۱۲۸۸ فروری ۱۹۱۳ء چھپ کر شائع ہوا

لکھتے ہیں اُن کی مثال چھوٹی کی سی ہے کہ سخت - نرم - سیاہ - سفید پتھر چھ کر کے اکٹھے رکھ دیجو جائیں
 گنہگاری کتاب ایک لذیذ اور شیریں چیز ہوگی جس میں حقائق اور معارف قرآنی کے اجزاء ترکیب و تخیل
 طے نہیں۔ جو بات روح القدس کی تائید سے لکھی جائے اور جو الفاظ اُس کے الفاظ سے ظہر ہوتے ہیں۔
 وہ اپنے ساتھ ایک صلاحت رکھتے ہیں اور اس صلاحت میں لی ہوئی شکست اور قوت ہوتی ہے۔ جو
 دوسروں کو اس پر قیاد نہیں ہونے دیتی مگر یہ کتاب بہت بڑا نشان ہوگا۔

حضرت مسیح مکے بارہ میں جو ہم یہودیوں اور نصری تھنکروں کی کئی چیزیں کے جوابات دینا چاہتے ہیں
 اس طرز کے اختیار کرنے سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ حضرت مسیح کی ضد الٰہی باطل کی جلد نہ۔ مسیح کی منافی کا خلیفہ
 ایک ظلم عظیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ شروع سے ہی جیکب میں ایک طالب علم تھا۔ اس
 عقیدہ کی ازبہ کا ایک جوش مجھے ضائع لائے سے رکھا تھا۔ گویا میری شہرت میں ہی یہ بات
 رکھی گئی تھی۔ چنانچہ پادری فٹنر صاحب نے اپنی کتاب میں رد اسلام میں شاخ کیں تو
 ۱۸۵۹ء میں اس مسئلہ کا ذکر ہے۔ کہ مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب نے
 خاص ہمارے لئے اتنا لکھ ہوئے تھے پڑا کرتا تھا۔ اور اس وقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی
 جب یقیناً اس کی کتاب بعنوان المعنی ہو چکی۔ ایک مہندہ لائے جو میرا کتب تھا اس کی غامبی کو دیکھ کر
 اُسکی بڑی توفیق کی گھر بیٹے اُسکو بہت لڑکھایا۔ اور بتایا۔ کہ اس کتاب میں بجز بجا ست کے نہ کچھ نہیں
 ہے۔ تو زری زبان پر چلا ہے۔ اس وقت سے خدا تعالیٰ نے اس جوش میں ترقی دی ہے۔ اور میرے
 رنگ بد میں یہ بات بڑی ہوئی ہے کہ اس فقرے کے کہ تباہ کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ
 اچھل جو نہیں جہ کر کے پڑی جاتی ہیں۔ وہ بھی میری سخت مصروفیت دینی کے باعث ہے۔ اور
 چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی فرمایا ہوا تھا۔ کہ مسیح ملعونہ کے لئے غازیں مجھ
 کی جائیں گی۔ اس لئے اس طرح یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اسکے
 کہ وہ بیاریوں میں ہیشہ سے غلام رہا ہوں۔ تاہم اچھل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے
 دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جتنے میرا مراقب
 کی پیروی ترقی کرتی ہے اور وہ رات سوا کردہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں
 کرتا اور اس کام کو کرتے جاتا ہوں۔ چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوئے ہیں۔ مجھے حلو بھی نہیں ہوتا۔
 کہ دن کہہ رہا تھا۔ اسی وقت خبر ملتی ہے۔ جب شام کی نماز کے وقت کے لئے پانی کا لوانا کھدیا
 ملتا ہے۔ تو اس وقت مجھے انوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا لبا و ن اور ہو جاتا۔ باوجود یہ مجھے اسباب

کی جاری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتھیں۔ مگر صوفت ہائے کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ تو مجھے
الہام ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوتی۔ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لئے کئی مرتبہ کھڑی ہوں
تو بڑا جبر کے جلد جلد چننے لگتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھتا ہوں اور کھاتی دیتا ہوں۔ مگر میں
پتہ کہتا ہوں۔ کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ ان خیال اسی
طرح لگتا ہوا ہوتا ہے۔

پس یہ تصنیف جو میں کر رہا ہوں بڑی ضروری چیز ہے۔ اور خدا نے چاہا تو یہ ایک نشان ہو گا جسکی
منظر لانے پر کوئی تاویر ہو گا۔ اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعلیٰ نظر نہ آتی ہو۔ مگر اسکی اشاعت
پر دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کسی لاجواب حبیب ہم نے ہوتو کے لئے مسنون لکھنا شروع کیا۔ تو
ہم نے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر کی۔ مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری
دی کہ وہ مصنفوں بالارک۔ چنانچہ یہ اشتہار طبع سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر حبیب وہ طبع
میں پڑ گیا تو اسکی عظمت اور اسکی صفائی کو سنبھالنے تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو
اجنلات نے اسے بالارک ہونے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر حبیب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکالنے کی تب
پتہ لگنے لگا کہ اسے ایک بار ایک شخص کو بھلی سے اٹھانے کے لئے کہا۔ وہ کہنے لگا کہ حبیب میں عطار کی
دکان پر گیا۔ تو جو عطر وہ دکھاتا تھا میں اسے ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا۔ کہ میں تم یہاں
دکان میں بیٹھے ہو سو نہیں پتہ نہیں لگتا۔ حبیب دکان سے باہر نکلے جاؤ گے تب اس عطر کی حقیقت
معلوم ہوگی۔ چنانچہ حبیب وہ عطر لیکر آیا۔ تو اسنے بیان کیا کہ جو گائیاں جسے پیچھے آتی تھیں ان کے
سوا کہنے تھے کہ اس کے پاس عطر ہے۔ گویا اسکی اتنی خوشبو تھی کہ حکم جلد ۵ منکے۔

۳۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء۔ صبح کی سیر میں لوگوں گراف کی ایجاد اور اسیں اپنی ایک تقریر عربی
ہند کرنے کی تجویز کی گئی جس کے ذریعہ سے عربی مالک میں تبلیغ ہو سکے۔ سیر سے واپسی پر قاضی
پروفیسر علی صاحب نعمانی کی بیار پرسی کی اور اندیشہ تشریف لے گئے۔ ظہر کے وقت ہاؤس تشریف لا کر
خانہ غفر صبح کر کے امانہ میں آج حکیم محمد اہل خاں صاحب دہلی کا خط مدد کا غلامات متعلقہ
حافظ ملک سمیرا بل فائدہ آپکو ملا۔ جس پر آپ نے ایک تبلیغی خط بطور جواب کے روانہ کر دیا اور غلام
(میاں) (الحکم جلد ۵ منکے)۔

۳۲۔ نومبر سنہ ۱۹۱۷ء۔ بعد عشاء المبارک آپ صبح کی سیر کے لئے تشریف نہ لے گئے۔ بعد نماز مغرب
آپ کے گھر کے صحنہ دن کے سلسلہ تقریریں فرمادیں۔ کہ صبح کی شان میں جس قدر اظہار کیا گیا ہے۔ اور پھر

آدمی تھا۔ اور کچھ پڑھا ہوا بھی تھا۔ اسکے لڑکے میاں دین محمد مرحوم عرف میاں بچا کو
برائے اکثر دست جانتے ہو گئے۔ قوم کا کشمیری تھا۔

(۱۹۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ہمارے ساتھ والد صاحب کے بہت کم تعلقات تھے یعنی کل
جول کہ تھا۔ وہ ہم سے دُست تھے۔ اور ہم اُن سے دُست تھے دیکھنے وہ ہم سے الگ
الگ رہتے تھے۔ اور ہم اُن سے الگ الگ رہتے تھے کیونکہ ہر دو کا طریق اور مسلک
جد تھا اور چونکہ تایا صاحب مجھے بیٹوں کی طرح رکھتے تھے اور جامعہ اعلیٰ بھی سب
انہی کے انتظام میں تھی۔ والد صاحب کا کچھ دخل نہ تھا۔ اسی لیے بھی اپنی ضرورت
کے لیے تایا صاحب کے ساتھ تعلق رکھنا پڑتا تھا۔

(۱۹۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کہ والد صاحب کی ایک بہن ہوتی تھیں اُن کو بہت خواب اور
کشف ہوتے تھے۔ مگر دادا صاحب کی اُن کے متعلق یہ رائے تھی کہ اُن کے دماغ میں عجبی
نقص ہو۔ لیکن آخر انہوں نے بعض ایسی خوابیں دیکھیں کہ دادا صاحب کو یہ خیال بدلا
پڑا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ کوئی سفید ریش بڑھا شخص اُنکو
ایک کاغذ جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ بطور تعویذ کے دے گیا ہے۔ جب اُنکو کھلی تو ایک
بموت بتر کا ٹکڑہ ملا تھا میں تھا۔ جس پر قرآن شریف کی بعض آیات لکھی ہوئی تھیں۔ پھر
انہوں نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ کسی دریا میں چل رہی ہیں جس پر انہوں نے ڈر کر پانی
پانی کی آواز نکالی اور پھر اُنکو کھل گئی۔ دیکھا تو اُن کی پندلیاں تر تھیں اور تازہ ریت
کے نشان لگے ہوئے تھے۔ دادا صاحب کہتے تھے۔ کہ ان باتوں سے فعلی دماغ کو کوئی
تعلق نہیں۔

(۲۰۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب فوت ہوا ہو گئے۔ اور حالت نازک ہو گئی
اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہو گئی۔ مگر زبان جاری رہی والد

صاحب نے کہا کہ مجھ کو میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور اس سے حالت رو باصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے۔ کہ یہ مرض قریح زنجیری کا تھا۔ اود یہ کہ اقد قتلے نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت نگو کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہل ہو گیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ بیان کیا تجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت صاحب ایک دفعہ غیر معمولی طہرہ طرب کی طرف سیر کو گئے۔ تو راستہ سے ہٹ کر عید گاہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور پھر آپ نے قبرستان کے جنوب کی طرف کھڑے ہو کر دیر تک دعا فرمائی۔ خاکسار نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ نے کوئی خاص قبر سامنے رکھی تھی؟ مولوی صاحب نے کہا میں نے ایسا نہیں خیال کیا۔ اور میں نے اس وقت دلیق سمجھا تھا کہ چونکہ اس قبرستان میں حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اس لیے حضرت صاحب نے دعا کی کہ خاکسار عرض کرتا ہوں۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں ایک دفعہ حضرت صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کی لڑکی امۃ النصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب اُسے اسی قبرستان میں دفنانے کے لیے لے گئے تھے اور آپ خود اُسے اٹھا کر قبر کے پاس لے گئے۔ کسی نے آگے بڑھ کر حضور سے لڑکی کو لیا جاؤ۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں خود لیجاؤں گا۔ اور غافلہ شعلی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت حضرت صاحب نے دعا اپنے کسی بزرگ کی قبر بھی دکھائی تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ بیان کیا تجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ میرے چچا مولوی شیر محمد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ اوائلی بعض اوقات حضرت عیسیٰ موعودؑ بھی حضرت مولوی محمد الدین صاحب کے درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے درس میں بدر کی جنگ کے موقع پر فرشتے نظر آنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر کسی کچھ تاویل کرنے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کے دیکھنے میں نبی

سیرۃ المہدی جلد دوم

ہوا تھا۔

(۳۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پر ناسے کو چننا فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی نائنگس پر ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔ خاکسار عمل کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے مگر یہ لکنت صرف کبھی کبھی کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف چلتی تھی۔ اور نائنگ پر ہاتھ مارنے کے صرف یہ سبب ہیں کہ کبھی کبھی جوش تقریر میں آپ کا ہاتھ اٹھ کر آپ کی ران پر گرتا تھا۔

(۳۳۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبد الرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک کھمی پر پڑی چونکہ مجھے کھمی سے لبتا نفرت ہے مینے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ غائبہ حضرت کے پاس سے گزری تو اسنے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ واسطے ہاتھ کا دھو بیہ ترین میں دی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ حضرت صاحب نے اپنا ترک دیدیا ہے۔ اس وقت مسجد میں سید عبدالجبار صاحب بھی جو گزشتہ ایام میں کچھ عرصہ ہاوشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۳۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ستمبر ۱۸۷۱ میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کی پیروی کے لئے گورہا پور میں قیام فرماتے تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں ہر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے اترانے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے۔ مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبداللہ صاحب متوطن حضور صلیع کبیل پور

مگر چوڑی مائے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ میں جس بہت کم پڑتی تھی۔ سر اچکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم تھا فاضل کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر عرصہ ہوا اور اچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کپڑی کشادہ تھی اور آپ کی کھل عقل پر دولت کئی تھی۔

لب مبارک | آپ کے لب مبارک پتھلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بڑے لگیں۔ وہ انہی کا متوسط تھا۔ اور جب بات ذکر کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا بعض اوقات مجلس میں مہب خاموش بیٹھ ہوں تو آپ مہر کے شکوے وہاں مبارک و ٹھک نیا کرتے تھے۔ دندان مبارک آپ کے آخر عرس کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کبیر بعض ڈاڑھوں کو ٹنگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سراپا کوکھار ہو گیا تھا کہ اس سے زبلیں میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت ٹھکھوایا نہیں۔ بسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے :

پیر کی ایڑیاں پکی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں چھٹ جا کر کئی تھیں۔
مگر گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا کہ آپ کے پسینے کبھی بڑھیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتا نہیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔
گردن مبارک | آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی آپ اپنے مطاع بن کر کم منوع کی طرح امن کے اجتماع میں ایک مددگار تہملی زینت کا خیال غرور کرتے تھے غسل جمہور حجامت حنا مسواک روغن اور خوشبو رنگینی اور آئینہ کاہستان باہر مسنون الرق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔
مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دور تھا :

لباس | سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کئی حکم خاص لباس کا ملحق نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپ کے پاس کپڑے سائے اور سلیے ملائے بطور غنہ کے بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ صدری اور پانچامہ قمیض و فوج اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری ہر عید بقرعہ کے وقت پہنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہ آپ ہستمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بڑا لیا کرتے تھے۔ عبادت و اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

اور ماسٹر عبد القیوم صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبد العلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی۔ اور وہ صبح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں جانتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ یہ اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں شہرت پائی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہوئی سبحان اللہ اُس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی دشت کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بٹا فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ کسی انسان کی طاقت میں ہرگز اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

۳۷۳

۱۶۶۔ نشان۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیوں نے لکھا کہ ان عوارض کا آخر نتیجہ مرگ ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قسریہ دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے اُنکا انتقال ہو گیا۔ لہذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ

(حق محفوظ)

حضرت سید ابو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برائی قریبوں کا سلام (۴۰)
 المکتوب بنفسہ لکھا

مکتوباتِ ماحتمیہ

جلد پنجم نمبر (۳)

حضرت سید ابو محمد علیہ السلام کے مکتوباتِ بنام حضرت چودھری اہم علی نقی رحمہ اللہ
 جکو

حضرت سید ابو محمد علیہ السلام کے کترین خادم یقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم وغیرہ نے
 جمع کیا

ایڈیٹر محمد رفیع عرفانی مجاہد معری نے رند بازار ایکس پریس بریسر میں چھپوایا
 اور

رسالہ سراج منیر طبع ہوگا۔ آٹھ سو روپیہ جمع تھا۔ وہ سب رسالہ سرمہ چشم آویس پر خرچ ہو گیا۔ اس رسالہ میں کچھ تو بوجہ علالت طبع اس عاجز اور کچھ دیگر مواقع سے مطبع وغیرہ سے توقف ہوئی۔ اب یہ رسالہ سرمہ چشم آریہ امید قوی ہے کہ پندرہ روز تک من کل الوجوہ تیار ہو کر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ ضخامت میں بہت بڑا ہو گیا ہے اور خرچ بھی اس پر بہت ہوا ہے اور ابھی دو سو روپیہ دینا ہے اس لئے قیمت اس کی نیم مقرر ہوئی ہے جس نام میں یونہی تخمینہ سے ہر قیمت مقرر کی گئی تھی اس زمانہ میں آپ نے ڈیڑھ سو رسالہ کا فروخت کرنا اپنے ذمہ لیا تھا۔ پس اس حساب سے معیہ کارما آپ کے ذمہ فروخت کرنا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کر کے اگر آپ محض لاش پوری پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو رقم کثیر جمع کرنے میں سعی مبذول فرما دیں۔ تو نہایت ثواب کی بات ہے۔ بیچنے والے کے پاس سو فیصدی عبدالحی صاحب اکونٹنٹ شکہ کا ہے جو بطور قرضہ طبع رسالہ کے لئے لیا گیا اور تین سو روپیہ چندہ کا ہے۔ اس میں بہت کوشش کرنی چاہیے۔ تاہم سراج منیر کی طبع میں توقف نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ کوشش موجب خوشنودی رحمن ہو۔ آپ کے رفیق ہندو کو اس رسالہ کا پڑھنا مفید ہے اگر وہ غور سے پڑھے اور نہایت طبع رکھتا ہو۔ اور سعادت اعلیٰ مقدر ہو تو ہدایت پانے کے لئے کافی ہے۔ انشاء اللہ القدر دعا بھی کروں گا۔ کبھی کبھی یاد دلانے رہیں۔ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یا وہ اپنی عمدہ طریقہ ہے حافظہ کی یہ بہتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ واللہ

فصل فعل حکمتہ۔ والسلام۔

دعا کسار غلام احمد اقدسہ رانباہ حاطہ ناگ پٹنہ،

اُن مخدم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب علیٰ ہوتی ہیں۔ اور بعض دیگر کے نہیں۔ لیکن یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوتی ہے کہ چند امراض کا ہی رستہ در طبو بات معده اس سے دور ہو سکے۔ ایک مریض مجھے نہایت خوفناک تھی۔ کہ صحبت کی بوقت لیٹنے کی حالت میں نہ ڈبکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اسکا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے۔ اور مٹی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم بعلمہ حکم۔ اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ شربت کر کے استعمال کریں۔ تو میں خاشعہ ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی اشارت سنیں۔ کہیں کہیں دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے ابتدائوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے۔ اور میں نے زیادہ زیادہ کھائی ہے۔ اسے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو دوبارہ تیار کیجائے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے۔ جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان بخیر ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسکو راست کرے۔ اس جہت سے عید تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا مگر

میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض

خطرناک عوارض سے مجھ کو غلصی عطا کی۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ

مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرت سرے واپس منگوایا گیا۔ فیروز پور کو وہ خاص ترجیح کوئی تھی۔ بلکہ میری دانستہ میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں کے

ۛ غیر دستخط بہتم نہ کرے کہ کتاب سداقہ بخش دیں ۛ

قَدْ فَرَعْنَا مِنَ الرَّبِّ عَلَى قَوْمٍ يُسْتَمُونَ آرِيَهُ فَاَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
إِنَّا إِذَا أَنْزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذِرِينَ

ہم آپہنوں کا روزِ لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے
ہم جب ایک قوم پر چڑھا لی کرتے ہیں اور اُنکے صحن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک بُری
صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتب تدوین صراحوں کے اس معنوں کے جواب میں ہیں جسکو انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں بمبئی ۱۹۰۸ء میں
مجاہد چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود اُنکو اپنے گھر میں بلا کر سنایا تھا جو ہمارے سید مولانا
نبی علی نقی علیہ السلام کی توہین اور دشنام دہی سے پر تھا جس میں دین اسلام پر جا بجا توہین اور
ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی کالیاں دے کر اور بے عار ہمتیں ہمارے
مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صد ہا مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دُکھ
دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے



از مولفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب صحیح موعود

جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع الوار احمدیہ پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی

باہتمام شیخ یعقوب علی تراب منیر

کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتے ہے کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف ان کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہر حال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نازل غضب الہی۔

مگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو چہرہ کیونکر اسلام علی کاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے شہرہ دیا گیا تھا کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ عیبتیں اٹھائیں اور وہ دکھ دیکھے کہ بجز ان برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کسی عزیز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اند بعض کو بار بار زرد کو ب کہ کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر چھڑ چلائے کہ آپ سر سے میر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں تب اس نیت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابو بکرؓ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ عبدالوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آ گئے اور ایک چھر پر کھڑے ہو کر کہہ کر مخاطب کر کے کہا کہ "اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیلا وطن

19

مائیل پیج باراقل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بفضلہ تعالیٰ

یہ رسائل البچہ جن کے نام یہ تفصیل ذیل میں

انجامِ اہم

خدائی فیصلہ . دعوتِ قوم

مکتوبِ عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

تاریخ

قیمت فی جلد چھ

بقام

ہزار بار پیر کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا بنیان ہے۔

پھر ایک اور مشکوئی نشان الہی ہے جو برابین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے
الْحَرَمُ عَلَی الْمُتَرَان۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور

کی اور ان میں آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو نہ کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہو گا۔ یہ بالکل جھوٹ نکلا۔ کیونکہ سچا دلہر کے ذریعے سے یورپ میں بہت خود کشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی مٹا ہو تب رقی اس کو کھانے سے دو گھنٹے تک ہسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہا گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو نہ کھائیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جلے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری مرت بات سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے۔

مکس ہے کہ اپنے حتمی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو روغیو کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ ادا آپ کے ہاتھ میں سوا کر اور فریکے اور کچے نہیں تھا پھر فرسوس کہ نائن عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور طہر ہے۔ تین داویاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے **تول** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہو گی۔ آپ کا کنوئیں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنویری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پہنے ٹپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمانی کا پلیدہ طراس کے سر پہنے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے کھینچنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس ملین کا آدمی ہو سکتا ہے۔

حجۃ الاسلام

کیسی خباثت تھی کہ آتم کی موت کو جو عین الہام کے موافق بیباکی کے بعد بنا تو قضا ظہور میں آئی تھی اس کو نشان انبی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو ہنرم کے نوید تھے بیشکوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب انکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ ہنرم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک نصف اس بیشکوئی کو تسلیم کرے گا

جائے گا دیکھو یسوع کو کسی کو بھی ایسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ نیک شریعہ نگار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں شریعہ پڑ گیا کہ میں ایک ایسا اور دہسکتا ہوں جس کے پٹھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائے گا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب جتنا کون حرام کی اولاد بنے اور کچھ کے ٹھہرے پٹھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک ظنی کہہ ہی بیٹا پڑا تھا۔ کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربانی عظیم بننا چھوڑنے کے لئے کیا داؤد کھیل رہی آپ کا طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے اُستاد قیصر کو فراج دینا رو اسے یا نہیں آپ کو یہ سوال سننے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جائوں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کی لطفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کردار اور خدا کا خدا کوئی حال نہ حضرت کا پناہ عقیدہ یہ تھا۔ کہ وہ دلوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیے نہ کہ عجمی۔ اسی سلسلہ پر تھکیا بعضی خدیجے شہزادہ بھی کہلا یا مگر تقدیر نے باوری نہ کی۔

مذہبی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قتل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مر گئے جیسا کہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن وہ آمیب بنیال کرتے تھے۔ ہاں آپ کو کہلیاں دیں اور بدربانی کی اکثر عاوت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے انفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جانے افسوس نہیں کیونکہ آپ کو تم لیاں دیتے تھے اور یہودی اٹھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی جن میں بیشکوئیوں کی اپنی ذات کی نسبت توہینت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتاہوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۳

ہے کہ قد لہشت ذیکر سحرور۔

استغفار کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معنی جو اس سے نیچے درجے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بدستار بن جاؤں مجھے ملنے میں اس اُن سے محفوظ رہوں۔

مسیح تو خود کنجریوں سے تیل طوٹا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(بعد از نماز مغرب)

پھر اس کے بعد اذان ہو کر نماز مغرب ہوئی اور حضرت اقدس سب معمول شیش پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا کہ

مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب لٹا رکھتے ہیں جس میں مشیمہ عورت کا اور مشیمہ یہودی عاشق سلمیٰ کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلمیٰ شیمع کو چھوڑ کر ایسور کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لئے اُس شیمع نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا گویا ایک عورت کے واقعہ نے اُن کی صلیب تک نوبت پہنچائی۔

جس طرح بد نظریاں ان لوگوں نے نکالی ہیں ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے۔ اُن کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت طرکتی بن تیل بالوں کو لگاتی ہے۔ بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ ہنست کی طرح بیٹھے ہوئے عزت سے سب کو راستے جاتے ہیں۔ یہ بھی پوچھو کہ گناہ ہے یا نہیں۔ ان کو لازم تھا کہ اعتراض نہ کرتے۔ جو واقعات اُن کے ہاتھوں کے کھے ہیں۔ دیکھ کر سننے پڑتے ہیں۔ اور کیا جواب دیں۔ یہ کوئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ اُن کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توہم کی تھی تو کنجری کی توہم کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توہم کئی ہیں۔ ایک طرف پھر موٹے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔

شراب کا نشہ اور یسوع مسیح

پھر شراب کو دیکھو کہ تم گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کے بیڑ

شاہ آبدرد جدا غبرا ص ۱۹۷ رکتہ پڑا

موسىٰ بنج بار ایل



کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزیں کھانے پینے کی شام سے ہر ایک سال ہزار ہا تہا ہے جیسے نشہ کے عالمی اس دنیا سے کوچ کچھتے جاتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پر ہر گار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ قیامتی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بد خلق اور لہو بہرہ و فساد لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی حمد و دی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک میر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق کو ایسا ہی اچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر ملکہ اس کے زیادہ پس کیسی قسمت وہ شخص ہو جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر دیتا ہو اور خدا کے حرام کو الٹنی میناکی سے استعمال کرتا ہے کہ گواہ حرام اس کیلئے سلال ہو غصہ کی حالت میں دیوانہ کی طرح کہہ ہو گا کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بیانی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ بچی خوشحالی کو نہیں پائے گا جیسا شک کہ مر گیا۔ اسے عربیہ تم فقور سے دونوں کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکے۔ سو اپنے مونی کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے اگلے حقیقی ٹھہراؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کر لے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے در پس سے تم پر قابو نہیں پائے گا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیرقاری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

ہو گے تو گویا تم خدا تعالیٰ سے نصیحت نہ کیا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید عیسیٰ کی وجہ یا ایرانی عادت کی وجہ سے تھے۔ مسلمانوں نے تو عیسیٰ علیہ السلام کو ہر ایک شے سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں جو تم مسلمان کہو کہ کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن مجید کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ پھر تم کس ہتھوڑ سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو۔ کیا تمنا نہیں ہے؟ منہ

(نمائش طبع اول)

سراج الدین

عینائی

کے چار سوالوں کا

جواب

س ۱۸۹۷
۲۲ جون

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین حسا

تعداد ۷۰۰

کے چھپا

قیمت ۲

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تنیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تنیں دور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا اسی روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و بدنی و جانی عبادت کو بجالانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بد بخت جو پہلے مسلمان تھا عیسائی ہو گیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور کد فحش تمام اعمال شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بجز اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اُس کا نہیں ہوتا۔ پس اگر ایسے کدشتہ بلا فقر کے یہی معنی ہیں کہ میں تمہیں آرام و نگاہ تو بیشک ہم قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت عیسائیوں کو اس چند روزہ سفلی زندگی میں بوجھ اپنی بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے۔ یہاں تک کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پرہیز کرتے ہیں اور مسلمان سور سے۔ مگر یہ بلا نوش و لون میں مضمر کر جاتے ہیں۔ سچ ہے ”عیسائی باش ہر چہ خواہی یکن“ سور کو حرام ٹھہرانے میں تو ریت میں کیا کیا تاکیدیں تمہیں یہاں تک کہ اُس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف دکھا تھا کہ اسکی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر رحم نے مان لیا۔ مگر کیا اُس نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مشکل میں بیان کرتا ہے کہ ”تم اپنے موقیٰ سوروں کے آگے مت بھینکو۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے ہیں تو سوروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گاہی دیتا ہے کہ سور پلید ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مناسبت شرط ہے۔

عرض عیسائیوں کا آرام جو انکو ملا ہے وہ بے قیدی اور اہانت کا آرام ہے۔

(پیش طبع اول)

الحمد لله والمنته

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں انخود زاد پیراہ علماء
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم
مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا
ذکر ہے اور نیز ان کے شاگرد رشید میاں عبدالرحمن کے
شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہو کر

نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنی

تذکرۃ الشہادۃ

مع رسالہ عربی و علامات المقرین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مادہ کو نئے سے نئے انسانوں کے اگلے میث کریموالا تقدیر الہی میں مندرج کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور مکالمات الہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میث کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کوشم نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدۃ الشریک خدا کا کلام ہے۔ جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اس جگہ تورات اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ تورات اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و متبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعے سے میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ یقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک جگہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشانی آسمانی برے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا۔ جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت چڑگی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اس مری سے باہر نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اس وقت کہ اس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ قریباً بائیس برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوتے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیرایوں میں ہوا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

اِنِّیْ اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہٖ بِشَارَۃٍ تَلَقَّاهَا النَّبِیُّوْنَ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

مذ

چشمہ معرفت

ادب

آیا ہے اور اس وقت آیا ہے جب کہ دنیا خدا کے راہ کو بھول چکی تھی اور جن بیماروں کیلئے آیا
 اُن کو اُس نے چنگا کر کے دکھلا دیا اور نہ تو ریت اور نہ انجیل وہ مساجد کرکلی جو قرآن شریف
 نے کی کیونکہ تو ریت کی تعلیم پر چلنے والے یعنی یہودی ہمیشہ بار بار بت پرستی میں پڑتے
 رہے چنانچہ تاریخ جانتے والے اس پر گواہ ہیں اور وہ کتابیں کیا، اعتبار علم تعلیم کے اور کیا
 باعتبار علم تعلیم کے سراسر ناقص تھیں اس لئے اُن پر چلنے والے بہت جلد گمراہی میں پھنس
 گئے۔ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز
 انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے اور قائم تک اہل کو
 حضور کرذریعہ معافی لٹا یہ ٹھہرا دیا کہ اُن کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان
 لایا جائے پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کی بلکہ سچ تو یہ ہے
 کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رذی کی طرح ہر جگہ تھیں اور بہت جلد
 اُن میں طائے گئے تھے جیسا کہ کسی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدل
 ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق
 انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جب کہ بائبل محرف مبدل ہو چکی تھی اور جو بائبل
 کے حامی تھے وہ بقول پادری فٹنل اور دوسرے محقق عیسائیوں کے اس زمانہ میں نہایت
 درجہ بد چلی ہو چکے تھے اور زمینِ باپ اور گناہ سے بھر گئی تھی اور آسمان کے نیچے جو
 معصیت اور مخلوق پرستی کے اند کوئی عمل نہ تھا اس طرف توجہ و درت ہم حوالہ نمبر
 تھا اس کے لئے پینڈت دیانند کی گواہی ستیا رتھ میں کافی ہے اور قرآن شریف نے
 خود اپنے آنے کی ضرورت پریشوں کی ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی بد چلی اور بد اعتدالی
 اور بد کامی زمین کے رہنے والوں پر محیط ہو گئی تھی تو اب خدا کا خوف کر کے سوچنا چاہیے
 کہ کیا باوجود جمع ہونے اتنی ضرورتوں کے پھر بھی خدا نے نہ چاہا کہ اپنے تازہ اور زندہ کلام سے

۲۵۵

لائسہ بارنول

الحمد لله والمنة

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب ینایح الاسلام کے
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

یعنے

چشمہ مسیحی

اور یہ

مطبع میگزین قادیان میں باہرستہم چوہدری
اللہ داد صاحب ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر

شائع ہوا

تعداد جلد (۱۰۰)

چشمہ سبھی

مقدمہ

محمد کو خط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینایح الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک ضرر کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں۔ اور نادان مولیوں نے ہمیں کافر کا فر کہنے سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے گرد فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب جیسا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوئی۔ اور بدشتی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ہے جس میں بدشتی مظفر اور منصور ہو جائیگی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرور نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ حیات پر کچھ لکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں اور ان کو خدا کا نبی سمجھتے ہیں

وچ

اس جنگ کے نقطے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ تواریا بدوق سے یہ جنگ ہو گا وجہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدائے تعالیٰ نے منسوخ کر دیے ہیں کیونکہ ضرر تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد منسوخ کر دیے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب - منہ

ترجمہ قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلافت شین میں کے نکالے وہ الزامی جواب کی رنگ میں ہے۔ اور وہ اصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔ افسوس کہ معجزات پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گایاں دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے میں جتنے زیادہ ادب کا خیال رہے۔ منہ

(ٹائٹل طبع اول حصہ اول)

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
بفضل عظیم حضرت ہادی عالم و عالمیاء و رحمت عظیم رہنما گمشدگان کتاب الجواب سوم بہ

براہین احمدیہ

ملقب بہ
البرہین الاحمدیہ علی حقیقت نبی الشہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

جس کو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد خاں صاحب عظمیٰ قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب دام قباہم نے مکمل تحقیق اور تفتیش سے تالیف کی ہے
مگرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کیلئے جو عداۃ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در سنہ ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

کتاب خانہ میرزا غلام احمد خاں صاحب عظمیٰ قادیان

۱۲۹۰
تاریخ کی بنا پر
از بس کہ یہ حضرت کی کتاب ہے

پہلی فصل

۳۵

برائین احمدیہ

تحمید ہشتم۔ جو امر خارقِ عادت کسی دلی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس تبووع کا معجزہ ہے جس کی وہ آیت ہے اور یہ بدیہی اور

کو تو درہلوق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور حرجان
عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور اکوہی اور نہ توانی اور علم اور حرجان اور
دور اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اس چیرہ نالین ہو سکتا ہے کہ جو

بربطہ یقین کامل پہنچ کر پہنچ سکے فرمایا: اَنْزَلْنَاهُ فَرَقًا مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَتْلُو آيَاتِهَا لَنُكَفِّرَنَّ
وَيُذَكِّرَنَّ اَنْزَلْنَاهُ وَ يَاٰتِي حَقٍّ لَّا يَكُنْ لَّكَ صِدْقٌ اِلَّا مَعَهُ وَ لَوْ كُنْتَ اَعْلَمُ السَّخِرِ
مَفْعُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان شانوں اور عجیبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقانی کو

قد آیین کے قریب، اتار دیا ہے اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اتار دیا ہے اور بضرورتِ حقہ اتار دیا ہے۔
خدا اور اُس کے رسول نے خیر ہی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا
وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث متذکرہ بار میں اشارہ فرمایا کہ میں اور خدا نے تعالٰی
اپنے کلامِ مقدس میں اشارہ فرمایا جو کہ ہے جزائے دنیا و اشارہ جہدِ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا
ہے اور فرقی اشارہ اس آیت میں ہے۔ هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَ بِنُورٍ لِّلْحَقِّ

اِلَیْطِهٖ وَ عَلٰی الدِّیْنِ کَلِمَہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں
پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کا نام دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے و غلبہ مسیح کے ذریعہ سے
ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو

ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز نے
ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور استار اور آیات اور انوار کے
رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت

ہن مشتابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں
اور بعدی اتحاد ہے کہ نظرِ شفیعی میں نہایت ہی باریک امتیاز نہ ہے اور یہ ظاہر کی طور پر

لہ انصاف : ۱۰

(ٹائٹل پیج بار اول)

۲۵۱

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تحفہ قصیدہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

۲۱

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واسطہ ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔

وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی رُوح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی رُوح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ مغنہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دنیا کے لوگ اس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ کو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب میں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دوسروں کے دلوں میں کہ نہ تو اتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے۔

اے قادر خدا !

اس گورنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور
ہم سے نیکی کرے تاکہ اس نے ہم سے نیکی کی۔
آمین۔

کشف الغطاء

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے
محضود گورنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور
نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے منشی کے اصول اور طریقوں اور تعلیموں کا بیان اور
نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلاتا
چاہتے ہیں

اور یہ مؤلف

تلح عزت جناب ملکہ معظمہ قیسرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر
بخدمت گورنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باوجود گزارش
کرتا ہے کہ براہ غریب پوری دکر گسٹری اس سال کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء اسلام طبع ہوا ہے۔ تاہم حکیم فضل الدین صاحب
ملک مطبع کے مطبوع ہوئے۔

محبوب حقیقی کو جاننے اور کشمیر کے خطے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشنا۔ کیا یہی خوش قسمت ہے سرنگر اور انموزہ اور خانی یار کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم دولیت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے بچے وہوں کو حیات جلودانی اور حقیقی نجات سے محنتہ دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا۔ اور غربت اور مسکینی اور حلم کا دنیا کو نمونہ دکھلایا۔ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ اس کے نمونے پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات کی مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو ملکوتی اخلاق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ سو اس نمونے پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔ خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو یسے مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمزگ ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کی ماتحت جگہ دی تھی اور اس سلطنت نے ان کے حق میں عہد اکوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو ان کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی توہین کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں اس کو باغی ٹھیرا دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہمدی یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے دوسروں کی نسبت تو ان میں عدالت بہت صاف اور اس کے حکام پلاٹوں سے زیادہ تریزیر کی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں رکھتے ہیں اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک ہمدی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے ہمدی سلطنت کے ظل حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جس کی تحقیق کا پتہ شہادت کے پتے سے بڑھ کر ہے۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی

یہ خدا کا کلام ہے اس کے ہر حصے میں نہ ہے جو خلقت کے لئے بن کر رکھ دیا گیا ہے۔
 ہزاریوں میں ایک بیماری کیلئے شفا عطا کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارا منہ لئے بغیر اس
 مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں ہو سکتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام ائمہ کرام
 صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل انہیں بلکہ ان کی امت و اولاد انصاری صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی
 شفا عطا ہے۔ اسے جو ساری امت پر ہے۔ اب رہنا انبیاء و امت کو۔ یہ وہی ہے کہ آج میں ایک مسیح
 جو ان مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اسے وہی ہے کہ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
 کیونکہ میں مسیح کے آج میں ایک مسیح کے آج میں ایک مسیح کے آج میں ایک مسیح کے آج میں ایک مسیح کے
 طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر میں سمجھتا ہوں کہ ان کے مافیہ کو ان کی
 رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے ہارنے والے ہو۔
 اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اسکو
 اس سے تشبہ دیتا ہوں کہ جو میں خداوند کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے
 نہیں مانتا میں دیکھتا ہوں کہ وہ بیٹھتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ وہ بیٹھتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ وہ
 سامان اس کے پاس نہیں ہے۔ سچا شفیع میں ہوں جو اسے بڑے شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا
 ظہر جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تعقیر کی یہی تعقیر
 تمہارے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اس وقت اس کو ایک ہی لفظ کے ساتھ
 پاویوں سے بدل لے لیا کہ وہ عیسائی مشنریوں نے عیسائی میں مرید بنو خدا بنایا اور ہمارے
 سید و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیوں دیں اور بدنامی کی کتابوں سے زمین کو جس کو کر دیا اس لئے
 اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ تمہارے اس وقت میں نے مسیح کو بوجھ بھیجا
 جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں جیت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے
 مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا تھا جو آج کے
 دینی غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

سمیر: ذیل سورہ

القسمید

وَقَوْلُكُمْ يَجْرِي وَلَا يَتَحَسَّرُ

اور تمہاری بات ایک لذت بازی پر جاری ہے جس کی امد نہیں تھکتی۔

فَاجْرُواطْرَ يَقْتُمْ فَانْ شَتْمُ انْظُرُوا

پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگر چاہو تو دیکھو

وَلَمْ يَكْ دِينَ اِنَّهْ مِنْكُمْ يَحْسَرُ

اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تہا نہ ہوتا۔

وَجَزْتُمْ حُدُودَ الصَّدَقِ وَاللّٰهُ يَنْظُرُ

اور سچائی کی حدود سے آگے گئے۔

كَانَ حَسِيْنًا رَبُّكُمْ يَا مُزَوْرُ

گو یا حسین تمہارا رب بولے بد بخت جوٹ بولنے والا

فَمَا جَرَمَ قَوْمٍ اَشْرَكُوا اَوْ تَنْصُرُوا

پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔

وَمَا وُرْدَكُمْ اَلْحَسِيْنُ اَتَشْكُرُ

اور تمہارا ورو صرف حسین ہو کیا تو انکار کرتا ہے۔

لَدِيْ نَفْحَاتِ الْمِسْكِ قَدْ زُرْتُمْ مَقْنَطَرُ

کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔

فَبِاَلْخَوْرِ سَلَّ اللّٰهُ فِالنَّاسِ بَعْلُوْا

پس خدا کے پیغمبر پیہر وہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

اِلَى حَرْبٍ حِزْبُ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ قَرُّوا

مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

تَنَاهَى لِسَانَ النَّاسِ عَنْ دَاخِلِهِمْ

تمام لوگوں نے بد زبانی کی عادت چھوڑ دی۔

اَشْعَتُمْ طَرِيْقَ اللَّعْنِ فِيْ اَهْلِ سُنَّةٍ

تم نے لعنت بازی کی طریق کو اہل سنت و جماعت میں شائع کر دیا

فَيَا لَيْتَ مَتَمَّ قَبْلَ تِلْكَ الظُّرَاثِقُ

پس کاش تم ان تمام طریقوں کو پہلے ہی سر مارتے۔

جَعَلْتُمْ حَسِيْنًا اَفْضَلَ الرَّسْلِ كُلِّهِمْ

تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔

وَعِنْدَ النَّوَابِ وَالْاَذَى تَذْكُرُوْنَهْ

اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم کو یاد کرتے ہو

وَحَزْرَتْ لَهْ اَعْلَاكُمْ مِثْلَ مَسَاجِدِ

اور تمہارے علم بعد کرنے والوں کی طرح ایک آگے گر گئے۔

اَنْسِيْتُمْ جَلَالَ اللّٰهِ وَالْمَجْدَ وَالْعُلَى

تم نے خدا کے جلال اور محمد کو بھلا دیا۔

فَهَذَا اَعْلَى الْاِسْلَامِ اَحَدِي الْمَصَابِ

پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔

وَاِنْ كَانَ هَذَا الشَّرْكَ فِي الدِّينِ جَائِزًا

اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔

وَاَتَى صِلَاحَ سَاقِ جُنْدِ نَبِيْنَا

اور کیا غرض تھی کہ پہلے ہی کا لشکر مقابلہ کیلئے چلا گیا۔

• حاشیہ - اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافروں نے اپنے معبودوں کی عبادت میں جو حسین کی طرح

غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا چہرے آخر مسلمانوں کی عزت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

فائیل طبع اعلیٰ

سُبْحَتِ انْتَمِ اِذَا اَنْزَلَ فَيَكْمُرُ اَبْنُ مَرْيَمَ وَ اَمَامُكُمْ مَكْمُورُ

خدا نے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے کہ کتاب مستطاب منبع الیقان و عرفان مسی بہ

مسلّم بری برکتی من کثرتہ اند

صادقہ و ظریف مولانا

نزول المسیح

ابن رشد ہدیۃ تصدیق من اساتذہ اند

فی آخر الزمان

اسلام بار و شایع الوقت میگزین

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولوالالباب و اولوالابغاء نے برآی العین مشاہد کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر کترین عہدی حسین محترم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ فائیل پریس مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیارہ ہوا۔

بار اول تعداد اشاعت ۲۹۰۰

شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ

ماہ اگست ۱۹۱۵ء

قیمت ۳۰

نزل المسیح

41

آپنچل مشت تیر مرکب راند پیر عشق و تہی زہر آڑے رفتہ بیرون ز حلقہ اختیار آپنچل یار در کنڈا نہشت دگر دلبر غڈے او گشتہ دل و جان بر رخ خدا کرده از خودی ہائے خود قضا جدا عشق دلبر بر وے او بارید ہر تلوہ سے کیے سبب دارد ایں میسر نے شہو ز نہاد بالخصوص آن سخن کہ اندلدار ہر زلے قلیل تازہ بخوات کہ ملاست سیر ہر آنم کار ہائے کہو با من یار دل من درود الفت خود دار دیدم از خلق رنج و کروبات آسچہ من بشنوم دوحی خدا من خدا را بد و شتاختہ ام آسچہ بر من عیال شد از دادار انڈیا لو گر پرودہ اندیسی آن یقینے کہ بود عیالے	گوازی مشت غلگی سچ نماند قصہ کوتاہ کرد آواز سے دل برید و غیر آں دلدار کہ نہ اندید کیسے پرداخت ہمد دلبر برائے او گشتہ وصل او اصل مدعا کرده سیل برزد و بعد بند از جای ابر رحمت کھٹے او بارید واند آن کو بدل طلب دارد بہر سخن ہائے دلبر دلدار خاصیت در داند این امر را غذا ز روئے او دم بہد است صد حسین است در گریہ عالم برتر آن دفتر است ز انہما خود مرا شد بوی خود آستاد آسچہ چیز است چنانی لذات نجد ایا کہ ہمیش ز غفلت دل میں ز شش گداختہ ام آفتابہ است با و مد افوار من بحر غل ز کرم ترکے را بر کھٹے کہ شد برو افتاد	کشتہ دلبر و کار سے آن ہائے یقین کہ گوش شنید پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش قدم خود زدہ برا چہ دم سوختہ ہر غرض بجبزد دلدار مرفہ و خوشی شفت کردہ آسچہ فرسو و دلستان آمد از یقینے کہ شد ز گفتار سے پس جنس شہر مشقت یار عشق کو رو نمائید از دیدار کشتہ او نیک نہ دوش ہزار ایں سعادت چو بہ قیمت ما ادھم نیز احمد مختار آسچہ داد است ہر نبی دہا و حق اورا عجب اثر دیدم آسچہ قرآنی منزہ اش دائم نجد ہست ایں کلام مجید ایں خیائے ست رب ارباب ہم و لوت مصطفیٰ شد بر یقین و من یقین کلیم بر تورات	دوست بکسر رنگ از نامے کہ کار و ز غیر حق سیرید رستا ز بند خود پستی خویش گم یابوش ز فرق تا قدم دوختہ چشم دل ز بغیر نگار عشق جو شید و کار ہا کرده دل چو از دست رفت عیال آمد در دل او برست گلزار سے کہ شد دھم از خودی نامار نیز کہ گم بہر نیز دار گفتار ایں قسطلان او بیرون ز شہار رفتہ رفتہ رسید بہت ما در برم جامہ ہمہ ابرار داد آئی جام را ہمہ ایتما بہوئے آن مہر زان قمر دیدم کار و دگر برآمد از یک کار از خطا ہا ہمیں است ایمانم از دہان خدائے پاک و معید بکرو آدم ارازو تا بحکم شد و نگین برنگ یار حسین و ان یقین ہائے عید السلوت
--	--	--	---

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ الْعُلَىٰ مِنْ كَلَامِكَ
 قریب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے
 اَكُنْ حُسَيْنٌ اَفْضَلُ الرَّسُلِ كُلِّهِمْ
 کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔
 اِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ الْغِيُورِ عَلَى الَّذِي
 جبردار ہو کر خدا کے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے
 وَاَمَّا مَقَامِي فَاعْلَمُوا اَنْ خَالَفْتَنِي
 اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا
 نَتَاجَتُهُ سُبُلُ الْهُدَىٰ اَزْهَارُهَا
 ہمارے لئے ایک بہشت کہ ہدایت کی راہیں اُنکے بول میں
 تَكَدَّرُ مَاءُ السَّابِقِينَ وَعَيْنُنَا
 پہلوں کا پانی کدّر ہو گیا۔
 رَاَيْتَاوَا نَتَمَذْكُرُونَ رَوَاتِكُمْ
 ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔
 وَشَتَّانَ مَا بَيْنِي وَبَيْنَ حُسَيْنٍ
 اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔

وَاَمَّا حُسَيْنٌ فَاذْكُرْ اِدْشْتَ كِرْبَلَا
 مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔

وَاِنِّي بِفَضْلِ اللَّهِ فِي حَجْرِ خَالَفْتَنِي
 اور میں خدا کے فضل ہوا کہ خدا کی طرف سے میں ہوں پرورش پانا ہوں اور مجھے نے خالی
 وَاِنْ يَأْتِنِي اِلَّا عِدَاؤُكَ السَّيْفُ وَالْقَنَازِ
 اور اگر تو مجھ کو آئے گا تو میرے سامنے صرف تیرا اور میرے پاس آویں

تَفْطُرْنَ لَوْ لَا وَقْتَهُمَا مُتَقَرَّرٌ
 بحث جائیں اگر ان کے پہنچنے کا وقت مقرر نہ ہو

اَكُنْ شَفِيعَ الْاَنْبِيَاءِ وَمَوْثِرٌ
 کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے بزرگ رہے تھا۔

يَمِينٌ بِأَطْرَافِهِ وَلَا يَتَبَصَّرُ
 جو مبالغہ کثیر و ذوق بوجھت ہوتا ہے اور نہیں دیکھتا

يَحْمَدُنِي مِنْ عَرْشِهِ وَيُوقِرُ
 عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عورت دیتا ہے

نَسِيمُ الصَّبَا مِنْ شَانِهَا تَحْتَلِي
 اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

اِلَىٰ اٰخِرِ الْاَيَّامِ لَا تَتَكَدَّرُ
 اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک کدّر نہیں ہوگا۔

وَهَلْ مِنْ نَقُولٍ عِنْدَ عَيْنٍ تُبْصِرُ
 اور کیا قصہ دیکھنے کے مقابل پر کچھ چھپ رہی ہیں۔

فَاِنِّي اَوْ يَدُكَ اِنْ اُنْصَرُ
 کیا مگر مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید مدد مل رہی ہے۔

اِلَىٰ هَذِهِ الْاَيَّامِ تَبْكُونَ فَانْظُرُوا
 اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

اُرْبِيْ وَأَعْصِمُ مِنْ لِيَامٍ تَنْمُرُوا
 اور مجھے بڑھانے اور محفوظ رکھنے کے واسطے جو لیام صدمت میں بچایا جاتا ہوں۔

فَوَاللَّهِ اِنِّي اَحْفَظُنَّ وَاَحْفَظُ
 پس بخدا میں بچائیں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

طائفل بار اول

اَللّٰهُ يَكْفِي عِبْدَهُ اَلَيْسَ اَللّٰهُ يَكْفِي عِبْدَهُ

الحمد لله والمنة کہ ضمیمہ نزول المسیح جسکے ساتھ

دش ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی شہداء صاحب امت سہری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہو کر اس کا نام

اعجاز احمد

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علی شاہ ضاء مولوی اصغر علی صاحب

مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہو (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بقا آقا بیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام طبع ہوا

اَللّٰهُ يَكْفِي عِبْدَهُ اَلَيْسَ اَللّٰهُ يَكْفِي عِبْدَهُ

سمیرا دل المسیح

القصیدہ

باخ الحسین وولده اذ احصر
 سلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید ہو گئے
 قررتم واهل البيت اودوا وودعروا
 تم بھاگ گئے اور اہل بیت کو دھم دینے لگے اور قتل کرنے لگے
 شفيع النبي محمد فتفكروا
 جس کو تم کہتے تھے کہ انھیں علیہ السلام کی عمر بیدار کی شجاعت ہوگی
 وكل نبي منه ينجو ويغفر
 اور ہر ایک نبی کی شجاعت ہے نجات پانے والا اور بخشا جائیگا
 فباللغو رسل الله في الناس بعثوا
 تو تمام بغیر بعض نعو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے۔
 لك الويل يا غول الفلا كيف تجسر
 اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے
 فختبكم رب غيور متبر
 میں تم کو خدا نے جو غور پرانے سے زور کیا وہ خدا پر ہلکا نہ ہو لایا
 وعندى شهاداتك من الله فانظروا
 اور میرے پاس تمہاری گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو
 قاتل العدا فالفرق اجل و اظهر
 دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے
 واثانكم في كل وقت نكسر
 اور تمہارے بُت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔
 نصيحكم لكم في نصيكم لا يقصر
 تمہیں نصیحت کر رہا ہوں اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

ويوم فعلتم ما فعلتم بغدركم
 اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی
 فضل الاسارى يلعنون وفاقوكم
 پس وہ قیدی یعنی اہل بیت تمہاری وفار لعنت کرتے تھے
 هناك تراءى عجز من تحسونه
 تب عجز اور ضعف اس شخص کا عجز حسین کا ظاہر ہو گیا۔
 زعمتم حسينا انه سيد الورى
 تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔
 فان كان هذا الشرك والدين جائزا
 پس اگر یہ مشرک دین میں جائز ہوتا۔
 وذلك بهتان وتوهين شانهم
 اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کسر شان ہے
 طلبتم فلاحا من قاتل مخيبة
 تم نے اُس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو زمیندی سے مر گیا
 والله ليست فيه منى زيادة
 اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔
 واني قاتل الحب لكن حسيتكم
 اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین
 حذرنا سفاقتكم الى اسفل الثرى
 ہم نے تمہاری کشتیاں تخت لڑائی کی طرف اتار دیں
 والله ان الدهر في كل وقت
 اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۱

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے برسے سے مسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اہل حقیقت کو کھول دے گا۔ میں یہی کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا فلو کرتے ہیں زندہ ہوں، تو ان سے سخت پیڑاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا، جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے جو ہمارا کام ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ پانی خلافت کا جھڈا چھوڑ دو۔ اب اپنی خلافت کو ایک زندہ ملی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑ دے جو اور مڑوہ ملی کی تلاش کرتے ہو۔

۸ دسمبر ۱۹۷۸ء

فرمایا: کل رات میری آنکھ کے پلنے میں درد تھا اور اس شدت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔ آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ کوئی بڑا آتش کشا۔ اور سلاما کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ خدا درد جاتا رہا ایسا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔ نیز فرمایا کہ :

• ہم کو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور ملی وجہ بعینہ یقین ہے کہ یہ اللہ کی بات ہے۔ جس قسم کی بات ہو۔ قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں، یا وہم ہی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو میں کافر ہو جاؤں گا۔

۱۳ دسمبر ۱۹۷۸ء

نصرت الہی فیصلہ کن قاضی ہے
آجی بخش لاہوری خلافت کی کتاب عصائے موسیٰ تمام کمال پڑا کہ حضرت اقدس نے فرمایا :

• اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی نصوئیات کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا لیکن میں

۷ التحکمہ جلد ۴ نمبر ۴ صفحہ ۱۰۰ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۸ء

۸ التحکمہ جلد ۴ نمبر ۴ صفحہ ۱۰۰ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۸ء

چونکہ نبی غلطی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طور سے خاتم النبیین کی قہر نہیں
 ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی ہر حال محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہے نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم ہوں اور بروزی ملک میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ میرے زیرِ ظلمت
 میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہو جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا
 اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو میں سمجھ لو کہ مہدی موعود خلق اور خلق میں ہر رنگ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آج تک کے ہم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی
 محمد اور اسم ہوگا اور اسکے اہلبیت میں سے ہوگا۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا
 یہ عین اشارہ اس بات کی صریح ہے کہ وہ دُعا کے مُوسے اسی نبی میں سر نکلا ہوگا
 اور اسی کی رُوح کا رُوب ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے

حاشیہ :- بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دایہ ہمدانی شریف خاندان سادات
 سے اور بنی فاطمہ سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا اور خواب میں مجھے فرمایا کہ
 سلمان متنا اهل البيت علی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی وہ سلم۔ اور سلم عربی میں
 صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدمہ ہے کہ صلح میرے ہاتھ پر ہوگی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور عناد کو
 دور کریگی۔ دوسری بیرونی جو بیرونی عداوت کے وجود کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھا کر
 غیر ذاہبِ اللوں کو اسلام کی صریح جھکا دیگی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اُس سے
 بھی مراد ہوں۔ ورنہ اُس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں پائی۔ اور میں خدا سے وحی پا کر
 کہتا ہوں کہ میں بنی فاطمہ میں سے ہوں نہ کہ جو جب اُس حدیث کے جو کثر العمال میں رائج ہے بنی فاطمہ
 بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشتی حالت میں اپنی ران پر میل کر رکھا
 اور مجھے دکھا یا کہ میں ان میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشتی بلا رنج و محنت میں لاگو ہے۔ منہ

قول الحق

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

قول الحق

انوار العلوم جلد ۸

پہن لیں۔ اور کوئی مصیبت باقی ہے جس کی انتظار میں تم لوگ بیٹھے ہو کاش اب بھی تم لوگ سمجھتے اور خدا کے غضب کو اور نہ بھڑکاتے مگر افسوس ہے نت خدا اندھا کرے اسے کوئی دکھا نہیں سکتا۔

خدا نے ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا کہ ہم ان لوگوں کی دل ہم کس مقام پر کھڑے ہیں آزار یوں اور تکلیف دیوں سے گھبرا جائیں کیونکہ جیسا کہ ہمیشہ سے سنت ہے ضرور ہے کہ ان پر ہمیں ظاہری فتح بھی حاصل ہو جو فاتح قادیان کہلاتے ہیں اُس وقت ان کی اولاد اسی طرح ان کے نام سے شربائے گی جس طرح ابو جہل کی اولاد شرباتی تھی۔ دنیا دیکھے گی کہ میری یہ باتیں جو لکھی اور چھاپی جائیں گی پوری ہو گی اور ضرور پوری ہو گی ان لوگوں کی نسلیں جو بعد میں آئیں گی وہ یہ کہنا پسند نہ کریں گی کہ محمد حسین یا ثناء اللہ کی اولاد ہیں وہ یہ کہنے سے شربائیں گی ان کے نام سن کر ان کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی اور مرتضیٰ حسن جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی اب وہی سید ہو گا جو حضرت مسیح موعود کی اتباع میں داخل ہو گا اب پرانا رشتہ کام نہ آئے گا کہ ان رشتہ داروں نے اس کی ہنگ کی۔ مسلمان کہلا کر اسلام کے نام لیا کہلا کر انہوں نے لیکھ دیکھ کر آریوں سے بھی بدتر ہیں پس خدا کی کتاب سے ان کی سیادت منائی گئی اور یہ ذلیل اور حقیر کئے گئے اور کئے جائیں گے اگر انہوں نے توبہ نہ کی ان کے تمام دعویٰ باطل اور تمام خوشیاں بچھ ہو جائیں گی کیا وہ اپنی اس وقت تک کی حالت پر نظر نہیں کرتے کسی امر میں بھی انہیں کامیابی اور خوشی نصیب ہوئی؟ ہرگز نہیں لیکن ان کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے اگر ہمیں ایک غم آیا تو خدا تعالیٰ نے چار خوشیاں دکھائیں پس ہم انکی مخالفتوں اور شرارتوں سے گھبراتے نہیں کیوں کہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے پس اے عزیزو! اور دوستو! میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کے ہو کر خدا کے بن کر اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے سامنے یہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک نبی کا انکار اور مخالفت کرنے سے ان کی حالت کیا ہو گئی ہے پس تم خدا کے لئے ہو جاؤ اور پھر نہ درو جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

(الفضل ۱۶، ۱۳ مئی ۱۹۲۳ء)

۱۔ یس: ۳۱ ۲۔ آل عمران: ۵۶ ۳۔ البقرة: ۱۱۹ ۴۔ الحج: ۳۶

۵۔ تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۹۶ تفسیر سورۃ الحج ذیل آیت وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ..... الخ

یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود

قرار دیا۔ صاحب شریعت نبی جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ دُعا ہی میں حضرت موسیٰ اور نبی کریم ﷺ
 انکے سامنے نبی ہیں وہ سب غیر شرعی ہیں۔ تو گویا کہ معترض کے اصل کو بیکسو مانے دو نبیوں کے
 اللہ تعالیٰ کے باقی تمام نبیوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ لہذا باندھ من ذمک۔ خدا تو کہتا ہے کہ میں کا
 یہ قول ہونا چاہیے کلا لغراق بین احدا من سلسلہ لیکن ہم کو یہ سنایا جاتا ہے کہ
 نہیں صرف دو نبیوں کو ماننا ضروری ہے یا تو ان کو نہ ماننے سے کوئی جمع واقع نہیں ہوتا۔ اے
 صاحب ہمارے مخالف اعتراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غیر تویل
 طلب الفاظ میں کہ رہا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشّرين ومنذرين یعنی
 مرسلین کے بھیجے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ماننے والوں کو بشارتیں دیں اور نہ ماننے
 والوں کو عذاب آگے ڈرائیں پس جب مامورین کے مبعوث کرنے کی بڑی غرض ہی انذار و تبشیر
 ہوتی ہے تو شرعی اور غیر شرعی کا سوال ہی نہ رہتا ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی اور کے انذار
 کی ضرورت نہیں تو کیوں خود نبی کریم ﷺ نے مسیح موعودؑ کا بیان لانے کو ضروری قرار دیا اور اس کا بھانپنے
 والوں کو یہودی اور ناری شہر دیا۔ اگر مسیح موعودؑ کا ایمان لانے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی
 سب سے پہلے خود نبی کریم ﷺ سے سرزد ہوئی نہ تو باندھ من ذمک۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد
 ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خاطر جس کا ایمان لانا ضروری نہیں انہی کا عذابوں سے بھڑکایا۔ دیکھ
 تعجب پر تعجب آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ تو یہ فراموش کیا کہ وقت پریری امت پر ایسا آئیگا کہ ان کے دسیان سے
 قرآن اُٹھ جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہیں آوے گا لیکن ہم کو یہ کیا
 جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود
 اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے ماننے کی کیا ضرورت تھی۔ شکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔
 اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ کو بدوزی ہو پر وہ بارہ دنیا میں مبعوث کے آپ پر
 قرآن شریف اتارا جاوے۔ معترض کو چاہیے کہ بشت مامورین کی انہی غرض پر غور کرے کہ کیونکہ
 یہ نہ تو کلفت و تہمت کی وجہ سے ہی پیدا ہوا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ مذہب میں اس لئے

سہ حاشیہ: ہرگز موسیٰ اور نبی کریم ﷺ کے انبیاء کا ذکر ہے۔ منہج

أَمْرًا مِّنَ النَّاسِ وَيَرْكَأُكَ شَيْءٌ مِّنْ خَرَامٍ كَرِهْتَ تَوْزِيدُكَ رَسِيدًا وَبِأَسْمَاءِ مُحَمَّدِيَا
تیرے ذریعے سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔

برمنسار بلند تر محکم انتہائی پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار خدا تیرے سب کام درست
کر دے گا اور تیری ساری مزا دیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کریگا۔ اس
نشان کا مدعا یہ ہے کہ قدر ان شریف خدا کی کتاب اور یہ کہ منہ کی باتیں ہیں۔
يَا عِيسَى ابْنِي مَتَّى قِيْلَكَ وَذَا فَعَلَكَ الرَّبُّ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ قُوَى الَّذِينَ
اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور میں تیسے سے تابعین کو تیرے منکوں
کفر و آلہ الی یوم الیقینۃ شلۃ من الہ و لیلین و شلۃ من الایخیرین۔
پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا۔
میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا
پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور و مرحلوں سے
اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اَنْتَ مِیْتِی بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِی وَتَقْرِیْدِی۔ فَحَسَنَ
تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آئے
اَنْ لُعَانَ وَتُعَذِّبَ بَيْنَ النَّاسِ اَنْتَ مِیْتِی بِمَنْزِلَةِ عَذِیْبِی۔ اَنْتَ
کو تود دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ تو مجھ سے بمنزل میرے عرش کے ہے۔ تو
مِیْتِی بِمَنْزِلَةِ وَلِیْدِی۔ اَنْتَ مِیْتِی بِمَنْزِلَةِ لَا یَعْلَمُهَا الْخَلْقُ۔ نَحْنُ
مجھ سے بمنزل میرے فرزند کے ہے۔ تو مجھ سے بمنزل اُس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا میں جان سکتی ہم

لے یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعے سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ روحانی
طور پر اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار لوگ معیت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی کلی حالتیں خراب تھیں اور
پھر معیت کرنے کے بعد ان کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار
کی اور میں صدمہ ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوز و رشت اور پیش پیدا ہو گئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات
نفسانیہ سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بار بار مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض دلے میری دعا اور توجہ سے
شفایاب ہوئے ہیں۔ (حقیقۃ الہی صفحہ ۸۴، ۸۵ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۶، ۸۷)

۷۵ (ترجمہ از قرب) خوش خوش چل کر تیرا وقت نزدیک آپہنچا ہے اور محمدی گروہ کا پاؤں ایک بہت اونچے مینار پر مضبوطی
سے قائم ہو گیا ہے۔

۷۶ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان

بعض اعتراضوں کے جواب

حقیقۃ الہی

اس الہام الہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بار بار آزمایا گیا ہے کہ وحی الہی میں دلی تسلی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اس خاصیت کی وہ یقین ہو جو وحی الہی پر ہو جاتا ہو۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح

۲۱۱

میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہو۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اُسکے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ ایسا اللہ بکاف عبدہ تو میں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے منافع نہیں کریگا۔ تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاو اعلیٰ نام کو جو ساکن قادیان ہو اور ابھی تک زندہ ہو وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اُسکو سُنا دیا اور اُس کو اترسہ بھیجا کہ تاجیک مولوی محمد شریف کلاؤری کی معرفت اسکو کسی گینہ میں کھدوا کر اور مہر بنوا کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعے سے وہ انگشتی بصرف (الہام بکاف عبدہ)

مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار بہلے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گناہ انسان تھا جو قادیان جیسے دیوان گاؤں میں زاویہ گناہی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع فرمادیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

حصہ اول

۱۴۰

ازالہ اوہام

حالا کروہ بجائے خود اپنے تئیں معذور سمجھتے تھے کیونکہ اُن کی بائبل کے ظاہری الفاظ پر نظر قریب
افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت
یہودیوں کی طرح اُن کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم انہیں سچ مچ آسمان سے اُترتے
دیکھیں گے اور یہ عجوبہ ہم ہمیشہ خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زرد رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے
آسمانی سے اُترتے چلے آئے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے اُن کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ
اور دیہات کے آدمی ایک بڑے میسلہ کی طرح اکٹھے ہو کر دُور سے اُن کو دیکھ رہے ہیں اور

فیدہ اختلافاً کثیراً۔ قل لو اتبع الله اھواکم لغدت السموات والارض

من فیہن ولبطلت حکمتہ وکان الله عزیزاً حکیمًا۔ قل لو کان البھی

ملاً ذلاً لھما ربی لغدت البھی قبل ان تنفذ کلمات ربی ولو جئنا مثلاً

ملاً ذلاً۔ قل ان کنتم تحبون الله فانبعونی یحببکم الله وکلن الله غفوراً

رحیمًا پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بیل ڈالا۔ میری عبادت گاہ

میں ان کے چولہے ہیں میری پرستش کی جگہ میں اُن کے بیلے اور ٹھٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور

جو بھوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں (ٹھٹھیاں دو چھوٹی بیاباں ہیں جن کو ہندوستان

میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دنیا سے

بھرے ہوئے ہیں) اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قاریاں میں نازل ہونے کا

ذکر ہے تھا اس روز کشمیری طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب رحم میرزا غلام قادر میرے

قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ

انا انزلنہ قریباً من القادیان تو میں نے شکر بہت تجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف

میں لکھا بھا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ

فی الحقیقت قرآن شریف کے دہم صفحہ میں شاید قریب نصف کے صفحہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود

ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قاریاں کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا

کہ تم ہی شہر وں کا نام اغز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مگر دُور خیمہ زور قادیان یکشف تھا

مہدیس بار اَدَل

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to the coming Mehdi and especially the nature of his appearance among the Muslims, according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new life. Like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart,— the Muslims of his party considering his appearance as merely spiritual, while other Muslims, such as Maulvi Mohammad Husain of Batala, editor of *Isha-at-Haunnah* and leader and advocate of Ahl-i-hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "the coming Mehdi".

It will be better that our bonign Government will get this pamphlet translated into English and hence make itself acquainted with these differences concerning "the coming Mehdi".

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Al-mehdi

تاریخ ۱۱ فروری ۱۳۰۵ھ بمطابق ۱۱ مارچ ۱۹۱۵ء بمطابق ۱۱ مارچ ۱۹۱۵ء بمطابق ۱۱ مارچ ۱۹۱۵ء

اور اعتراف کا نام نشان نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے قبل اس کے جو عادتہ اللہ سے واقف ہوں بخل کے جوش سے اعتراف کرنے کے لئے ددڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ یذہبون بکم الدواۃ میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم دائرة السوء کے مضمون سے بے خبر ان میں سے ایک نے علم جعفر کا دعویٰ کر کے میری نسبت لکھا ہے کہ "بذریعہ جعفر میں معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے۔" مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جعفر ہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذریعہ سے شیعہ یہ باتیں نکالا کرتے ہیں کہ ابو بکر اور عمر غوث باللہ ظالم اور دائرۃ ایمان سے خارج ہیں پس ایسے جھوٹے طریق کا دی لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام فیول کے مذہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے؟ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے۔ اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ اظہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھ کر اور گرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اس کو نظر آسکتی ہے لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہ جاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ ان کی نظر کو اونچے مکان تک لے جاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَرَأَى عَالِيَهُمْ سَوَاءً يَمِينٍ يَدَيْهِ يَذْرَؤُا نَارًا يُنَادِيهِمْ اذْهَبُوا بِتِلْكَ الْاَلْفِ

كَفَيْقَةُ الرُّوَا

حضرت زبیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی (علیہ السلام)
کی تقریر فلسفہ خواب پر مبنی آن دوسری تقریر کے جواب کے ساتھ طبع شدہ از قلم

مرتبہ

غلام نبی (روایتی) ایڈیٹر انچارج

نہایت فی جلد ۱۰۰

آپ رنگ شاید یہ کہیں کہ ہم مالہ بے بس پر چڑھ آجائے ہیں جہاں ہی آنا کافی ہے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس موقع پر انہی میں جانی باقی ہیں اور کھڑے کی ایک کی جانی ہے۔ اور کچھ بڑے اور کھانے کی بزم پر آئی ہے۔ اس کے ساتھ جلسہ کے ایک کے مددہ ہی موقع ہوتا ہے۔ اس سے جلسہ کے مددہ اور قنوں میں بھی آنا چاہیے جو دوست اور دلیں میں آتے ہیں۔ انہوں سے جو کچھ دیکھ لیا ہے کہ مالہ و قنوں کے دور میں کیا فرق ہے۔ اس لئے وہ کوئی بیٹھی اور کوئی بیٹھ ایسا نہیں جانتے دیکھتے کہ یہاں نہیں آجائے۔ خراج کی شکل پر دست کرتے ہیں۔ گھر کے آرام و آسائش کو ترک کرتے ہیں۔ بیوی بچوں سے جدا رہتے ہیں۔ مگر آئے غمزدہ ہیں۔ اور انہیں فائدہ بھی بہت پہنچتا ہے۔ اس کا بار بار آنا ہی جاتا ہے۔ کہ انہیں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ دور وہ کیوں آئیں تو یہاں آنا بہت ضروری ہے۔ بہت سی چیزیں سمجھنے والے اس کے متعلق پڑھ لیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں آئیں آئے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ کانا جائیگا۔ تم ڈرو۔ کہ تم میں سے کوئی کانا جائے۔ پھر یہ دور دورہ کب تک چلے گا۔ آخر مالہ کا دور بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا کہ اندھ بن کر چھانچوں سے یہ دورہ سوکھ گیا کہ نہیں۔ اسی طرح ایک وہ وقت بھی آئے گا۔ خدا ہماری اولادوں اور ان کی اولادوں کی اولادوں سے ہمیں پرے اسے چھینک دے۔ جس کے دور دورہ سوکھ جائیگا۔ لیکن یہ وقت آئیگا ضرور۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ اس دورہ کو بڑھانے سے فائدہ اٹھاؤ۔ سال میں صرف ایک دفعہ تھراؤ آنا کوئی زیادہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اگر اسوس ہے کہ اگر لوگ اس طرف خیال نہیں کرتے۔ پھر پوری اور فائدہ نہیں تعلیم ہوتا وہی سہی دقت سے سکتا ہے۔ جب کہ طائفہ سلم سے اہم طرح ذوقیت بھی رکھتا ہو۔ اور اس کی عادات کو ترک نہ کرے۔ مگر صرف جلسہ کے موقع پر آئے والے دہشتوں سے ہمیں ایسی ذوقیت نہیں ہو سکتی۔ بیسیوں لوگ ہر گز چھوٹے چاروں مجلسوں پر ملے ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنے نام میں بتلائے ہو گئے لیکن پھر بھی اس میں نہیں چھین سکتا۔ کیونکہ اس قدر جو ان میں کوئی چیز نہیں رہت۔ اور تعلیم خبر پوری ذوقیت سے وہی نہیں جانتی۔ اور ذوقیت اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ دوست و بددش دو جلسہ کے ایک کے مددہ ہوتے ہیں آئیں۔ اسی صورت میں تعلیم ہو سکتیگا کہ کتنا کو کس طرح سے پڑانے کی ضرورت ہے۔ انہوں کو کس طرح کی حاجت ہے۔ اس کے مضمون اس کی تعلیم کا انتظام کیا جائیگا۔ جو دوست یہاں آتے رہتے ہیں ان کو کسی ایسی رنگ میں تعلیم دینی ہے۔ اور انہیں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کوئی یہ کہتے کہ ہمارے پاس حضرت مسیح موعود کی کتابیں جو موجود ہیں

۵۸

آج کو غنڈا کر دینے کی غاصبت اسکے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف لکھنے ہے جسے نہ بھنکی اور بے مصلحتی اور ہندو مذہب تہلو ہو گئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی ایسی کاشکار ہو گئے۔

(۴۰۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی شہیر علی صاحب نے بیگانہ کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ نے انشاء میں اکثر فرمایا کرتے تھے دست درکار دل ببار۔ خدا واری چرخ واری۔ الاحمال بالنہات لہذا عندہ جل جلالہ ، آنچنان مثل زندگانی زندہ۔ اگر مظهر احب نہ کنی زندگی۔ ملا ہمدان کہ کلام کلامی ترک کلمہ الطریقۃ کلمہ الادب ادب تا بیست از لطف آہی۔ بندہ سرور ہر جگہ خواہی۔

(۴۰۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی شہیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں مسلمانوں کو چاہیے کہ اگر کلمہ حق و قدر ہمارے کتبوں کا مطالعہ کریں

اور فرماتے تھے کہ ہمارے کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اسکے ایمان کے متعلق گھڑبہ ہے۔

(۴۰۸) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچے نے تھوڑے سے ایک چھپکلی ماری یا دوسرے سے مذاق مولوی عبد الکریم صاحب کو مکی جھوٹی اہلیہ پر بیچیک دیا جس پر دس روپے کے سکان کی جنھیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کا قرب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبد الکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے فیرت کے جوش میں اپنی بوی کر بہت کچھ غصہ مست کہ باحتی کائی یہ فحش کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ ہمام ہو کر یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے کہا دیا جائے مسلمانوں کے پیشہ عبد الکریم کو الطیف یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب رجم تو ابھی اس بات پر شہ نہ تھے۔ اولاً انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیا رکھا ہے۔

(۴۰۹) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی شہیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے لندن شریفین لے گئے تو راستہ میں

حصہ اول

ازالہ اوہام

اور علماء وقت اُن کو تسبیح کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدا نے تعالیٰ کا امام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجلس مکاشفات نبویہ اور استعلاعات سر بستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو نظر انکار و استہزاء اس کو دیکھتے ہیں حالانکہ مصلحت میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اس کے عبا ئیلت قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کثوف و الامامات اولیاء کو مدد بھیج کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔ ہم نے جو سلسلہ فتح اسلام اور توحید مرام میں اس اپنے تفسیری والہامی امر کو تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود سے ملاویدی عاجز ہے میں نے مستنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افرغختہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برائیات عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں ان کی ٹری غلطی ہے۔

اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے ترکہ میں سے کوئی رکن ہو بلکہ مسلمانوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ انھیں نہیں تھا اور پسندیدگی کی گویا اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ اور یہ پیش گوئیوں کے بارے میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیش گوئیوں میں ایسے ایسے سلسلہ مشہور ہوتے ہیں کہ قبل از طور پیش گوئی خود نبیاد کو ہی چند پر وہ وحی نازل ہو کہ جس میں انھیں کہتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سیدہ علیؑ اس بات کا اصرار کرتے ہیں کہ نبیؐ کوئی نہیں کہ کسی اور صورت پر سمجھا اور حضورؐ ان کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ تو فرض کے طور پر ساری امت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو مستحکم کرتے رہے ہیں

احمدی اور غیر احمدی

کیا ہے

کیا فرق ہے؟



مفتی

حضرت شیخ مولانا محمد علیہ السلام

برموقع جلسہ لائبریری جامعہ احمدیہ ۱۹۰۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے متناہق کر ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قابل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قابل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج و ہجہ ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور مچایا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہو گا اور اسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہو گا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا آجے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اس کے امتنی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے کیونکہ ایسے شخص کا نام صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اس کو امتی بنایا جائیگا اور وہی نو مسلم نبی مسیح موعود کہلایا گیا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایسی امت میں سے یہود پیدا ہونگے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوئے اس امت میں سے اور مسیح باہر سے آئے۔ کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہو کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی اسی امت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام عیسیٰ موعود صریح موجود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارا جائے اور اسکی مستقل نبوت کا جامہ اتار کر امتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور رمز اس کے ہوگی کیونکہ انکی امتی آنکھ خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی یہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

دشمنہ۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اباحی عقیدہ ہے یہ سراسر افتراء ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا کہ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ پھر میرا آنے امت میں طرح طرح کے فتنے پیدا ہو گئے۔ چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں ہو کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی عجیبوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

کے پاس صحابہ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فی اصحابی۔ گویا صحابہ خدا کا رُوپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ اُن کو ملتا اور دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قُربِ بندگانِ خدا کا قُرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک بڑے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مأمورین اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں سمجھی بیان نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع اُنکی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں۔ جو آج ہی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں اُن میں اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے جس میں تبدیلی نہیں ہے۔ وہ مَن کَانَ فِی حُلَدٍ کَا اَعْمٰی کا مصداق ہے۔ مجھے بہت موزوں گذار رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی جو جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کی میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری دُہی حالت ہے۔ لَئِنْ بَلَغْتُ لَأَنفُسَكَ اَلَا یَکُونُوا مُؤْمِنِیْنَ

صرف وفاتِ مسیح مقصد نہیں

میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رُٹ لئے جاویں اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھک کرے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر کسب نہیں ہے یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی

براہین احمدیہ

پہلی فصل

۴۹۹

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس مقبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت سے اور رب بدیہی اور

۴۹۹

کہ تبار مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ محض نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور حرجان عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جبل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزنی اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کہ اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

بدیہی یقین کامل پہنچ کر مکرر میں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا مِّنْ عَلٰی دِیَانٍ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اند نیز اس الہام پر اصرار و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حق کے ساتھ اُتارا ہے اور بغیرِ حق سے اُترا ہے۔ خدا اور اسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے جہاں تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرۃ بالا میں اشارہ فرمایا ہے کہ میں اور خدا نے تعالٰیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرمایا ہے چنانچہ وہ اشارہ جسد سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا ہے اور فرمائی اشارہ اس آیت میں ہے سَمِعُوا الَّذِیْنَ اَدْعٰوْا بِاللّٰهِ عِندَ دِیْنِ الْحَقِّ لَیْظْهَرَنَّ عَلٰی الدِّیْنِ کَلْبٌ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلط فہمی اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ عذابِ مسیح کے ذریعہ سے

۴۹۹

ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی عزت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابه واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظیر شفعی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہر کی طور پر

لہ الصفحہ

پہلے فصل

۴۰۱

براہین احمدیہ

نے منع کیا ہے اور اسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

بخلاف قسم دوم کے کہ اُس میں انکار کا جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطراتِ امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اُس کے غیر کی عداوت داخل نہیں رہتی کچھ رنگِ ریشہ ظلم کا نہیں باقی ہو کیونکہ اُس نے حق ربوبیت کو

خَلَقَ آدَمَ فَكَفَرَ ثُمَّ بَدَا كَيْفَا آدَمَ كَوَيْسٍ اَكْرَامُ كَيْفَا اُسْكَ۔ جَعَلَ اللهُ فِي خَلْقِهِ الْاِنْتِبَاهَ جَرَى اَنْدَسِيُوں كے خَلْقِ مِیں۔ اِس فقرہ الہامی كے یہ مَعْنے ہيں كہ منصبِ ارشاد و ہدایت اور موردِ وحی الہی ہونے كا دراصل حَقِّہ انبیاء ہے اور اُن كے غیر كو بطور مستعار مَناسِبے اور یہ حَقِّہ انبیاء اُمّتِ محمدیہ كے بعض افراد كو بغرض تكمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی كی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَمًا عَاقِبَتِی كَا نَبِیِّا وَ بَعِیْ اِسْرَآئِیْل۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں كا كام اُن كو پُور كیا جاتا ہے۔ وَ كُنْتُمْ عَلٰی شَعَا حُفْرَةٍ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا۔ اور تھے تم ایک

گڑھے كے کنارہ پر سو اُس سے تم كو خلاصی بخشی بیٹے خلاصی كا سامان عطا فرمایا عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ یَّزَحْمَ عَلَیْكُمْ وَاِنْ عَذَّبْتُمْ عَذَابًا وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِیْنَ حَصِیْرًا خدائے تعالیٰ كا ارادہ اِس بات كی طرف متوجہ ہے جو پھر رحم كرسے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی كی طرف رجوع كیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت كی طرف رجوع كریں گے اور ہم نے جہنم كو كافروں كیلئے قید خانہ بنا ركھا ہے۔ یہ آیت اِس مقام میں حضرت مسیح كے جلالی طور پر ظاہر ہونے كا اشارہ ہے یعنی اگر طریقِ رفیع اور نرمی اور لطف احسان كو قبول نہیں كریں گے اور حق محض جو دلائل واضعہ اور آیاتِ قینہ سے كھل گیا ہے۔ اُس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے كہ جب

خدائے تعالیٰ مجرمین كے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی كو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت كے ساتھ دُنیا پر اتریں گے اور وہاں راہوں اور

چشمہ معرفت

۸۲

اپنی علمی اور عملی حالت میں قوت پیدا کرے کیونکہ وہ خدا جس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا اُس پر یقین لانے کے لئے بہت گواہوں اور زبردست شہادتوں کی حاجت ہے جیسا کہ دو آیتیں قرآن شریف کی اس واقعہ پر گواہ ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ فَلْيَعْبُدُوا اللَّهَ إِذْ أُنْزِلَتْ عَلَيْكُمْ أُمُورٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَتَذَكَّرُوا فِيهَا ۚ وَاسْتَعِذُوا بِاللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَوْلَىٰ السَّامِعُ الْعَلِيمُ ۚ

یعنی کوئی قوم نہیں جس میں ڈرائیوالاتی نہیں بھیجا گیا یہ اسلئے کہ تاہر ایک قوم میں ایک گواہ ہو کہ خدا موجود ہے اور وہ اپنے نبی دنیا میں بھیجا کرنا ہو۔ اور پھر جب اُن قوموں میں ایک مدت دراز گزرنے کے بعد باہمی تعلقات پیدا ہونے شروع ہو گئے اور ایک ملک کا دوسرے ملک سے تعارف اور شناسائی اور آمد و رفت کا کسی قدر دروازہ بھی کھل گیا اور دنیا میں مخلوق پرستی اور ہر ایک قسم کا گناہ بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبع کیلئے مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بناوے اور جیسا کہ وہ واحد لا شریک ہے۔ اُن میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور تا وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اُسکی وحدانیت کی گواہی دیں اور با پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا۔ یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدا نے واحد لا شریک کے وجود اور اُسکی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اسلئے اپنے تمام نظام جسمانی اور روحانی میں وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک متحد ہو اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اسلئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی مشابہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک

لہ فاطر: ۲۵ آلہ النساء: ۴۲

۵۲

قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی
جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہو اور اُسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود سے
اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ میدان ہو سکے کیونکہ وعدت اقوامی کی

خدمت اُسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہو اور اُسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہو
اور وہ یہ ہے **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ**

یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک
دین کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں
کچھ خلل ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہو جو ہم سے پہلے گزر

چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کیلئے
تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

(۱) اول یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کیلئے آسانی اور سہولت
کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی طے

ہو سکے گو یا سفر سفر ہی نہ رہے اور سفر کو جلد طے کرنے کے لئے فوق العادت اسباب میسر
آجائیں کیونکہ جب تک مختلف ممالک کے باشندوں کیلئے ایسے اسباب اور سامان حاصل

نہ ہوں کہ وہ فوق العادت کے طور پر ایک دوسرے سے مل سکیں اور باآسانی ایک دوسرے کی
ایسے طور سے ملاقات کر سکیں کہ گویا وہ ایک ہی شہر کے باشندے ہیں تب تک ایک قوم

کے لئے یہ موقعہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ میں کاہن تمام دنیا کے دینوں پر

لے الصف : ۱۰

الذي ينفو طبعه الجوارح في ذاتها من صفات كذا وكذا

قد انعم الله على امة محمد الذئب ذكرا له وحى من الله على علمه فخير على امة محمد من امة
البحر ارى امة التوميين على امة بيت واسم الخبيثين على القدر والحدود حيث لمسة وسقطت الدوى اجمعين لانها
عزرا على توفيقه وامانة وفضله وجنته ارحم الله على مناسا وشيخنا وحسينه المومنين والمومسات

[illegible][illegible]

طبع في المطبعه الكائنه في
الطريقه القاصيه من
الطريقه القاصيه من
الطريقه القاصيه من

وومعه حاشية عليه للإمام أبي الحسن السندي

طبعہ قدیمی کتب خانہ بالاتفاق مع نور محمد اصبغ الطابع کارخانہ تجارت کتب

سلسلہ سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکتوبات احمدیہ

جلد ششم (حصہ اول)

(جس میں کفریہ و مکذبین علماء کے نام کے غلطی ہیں)

— قرطبہ —

مخاکستہ :- عرفانی الکیمیوس ایڈیٹر الحکم و غیرہ

مطبوعہ اشوک پریس - ترپ بازار حیدر آباد کن
قیمت فی جلد مہ معمول ڈاک مامک نہند

اپنی صداقت کا ایک معیار دنیا کے سامنے پیش کیا کہ میں صلی
پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا
دوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور
شان و نیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کردار شان بھی
ظاہر ہوں اور یہ ملت غالی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں
 پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو
 کیوں نہیں دیکھتی۔ آج دنیا دیکھتی ہے اور جانتی ہے کہ اپنے
 جو دعویٰ کیا تھا وہ کس قوت اور دھماکت سے پورا ہوا ہے۔
 سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان سے نکل کر پنجاب اور پنجاب
 سے نکل کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلا اور اب
 ہندوستان سے نکل کر روئے زمین میں پھیل گیا اور دنیا
 کی ہر قوم اور ہر ملک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
 بلند ہو رہا ہے اور عیسائیت کی شکست کو خود عیسائی قوم نے
 اپنے عمل اور اپنے قلم سے تسلیم کر لیا ہے۔ جس مقصد کیلئے
 خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا وہ پوری قوت اور
 شان سے پورا ہوا اور ہر نیا دن اس کی ترقی کی ضمانت
 لیکر آتا ہے وہ جو مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے تھے وہ
 اور ان کے اسباب ختم ہو گئے اور کوئی ان کا نام لیوا موجود

دروازہ بند ہو جائے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہاء کو پہنچتی ہو اور قطعی فیصلہ کا وقت آجاتا ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافروں اور منکروں کو تھا دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ (دیکھو سورہ ہود رکوع ۲) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا تو خدا پر ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جائے تو البتہ قبول ہوتا ہو۔ ولنذیقنہم من العذاب الا ان یدعون العذاب الا کبواللہم یرجعون یعنی جب خفیف سزا عذاب کے ظاہر ہونے سے اس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہو۔ اسلئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الہی کا دنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہاء اور غایت نہایت ہی سخت ہے لہذا لوگوں کو چاہیئے کہ اس خاص ظالم کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کر لیں اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ ترک معصیت دعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک پاک تپنا بیدار کریں تا اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ ایسے وقت میں ہمیشہ مومنوں ہی کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا کذلک جعنا علینا ننج المومنین۔ اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کل مومنوں کو اس بلا سے بچاؤ اور وہ راہ راست کی طرف رہنمائی کرے اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اب میں اپنی جماعت کے روحانی بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس غضب الہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہم اے پاس دو سامان ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا تقویٰ۔ ایمان تو یہ کہ ہم اپنے کامل یقین سے جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت

محمد کا ذکر حدیث مزین اور روایا صحیح ہیں جو ایک مصداق نہ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ابھی تک میں اپنے اندر مالی یا علمی ایسی استعداد نہیں دیکھتا جس سے میں اپنے تئیں معقول بہرہ میں حضرت موصوف کا ناصر قرار دے سکوں۔ کیونکہ یہ عاجزان دونوں باتوں میں ابھی تک بے سروسامان اور تہیہ رہے لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور سکینوں پر جو مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ بلکہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جبرائیل کے حصہ میں

لے السجدة: ۷۷ سے لے لیس: ۱۰۴

امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور اُنکے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں۔
 اگر ہم سمجھیں گے تو حضور ہی کی مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مرینگے تو انہی ہی کی مخالفت کے باعث گویا کہ
 بہاری زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے اور تقدی یہ جو کہ ہم اس یا سچے
 ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو ٹوٹتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے ہادی و مولایا ہدایت
 اور انہی امن بخش اطاعات باہر نہ رہ جائیں تاکہ اچانک عذاب الہی کا شکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب
 پہنچنے کیلئے امن پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اُسکے اندر رہے گا یقیناً نجات
 جائیگا کیونکہ ہمارا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اب دُنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھا رہا ہے
 صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب ہے اس لئے یہ بات سنت اہل کے برخلاف ہے
 کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی مدد باظہار
 سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زماں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار
 عذاب الہی کے وقت نجات پاتے رہے ہیں اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی جیسا کہ
 فرمایا: **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ** مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ
 حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوح کے بیٹے کی طرح صوف جسمانی قربت یا تعلق کی وجہ سے نجات نہیں سکتا
 اس لئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت سے ڈرتا
 ہو اور کانپتا ہو اور ہر وقت استغفار اور دعائیں مشغول رہے تاکہ جو باریک باریک امر دین میں نادانی
 کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہو اُس کا کفارہ ہو تاکہ ہے اور خدا تعالیٰ اُسکے انتقام
 کیلئے اپنے مولا خذہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہاں تک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی

مقرر ہو رہی نہ ہو اسی نیا سواٹھا یا نہ جاؤ گیگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جلتے اور اس کا وعدہ
 اُنکے نہیں سکتا اس لئے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی
 نزول کا رسول ہوں اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جلالی نزول نہ ہوا۔ اور اب سے
 جلالی نزول ہو گا جیسی پہلے لوگوں کو جلالی نزول نہ ہو سکا تھا مگر اب خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور
 قہری حیرت کے ساتھ مشنبرہ کرے گا اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں۔ ص ۳۲

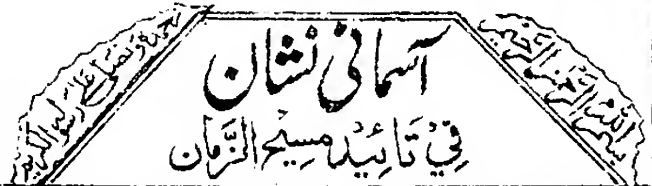
ڈریہ بات اسکی بالکل سچ ثابت ہوگئی (سہ السوم : ۲۸)

(۷)

(۱)



طاعون کا علاج



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۱) ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا اما بانفسهم

ملک پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یا مریض نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہے وہیں سے بھڑک اٹھتی ہے۔ اس کے ہیبت ناک حوالوں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کی طرح دنیا کو لکاتی جاتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو

تسلیم ہے۔ واضح ہو کہ اشتہارِ چراغین کا محض اس غرض سے کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے کہ تاہر ایک منصف مزاج معلوم کرے کہ یہ شخص جو اپنے اعلان کی سزا یا چکاہٹ پہلے میری تصدیق کرتا تھا اور پھر نفسِ آوارہ کی کشش سے بعض بددلوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو گیا اور مجھ و حمل وغیرہ ناموں سے بھارا اور میرے مخالف کتاب منادۃ السجندہ اور مجاز محمدی لکھی۔ اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہ سی برادرِ عدل جس میری تائید میں یہ اشتہار لکھا تھا اور جس مدت تک یہ مصدقین میں رہا خدا نے طاعون وغیرہ کو اسکو محفوظ رکھا پھر جب اسکی جائداد تمام ہو گئی تو وہیں پر کمر بندہ لی تب پکڑا گیا اور میری پیشگوئی کے مطابق اور نیز اپنے مبادلہ کی دوسرے ہلاک ہوا۔ فالحمد لله علیٰ ذلک۔

حاشیہ نمبر ۱۔ میں اسکو اس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان صرف دینی ہیئت کے نہیں بلکہ انسانی

رہا ہے۔ دُنیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اس کی اصل حقیقت سے محض نادانقت ہیں۔

میرے دل میں بہرِ دینی بنی نوع کا ایک جوش ہو کہیو نہ خدا تعالیٰ نے اس کو حقیقی اور نفسی علاج اس عاجز و بظاہر فرمایا ہو اسلئے میرا دل و ایمان و ہمدردی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں اس اصل علاج کو جو اس آفرینے کے ذریعہ کیلئے کافی و شافی ہو اور جسکے اندر دُنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پسند پر ظاہر کروں تاکہ جسکی قسمت میں اس سعادت سے حصہ لینا مقصود ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریبِ عرصہ ایک سال سے اس عاجز پر کشفی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہے کہ زمانہ روحانی قیامت یعنی صلح و صلحیت کا زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہو جس کو اہل اسلام کے محاورہ میں فتحِ اسلام اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اسکی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہو اور وہ ایسا زمانہ جس میں شیطانی تسلط اور دجالی فتنہ دُنیا سے اٹھائی جائیگی اور زمین و روز و شب کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے محو ہوگی اور حقیقی خدا پرستی ابدی و استقامتی امن و صلح کاری دُنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کریں گے۔ مذہبی مخالفتیں تمام دُنیا سے اٹھ جائیں گی اور اہل دُنیا ایک ہی طریق دین میں ہو کر صلح و صلحیت کا کامل نمونہ ظاہر کریں گے اور قومیں جہانیں اور روحانی نعمتوں کو مالا مال ہو کر نہایت امن و چین کی حالت میں اپنی زندگی بسر کریں گی اور تمام جنگِ جہالی فتنہ و فساد و بغض و عداوت کفر و محصیت رنج و مصائب دُنیا سے اٹھائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ شیر اور بیل بھیڑ اور بھیڑ یا اب

کی طرف سے نہ کہ اُس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے اس متبرک زمانہ کی چگونگی حالات پر گواہی دینے کیلئے مامور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود و شأنا ہللا و مشہود کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود بھی زمانہ عباد و شہود سے مراد حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف جنابِ مدوح کی صداقت پر گواہی دینے کے لئے اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضرہ ناظرِ حلق کر دیں گواہی دیا ہوں کہ بلا شک و شبہ حضرت اقدس میرزا صاحبِ خلا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بعثیت ماموریت منصب امامت پر مقرر ہیں اور جناب کی اطاعت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اُسکے قہر و غضب کا موجب ہے۔ لہذا دُنیا کے زیادہ

ۛ (باد و جوہر قدر علم کے پھر بھی مخالفت نہیں ڈرا)

ۛ (نقل مطابق اصل)

ایام الصلح

مگر اید رہے کہ کسی فرقہ متقدمین یا سابقین نے یہ نہیں لکھا کہ مسیح کو ایسی جہان میں خدا تعالیٰ نے چھپایا ہے۔ ہاں مسلمان صوفیوں کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مسیح کا آسمان فرشتوں کے کاغذوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونا باطل ہے کیونکہ یہ صورت ایمان بالغیب کے مخالف ہے۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔ کہ جب فرشتے زمین پر اترنے نظر اٹھ گئے تو اس وقت دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ اور اس وقت کا ایمان منظور نہ ہوگا۔ اور فرماتا ہے کہ فرشتوں کو زمین پر اترتے دنیا کے لوگ ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اور جب دیکھیں گے تو اس وقت یہ دنیا نہیں ہوگی۔ مگر جو کہ قرآن شریف کے نصوص صریحہ اور آیات قطعیۃ الدلالت سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کا نزول اس وقت ہوگا کہ جبکہ ایمان لانا بے فائدہ ہوگا۔ جیسا کہ جان کنڈن کے وقت جب فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ وقت ایمان لانے کا وقت نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں یا تو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ مسیح کے نزول کے بعد ایمان نفع نہیں دیگا۔ مگر یہ عقیدہ تو صریح باطل ہے۔ کیونکہ اسی پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا۔ اور باطل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور مستجابی ترقی کرے گی۔ پس جبکہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہ ہوا تو بالضرورت برعایت نصوص صریحہ قرآن شریف کما اس دوسرے پہلو کو ماننا پڑا کہ فرشتوں کا اور ان کے ساتھ مسیح کا نازل ہونا ظاہر طور پر معمولی نہیں ہے بلکہ بوجہ قرینہ یقینہ نفع صریح قرآن کے اس نزول کے تاہی طور پر مضمون ہوئے کیونکہ جسمانی طور پر حضرت عیسیٰ کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا نفع صریح قرآن سے مخالف اور محاذیں پڑا ہے۔ یہی شکل تھی جو اکابر اسلام کو پیش آئی اور اسی شکل کی وجہ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے امام ابن حزم بھی ان کی فوت کے قائل ہوئے۔ اور اسی وجہ سے تمام اکابر علماء معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے۔ غرض آسمان سے نازل ہونے کا بطلان نہ صرف آیت قل صبحان ربی سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۳۷

میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہوا اور جس کو میں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء ”اَخَذَهُ اللّٰهُ اِلَىٰ ذَاتِ مَسْنٰى لّٰہ“

فرمایا۔ چھوٹے زمانے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈال لی گئی ہے مگر نہیں کر سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدیع جلد ۲ نمبر ۱۵، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء ”میں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھلاؤں گا۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء

”چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔“

اِنَّا نَبِيِّنْكَ بِغَلَاظِرٍ نَّافِلَةٍ لَّكَ۔

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ غم و غم کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ ناسلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء

”خدا تعالیٰ نے میرے سر پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤامدہ ہے۔“

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد مندرجہ رسالہ ”الذکر والحکم“ نمبر ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد۔ الفضل جلد ۱۱ نمبر ۸، مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۸)

۱۔ ترجمہ از مرتب، اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقت مقررہ تک۔

۲۔ الحکم میں یہ الفاظ ہیں ”میں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا۔“

۳۔ ترجمہ انعام، ”ہر ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹۔

روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور ضلالت کو چھوڑ دیں پس اگر ان سات مسائل

سورہ یہ نہ لے گیا کہ میں جانتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سورہ یہ شاید اُس غریب نے
کئی رسول میں سے کیا ہوگا۔ مگر فہمی خوش نے خدا کی رضا کا بوش دلایا۔ +

پس یہ خدا کی رحمت اور خدا کا فضل ہے جو اُس نے ہمیں اُن تکالیف سے بچایا۔
جن میں ہمارے مخالف گرفتار ہیں۔ میں اُس واحد لا شریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ
مباہلہ سے پہلے بھی وہ ہمیشہ میرا متکفل رہا۔ مگر مباہلہ کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور
جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں میں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

آٹھواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا کتاب
ست یحیٰ کی تالیف ہے اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان
عطا کئے جو تین سو برس سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ میری یہ کتاب
سولہ لاکھ سکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ
اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں باوانانک صاحب کی نسبت
ثابت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کا
ورد تھا۔ آپ بڑے صالح آدمی تھے۔ آپ نے دوسرے حج بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قرب
پر اعتقاد بھی کرتے رہے۔ جہنم ساکھوں میں آپ کے دھیائیاں اسلام اور توحید اور نماز روزہ
کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے۔ اور شخص نفیس خود باگ بھی دیا کرتے تھے آخری
شادی آپ کی ایک نیکیخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بدل
مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی بیماری
یادگار وہ چولہ ہے جس پر کلمہ شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے
یادگار کے طور پر گرتھ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی وصیت کی مگر اس چولہ
کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر سیل نظم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ اِنَّ الَّذِیْ مَعْنٰی
اَللّٰہِ (الاسلام یعنی سب دین جمع ہوئے ہیں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مباہلہ تیار
ہوئی۔ یہ وہ عہد ربانی ہے جو مجھ کو ہی عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تبلیغ کا ثواب مجھ
کو ہی عطا فرمایا۔

نواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

میں چھ پانچ دن صبر و جرات کے بعد اپنے تمام میل و ملیجانی لیاں منظرِ حق کے پیش میں اور ہر یک خدمت میں حاضر میں گرا پڑا
ننگی اس راہ میں وقف کر رہے ہیں۔ منہ +

میں میری طرح خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ کچھ

عصر میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے سیرے ہاتھ میں بیعت کی اور بعض قادیان پہنچ کر اور بعض نے ہندوستان کو توبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدس جی آدم کی توبہ کا ذریعہ ہوجھ کو مضبوط کیا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضا مندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری وصیت کر دیوالوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایسا سہا بلہ کلمہ جیسا کہ ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تعزیر کرتے ہیں۔ ناپاک لہ کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے فروع و رسوم جیسا کہ خواجہ کمال الدین بی۔ اسے بڑی سرگرمی سے دین کی خدمت میں کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے چہرہ پر نیک نیتی کے نشان پاتا ہوں۔ وہ دین کے لیے سہاوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے فروع و رسوم میں نیز التقرب کیلئے میرزا ایوب بیگ جوان صلح ہیں۔ بارہا میں نے ان کو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

غرض یہ سب اس راہ میں فدا ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے غلبہ میں نیز فخر الدین صاحب اس راہ میں وہ صدق رکھتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے غلبہ و دہشت فتنی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجیر زبیدی وہ ایمانی جوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تمام پہنچیں میں ان کا کوئی نکتہ بھی ہے۔ ہمارے غلبہ اور محبت و اخلاص میں مولوی عظیم الدین صاحب کا ذکر کرنا اس پر ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو ہمالاں کے سرے سے پاس ان فقرائے رنگ میں لپیٹے ہیں جیسا کہ انص صاحب رضی اللہ عنہم نے طرعی اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیے کہ اس بارغ کی ترقی اور سرسبز ہی جہاں کے مبادلہ کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھ۔ ہماری اہم قسم کی غلبہ جماعت۔ ہماری لاہور کی غلبہ جماعت۔ ہمدی سیالکوٹ کی غلبہ جماعت۔ ہمدی کپور تھلہ کی غلبہ جماعت۔ ہماری ہندوستان کے شہروں کی غلبہ جماعتیں وہ فور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافرست آدمی ایک لمحہ میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً کچھ لگا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسا خاص ان کے دل میں بھر دیئے ان کے چہرہ و ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت جس کا خدا صدق کا نور دکھانے کیلئے تیار کیا تھا

و سوال اس بعد الحق کے مبادلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جسے مذاہب کا ہمد

یعنی خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

کون شخص نے مباہلہ کے بعد کوئی عزت دنیا میں پائی۔ کوئی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونے مالی فحشات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فعالیت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی صرف غفلت کوئی کے طرے سے ایک بیڑا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تاہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدعتی سے وہ دھمنے بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی صورت کے پیٹ میں سے ایک چھوٹا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے سب سے اہم کو پورا کر کے مجھے اولا علی کیا +

یہ دشمن بڑکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلی ہم ان پر دستِ نبوت اور فکر و فی حدیث العشرۃ الکاملہ۔

بالآخر ہمدرد ہر ایک مخالفت مفسدہ کذب پر نظر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً انھیں کتب طرح خدا تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو قبول کیا۔ اور اس کا بیٹہ کا دعویٰ بھی چھوٹا نکلا اور کوئی حجت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعویٰ کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر اس مباہلہ میں ہوگا۔ میرا نے اس روز زید و عا نہیں کی۔ کیونکہ وہ نہ تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قابلِ رحم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بددعا کروں گا۔ سہا بیٹے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کسے کم و سب ہوں۔ اور ہر کو مباہلہ کے لئے ہر ایک شخص کو یا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا جو عرب کا یا جو فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر جانو نہیں رکھی گئی کہ وہ دودرا زعفر کہہ کہ نہیں بلکہ حسبِ نطق و ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ میرید اللہ بکم العسرا ولا یزیدن بکم العسرا۔ یہ تو یہ قرابائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجمن متہم میں صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور محض حوالہ نہ دے بلکہ الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے مبارک تہنیل کی دعائیں اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دُعا

اے خدا! عظیم خیر میں جو فلاں امین فلاں ساکن تھے فلاں ہوں اس شخص کو

✦ جملہ خیر فی حق میں ہے کہ اس نعمت کی مبادی کو جو مجھے جس کے شہ پر گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار میں خیر میں گریں اور پرتیکا ہے مگر وہ باتیں یاد رکھیں اور اقل ہے کہ وہ عربی میں لکھنے کے لئے تین تین لکھ کر ہے۔ بہت خوب یہی نشان دیکھے۔

ہر ایک طرف اسلام میں داخل ہوتا شروع ہو جا۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا

جس کا ہم غلام احمد ہے دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کاذب اور مغتری اور کافریا
ہوں اور یہ تمام الہام میں کسی جو میں نے انجام آتم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس
اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب سیر نزولیک انشرا یا شیطانی وساوس ہیں۔ تیری طرف
سے نہیں ہیں۔ پس اے خدا کے تلوار اگر تو جانتا ہے کہ میں اپنے اس اصل میں تھا
ہوں اور اس کا یہ دعویٰ تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں
بلکہ وہ وحیقت کافر ہے تو اس نہت مروجہ پر یہ احسان کہ کہ اس مغتری کو
ایک سال کے اندہ پاک کرنے کا لوگ اس کے فتنے سے امن میں آجائیں اور اگر یہ
مغتری نہیں اور تیری طرف ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں
ہیں تو مجھ پر جو میں اس کو کافور کذاب سمجھتا ہوں دیکھ اور دولت سے بھر اور
غذاب آج کے دن سے ایک برس کے اندہ نازل کر۔ آمین۔

یہ اشتہار جب کسی مبالغہ کرنے والے کی طرف سے بغیر کسی تغیر تبدل کے آئیگا۔ تو ایک شخص کو کوبہ جائیگا
کہ اس اشتہار کو جاری جماعت میں پڑے تب اس کے فتنے ہونے پر تمام جماعت آمین کہے گی اور ایسا ہی کہا
جائیگا کہ گویا بالو اب مبالغہ ہوا۔ ایسا ہی میری طرف اس اشتہار کے بعد اس مضمون کی تحریر مبالغہ ہے گی۔
کہ میں وہ تمام ہدایات جو انجام آتم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے گئے ہیں اس اپنی تحریر میں بچ کر دیکھا
اور یہ دعا بعد اس کے لکھوں گا۔ کہ اے خدا کے تلوار و عظیم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعویٰ مسیح موعود
ہونے کی طرف سے بنالیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ بلکہ میرا
انشرا ہیں یا شیطانی وساوس ہیں تو آج کی مانند سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے
یا کسی ایسے مبالغہ میں مبتلا کر جو موت بدتر ہو لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ تیرے الہام سے ہے۔
اور یہ سب الہامات تیرے الہامات میں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ تو اس مخالفت کو جو اپنے اشتہار
مبالغہ کے ذریعے سے میری تکذیب کرتا اور مجھ کو کاذب جانتا ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں نہایت
دیکھ کی مادی میں مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب اشتہار اس مخالفت مبالغہ کنندہ کے پاس پہنچے تو چاہیے
کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔
یہ تجویز مبالغہ ان لوگوں کے لئے ہے جو پچاس کو سس سے زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں۔

لیکن اگر پچاس کو سس کے اندہ ہوں جیسے شیخ محمد حسین رضوی اور شہناز احمد قسری اور احمد اللہ

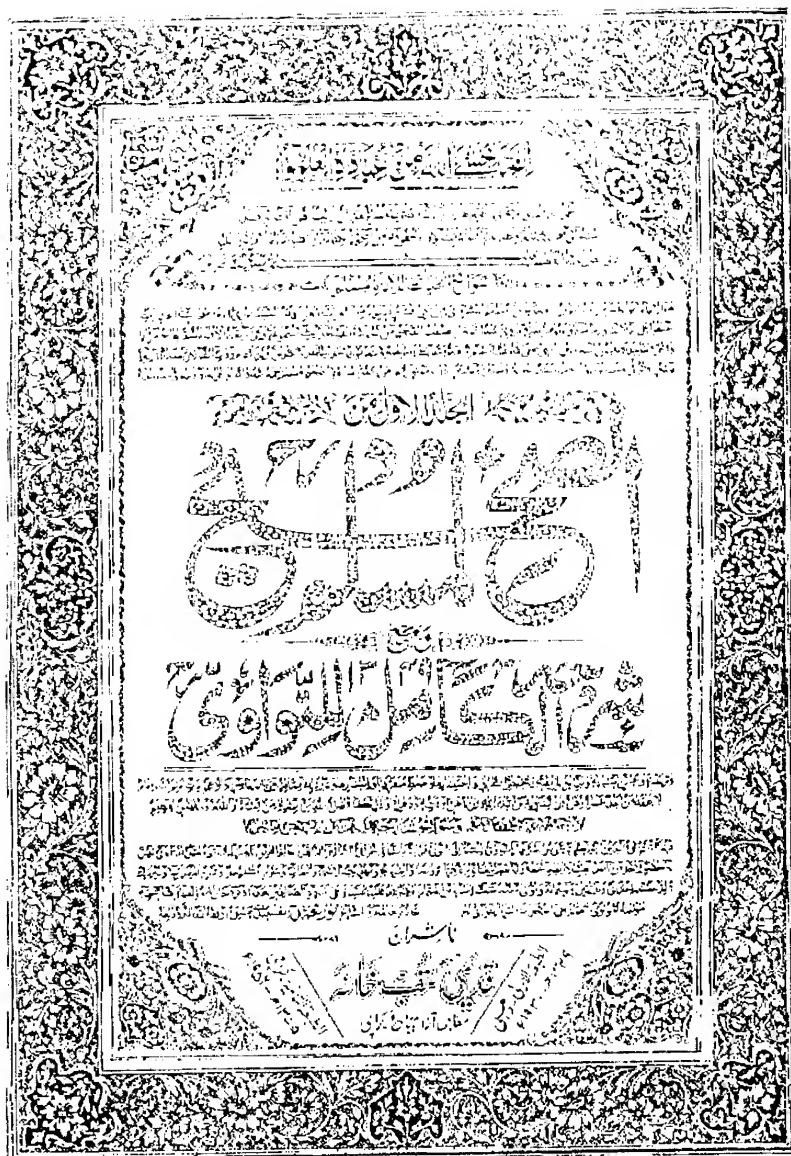
اور رنگ پکڑ جائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کروں گا اور خدا صاحب اس ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں آپ تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بحثیں آپ لوگوں سے بہت ہو چکی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی وقتاً قرآن اور حدیث سے بچا یہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہر ایک تلبیس اور تزویر سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک رعوں پر بڑے بڑے اثر پڑے۔ اور ہزار ہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح کھل گئے۔ اب پھر اسی بحث کو چھیڑنا یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت ادبے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں۔ ہاں عین مبالغہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی تاحق درخواست کرے گا میں سمجھوں گا۔ اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اہل مسنون طریق مبالغہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مبالغہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ نکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہرا دیں۔ وہ

امرتسی اور عبدالحق غزنوی اور میاں عبدالحق غزنوی تو ان کے لئے یہ طریق احسن ہے۔ کہ وہ مبالغہ مبالغہ کریں۔ آدمی مسافت میں طے کروں اور آدمی وہ طے کریں۔ اور ایک درمیان جگہ میں مبالغہ ہو جائے یہ بہاری آخری اقسام بحث ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص غلام کو نہیں چھوڑے گا۔ تو پس پر خدا تعالیٰ کی جنت پوری ہو گئی۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ منہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ومعه حاشية عليه الأمام أبي الحسن السدي

طبعة قديمي كتب خانة بالاتفاق مع نور محمد اصح المطابع كارخانه تجارت كتب

ایام الصلح

دلائل قوا باید یکم الى التهلكة۔ پس ہم گنہگار ہونگے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے گرفتہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود موعود کو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اُمس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ماسوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا تول اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر موجب نصوص قرآنیہ و حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھائی جائیں تا آن پر عمل کیا جائے۔ اور اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ باعقاد آپ کے مامور ہو کر آئینہ قتل دجال ہے جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہلاک مل باطلہ بذریعہ حج و آیات ہے تو پھر وہی کام پہلے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں آکر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں ہے صحیح بخاری یا سلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو تو ہم بہر حال حج کو جائیں گے۔ ہر جہاں بادیاد۔ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن دجالیدہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فریفتہ نہ کریں حج کی طرف رخ کرنا غلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

۴۹

۱۔ اس جگہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ ازالہ آدمی میں یہ حکما ہے کہ دجال کا طواف برقی سے ہوگا جس طرح چور محمول کا طواف برقی سے کرتا ہے اب یہ بیان اس کے مخالف ہے۔ کیونکہ دجال درحقیقت ایک کردہ ضدین

الاستغناء

ضمیمہ حقیقت الوجود

اشد الانكار - وعلى حياته يصرون وتلك كلمة بها يموتون - فاجتنب ذلك ان كنت من الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون - ولا تكن كمثل الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم فلا يباليون - ويقولون ان المسلمين اجمعوا على حياته كدليلهم يكنزون - واين الاجتماع وفيهم المعززون - واذا قيل لهم ان تنكروا في قول ربكم قلنا توكلت على اوبه لا تؤمنون - فليس جوابهم الا ان يجزوا آيات الله ويقولوا ان معنى التوفى رفع الروح مع الجسم العنصر انظر كيف عن الحق يعنلون - ويعلمون ان هذا القول قول مجيب به عيسى بحضرة العزة يوم القيامة اذ يسئله الله عن ضلالة الامة وكذلك في الفرقان تقرؤن - فحجبت والله كل العجب من شانهم ومن عقلم وعرفانهم - الا يعلمون انه ما كان لبشر ان يحضر يوم النشور - من قبل ان يقبض روحه ويكون من اصحاب القبور - ما لهم لا يتدبرون - وقد حشا الصحابة التراب فوق خيرة البرية - ومزارع موجود الى هذا الوقت في المدينة المنورة - فمن سؤل الادب ان يقال ان عيسى ما مات وان هو الا شريك عظيم - يا كل المحسنات يخالف الحصة بل هو توفي كمثل اخوانه - ومات كمثل اهل زمانه - وان عقيدة حياته قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية - وما اتخذوه الها الا بهذه الخصوصية - ثم اشاعها النصاري ببذل الاموال في جميع اهل البدو والحضر - بما لم يكن احد فيهم من اهل الفكر والنظر - واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر منهم هذا القول على طريق العثار والعثرة - فهم قوم معذورون عند الحضرة بما كانوا خاطئين غير متعمدين - وما اخطوا الا من وجه الطبايع الساذجة والله يعفو عن كل مجتهد يجتهد بصحة النية - ويؤدي حق التحقيق من غير خيانه على قدر الاستطاعة - الا الذين جاءهم الامام الحكم مع البيئات

۲۹

ما شاء ربح بار اول

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ
الحمد لله الموفق اني كتبت هذه الرسالة والصيغة الجيدة لعلاج مرض
المتنصرين الذي امتد مده وعرقته مده واكتمهم نارا انكار الفرقان. والصول
على كتاب الله القرآن. فأردنا ان نجيبهم من مخيل الحرام. ونريهم سوء داءهم ونهديهم
الى دواء السقام. فالله هذا الكتاب مع انعام كثير من اجاب. وهو خمسة
الآيات من الدرهم لكل من اتى بمثله وارى الجائب. وهو بفضل الله حسن
وطيب والطف وادق. وسميته الحصة الاولى من

نور الحق

”عسى ربكم ان يرحمكم
وان عذتم عذنا وجعلنا جهنم
للكافرين حصيرا ان عذ القرآن
يهدهم للتي هي اقوم ويبشر المؤمنين
الذين يعملون الصالحات ان لهم
اجرا كبيرا“

قد طبع في المطبع المصطفائي بربط في لاهور سنة ١٣١١ هـ

لہذا المناضلة ان کا تو امن الصادقین و علمت من ربی انہم من المخلوبین۔ و
 واللہ انی لست من العلماء و لا من اهل الفضل والدعاء و کما اقول من انواع
 حسن البیان او من تفسیر القرآن فہو من اللہ الرحمن و کما اخطأت فیہ فہو
 متی و کما ہو حق فہو من ربی و ان ربی اذوا انی من کاس العرقان و معدلک ما
 ابرء نفسی من الشہو و النفسیان و ان اللہ لا یترکنی علی خطا طرفۃ عین و
 یحصرنی من کل مین و یحفظنی من سبل الشیاطین۔ فی اہل الالہواء و
 الدعا و الریاء ان کنتہم تحسبون انفسکم من اولی العلم و الفضل الدعاء
 او من الصلحاء و الاولیاء و الاتقیاء او من الذین یسمع دعائہم کالاحیاء
 فأتوا بمثل ذلک الکتاب فی جمیع الانحاء و اذوا فی علمکم و قد رکع فی حضرة
 الکبریاء و ان لم تفعلوا و لن تفعلوا یا معشر السفہاء فتادبوا مع اهل الحق و النور
 و الضیاء و لا تعتدوا و اکل الاعتداء و باہذا الاصنیعة الرب القوی لا فعل الخریک
 و الضعفک و ان الکرامات تظہر فی وقت توہین الاعداء و ان عباد اللہ یصرون
 عند انتہاء الجور من اهل الجفاء و اذ بلغ الظلم غایتہ فیدرکہم رب السماء
 فتوبوا من المعائب و العثرات و یأدروا الی الحسنات و الصالحات و ان الحزامة
 کل الحزامة فی قبول الکرامة فاقبلوها قبل الندامة و اتقوا اسود الخزی و
 الملامۃ و نکال القیامة فطوبی لکم ان جئتم کالتائبین المتندبین من ہذا الخاتمة
 النسیئة و خاتمة الفحارم العدا و اتمام الحجۃ و السلام علی من قبلنا قبل المذلة و ترک
 سبیل المجرمین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۛ

الراقی الحقیر

المفتقر الی اللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و اید

و کان ہذا مکتوباً فی ذی القعدة ۱۳۱۱ھ
 من ہجرة نبی العہد مقبول لاحد صلی اللہ علیہ وسلم

مِنَ الْاَزَلِ اِلَى الْاَبَدِ

ماثل لمع قول

هَذَا كِتَابُ الْقَتْلِ مِنْ تَأْيِيدِ رَبِّي الْمَنَّانِ
وَاللَّهُ أَيْدِيَهُ مِنْ قُوَّةِ رَبِّي لَا مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ
وَأَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَظِيمُهُ لِيَكُنْ فِكْرُ خَوَاتِ الدِّيَانِ
وَأَنِّي سَمِعْتُهُ

مَوْاهِبُ الْجَنَّةِ

وَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْأَخْضَرُ غُلَامُ أَحْمَدَ مَا قَالَهُ اللَّهُ
وَأَيْدِي وَجِلِّ قَرِيبِي هَذِهِ قُلُوبَانِ
فَارَا الْإِسْلَامَ وَمَحَبَّةَ الْمَلَائِكَةِ
النِّكَاحِ
(أَمِين)

قد طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتام
الحكيم فضل الدين البهيري ولا أربعة عشر خلون
من شوال سنة ١٣٢٠ هـ مطابقاً لأربعة عشر خلون من
شهر جنوري سنة ١٩٠٣ ع

مواہب الرحمن

۳

وَالْإِنِّي مَا تَقَرَّهْتَ قَطُّ بِهَذَا فَكَيْفَ إِلَى هَذَا الْقَوْلِ يُعْزَى - يَطْلُبُنِي فِي
 دس گاہے اس جیسے کلمات پر زبان نازندہ ام پس چکڑے سوسے میں منسوب کردہ شہنشاہ ابن کس مراد بیان
 نیا طوفاً علی بساط ویبین ما فہمت بہ بصورۃ اُخری - فاقول مل
 می طلبد دس برساط نشستہ ام و آن سمنہا میگوید کہ بصورت دیگر گفتہ بودم پس میگویم
 رسلک یافتی ولا تعزلی الی قول ما انعزى - ومن حسن خصائل
 کہ آہستہ باشی اندوختہ ام و مرا سوسے آن سخن منسوب کن کہ میں خود را سوسے آن منسوب فی کلمہ و از سیرت باغہ نیکو
 المرءان یمحقق ولا یعتد علی کل ما یروی - فائق اللہ یا من یخرج جلدی
 کہ مرد را می شایہ نیست کہ تحقیق کند و بہر روایتی کہ بشنود اعتماد نہ نماید - پس بر سر از خدا لے کہ پست مرا نمود
 ویشہر منقصتی - وتعال اقض علیک قصتی - واسمع منی معذرتی -
 میکنی و منقصت من شہد میفائی و ہا کہ بر تو قصہ خود می خوانم - و معذرت من بشنو
 ثم اقض ما انت قاض و اخط خطوۃ التقی - واسلک سبیل التقوی ولا تقف
 باز ہر قصہ کہ میجویی اختیار نہست کہ کردہ باشی و ہر چہ کہ گویان کلمہ بن و را و پرہیز گاری و دوسہ آن ہر چہ
 فالیس لك بہ علم ولا تتبع الہوی - الی امر بیکلمنی ربی - و یعلمنی من لدنہ
 کہ بر دو ہر حقین اطلاع نداری و ہا پرستی کن من مردے ام کہ بامن خدا گفتگو میکنی و از خزانہ خاص خود را
 و یحسن الدبی و یوحی الی رحمة منہ فاتبع ما یوحی - وما کان لی ان اترك
 تعلیم میدہد و باب خود را در بستر مایہ لذت خود را می و می یغریزند پس من و خدا را پروردگار یکیم و مرا چہ شد کہ
 سبیلہ و اختار طر قاشقی - و کما قلت قلت من امرہ - و ما فعلت شیئاً
 راہ و بگذارد و طریقہ ہستہ متفرق اختیار کنم و ہر چہ گفتہ ام را و گفتہ
 عن امری - و ما افتریت علی ربی الا علی - وقد خاب من افتری - اتعجب
 نہ کردہ ام و ہر خداوند بزرگ خود در دین نہستم و ہا کہ خداست آنکہ معترے مستحکم از
 من هذا فلا تعجب من فعل القدر الذی خلق الارض و السموات الطلا
 کہ و ہر تعجب میکنی ہی بر کار آن قدر چہ تعجب کنی کہ زمین و آسمان ہستہ - ہذا را پیدا کردہ است -

معاشر ما قتلنا، وغناؤا وحررتوا البیان ونحتوا البهتان ووقعوا فی حیص بیص
وظنوا ظن السوء، فتعسفا لتلك الظانین۔ واللہ یعلم انی ما قلت الا ما
قال اللہ تعالیٰ ولم اقل كلمة قط يخالفه وما مصها قلبي فی عمري، وأما
قولهم ان المسيح كان خالق الطيور وكان خلقه لخلق اللہ تعالیٰ بعينه و
كان احياءه كالحياء اللہ تعالیٰ بعينه بلا تفاوت، وكان معصوماً تاماً ومحفوظاً
من مس الشيطان، وليس كمثله فی هذه العصمة نبينا صلى اللہ عليه وسلم،
فهذا عندي ظلم وزور، كبري كلمة تخرج من أفواههم وانهم فی هذه
الكلمات من الكاذبين، وأما افتراؤهم علی وظنهم كافي لا يؤمن بالملأ شكة
فما أقول فی جواب هذه الظنون الفاسدة التي لا أصل لها ولا أثر، غير اني أستهل
فی حضرت اللہ سبحانه وأقول رب العفی ان كنت قلت مثل هذا، والا فالعن

مرة ماء، ثم يسيرون حتى يشتهوا الى جبل الخضر وهو جبل بيت المقدس فيقولون
لقد قتلنا من فی الارض علمت فلنقتل من فی السماء، فيرمون بنشأ بهم الى السماء
فيرد اللہ عليهم نشأ بهم مضنوبة دماء ويحصر نبي اللہ واصحابه حتى تكون
رأس الثور لاحد منهم خيراً من مائة دينار لاحدكم اليوم، فيرغب نبي اللہ عيسى
واصحابه الى اللہ فيرسل عليهم النخع في رثابهم فيصبرون فرسى موت نفس
واحدة، ثم يهبط نبي اللہ عيسى واصحابه الى الارض فلا يجدون فی الارض موضع
شبر الا ملأه زهمهم ونشأهم، فيرغب نبي اللہ عيسى واصحابه الى اللہ فيرسل
اللہ طيراً كأعناق البخت فتحملهم فنطرحهم حيث شاء اللہ، ويستوقد المسلمون
من تسميمهم ونشأهم وجعاً بهم سبع سنين، ثم يرسل اللہ مطراً الا يكن منه بيت
مدر ولا وبر فيخسل حتى يتركها كالزلفه، ثم يقال للارض أنبتی غمرك وردی
بركتك فيومئذ تأكل العصاة من الرمانه ويستطلون بحفها ويبارك فی الرسل
حتى ان اللقحة من الابل لتكفي الفخام من الناس واللقحة من البقر لتكفي القبيلة
من الناس واللقحة من الغنم لتكفي الفخذ من الناس، فيبيناهم كذلك اذ بعث اللہ

جاء الحق وذهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

آنانکه برد علومی ماحمله میکنند	وز راه چهل عربده ها بر ملا کنند
گر یک نظر کنند درین نسخه کتب	هست این نقیص که ترک نماید با کنند
باور نمیکنم که نیایند عذر خواه	وین امر دیگر است که ترک حیا کنند

برایین احمدیه

چشم

(۵)
لقب

بالحق احمدیه علی حقیقه کتاب الله القرآن والنبوة المحمديه
مؤلفه

حضرت اقدس مرزا علام احمد ساجد عود علیہ السلام

حصہ پنجم

ضمیمہ برائین احمدیہ

رہتے تھے اس ملک میں تو شاید نادر کوئی ایسا سال گذرتا ہوگا کہ زلزلہ نہ آتا ہو۔ تاہم
سے ثابت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ زلزلے آتے رہے ہیں اور سخت زلزلے بھی آتے رہے ہیں
حضرت عیسیٰ نے اپنی زندگی میں جب وہ اس ملک میں تھے اور ابھی کشمیر کی طرف سفر نہیں
کیا تھا کئی زلزلے خود دیکھے ہونگے۔ پس جس نہیں سمجھ سکتا کہ ان معمولی حوادث کا نام پیشگوئی
کیوں رکھا جائے۔ پس جس نسخہ کو آپ نے میری پیشگوئیوں میں تلاش کرنا چاہا اور نامراد رہے
اگر آپ حضرت عیسیٰ کی ان پیشگوئیوں میں تلاش کرتے تو بغیر کسی محنت کے فی الفور آپ کو بل
جاتا۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے زلزلہ کا نام زلزلہ ہی رکھا کوئی تادیب نہیں
کی۔ کیا آپ مجھے حضرت عیسیٰ کا کوئی ایسا فقرہ دکھا سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ ان پیشگوئیوں
میں زلزلے سے مراد درحقیقت زلزلہ ہے کوئی استعاذہ نہیں۔ اور بغیر حضرت عیسیٰ کی

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا زہد آسمان پر جانا محض لپ ہے بلکہ وہ صلیب پر چکر پوشیدہ طور پر
ایران اور افغانستان کا سر کر کے ہوئے کشمیر میں بیٹھے اور ایک لمبی عمر وہاں بسر کی۔ آخر فوت ہو کر سری نگر
علاقہ خانیہ میں مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر پر بیزار ویتبارک بلہ اور صلیب پر آپ
فوت نہیں ہوئے۔ کچھ زخم بدن پر آئے تھے جن کا مرہم عیسیٰ کے ساتھ علاج کیا گیا تھا۔ اور اس
مرہم کا نام اسی درجہ سے مرہم عیسیٰ رکھا گیا۔
جس طرح علامہ سید مولوی آنحضرت علیہ السلام آمد کی لطافت میں مجبور ہوئے تھے اور کئی دفعہ
تواریخ کے پیشانی مبادک پر آنحضرت علیہ السلام کو آئے تھے اور سرتاپا خون سے آلود ہو
گئے تھے اسی طرح بلکہ اسی سے بہت کم حضرت عیسیٰ کو صلیب پر زخم آئے تھے پھر نہ معلوم
تاریخ نویسوں کو حضرت عیسیٰ کے کسی شتر کا نہ محبت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کے زخم تو قبول کرتے
ہیں مگر حضرت عیسیٰ کا مجبور اور زخمی ہونا ان کی شاق سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شور ڈالتے ہیں کہ انکی نسبت
ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر غرہ کر
پھر زمین پر اترنے والے۔ وہی معتد لمبی عمر پانے والے۔ مگر خدا نے ان کو میدان نشیں ہی بھی لکھا نہیں
دکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔ مگر مذہبی علیحدگیوں
صرت کیلئے تھے۔ نہ کوئی دوسرا بھائی تھا نہ بہن۔ منہ

مٹیل بیچ طبع اہل

الحمد للہ والہ

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی لودران کے مریدوں
اور بخیال لوگوں پر تمام حجت کے لئے محض نصیحتاً شائع کیا
گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے
اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی
دیا گیا ہے جو اسی ٹائٹل بیچ کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور
یہ رسالہ موسم بہار

حق کو لے کر

ہو کر
مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بیسوی مالک مطبع چکریم ستمبر ۱۹۰۲ء
کو شائع ہوا

ضمیمہ نمبر گولڈرہ

ہونے کا دعویٰ کہ قوم کا صلح قرار نہیں دیا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محض
ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رموزِ جملہ کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور
یا اللہ! میں جھوٹ بولتا ہوں یا اس میں جھوٹ ملتا ہے وہ اس نجاست کے کٹر طے کی
طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسی خبیث اسلاف
نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر اختیار کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ
وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابلِ انتقام نہیں کوئی شخص اس کی پیروی نہیں کرتا کوئی
اس کو نبی یا رسول یا مومنین اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہئے کہ اس
معتزبانہ عادت پر براہِ شریعتیں برس گزرتے۔ میں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت
نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا ان کے اندونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ ان کے دو قول تو میں یاد ہیں۔
پہلا یہ کہ اب وہ ان سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بڑے
بڑے طبیبوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبد اللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے
ایک نور نکلوان پر گرا اور میری لور اس سے بے نصیب رہ گئی (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے
انسانی تش کے طور پر ظاہر ہو کر ان کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار
کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے
ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نفوذِ باندہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ
پر اختیار کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا

+ میں ہرگز قبول نہیں کرتا کہ حافظ صاحب میں ہر دو واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ میں واقعات کا گواہ نہ تھا
میں ہوں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتابِ نلالہ ادا میں ان کی زبانی مولوی عبد اللہ
صاحب کا کشف صبح ہو چکا ہے۔ یہ تو قیقت جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذاب مرتد ہرگز
نہیں ہیں۔ اس لئے کہ گوتم کی طرف ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ ان کے بھائی محمد خلیف
نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کیجئے۔ جھوٹ بولنا مرد ہونے سے کم نہیں۔ منہ ۵۵

حقیت الوحی

۲۹

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور حقیقت جو الیاس نبی کو دوبارہ آنے کی قسم جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی۔ اُس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اُس کا اہنس حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہو گا اور امتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا امتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجہ نبوت پایا تھا؟ **هَذَا هُوَ الْحَقُّ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ قَدْ بَعَثَ اللَّهُ الْأَنْبِيَاءَ كَمَا بَعَثَكُمْ لَمَّا نَسُوا فَأَنْفُسُكُمْ تَنْفَتِلْ فَتَعْبَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ**۔ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئے گا کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کی طرف دوڑیں تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھیں گے اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرینگے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو گا اور شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھیں گے۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

دشنام: حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے ناندہ کے لئے گھڑا تھا کہ ان کی پہلی آمد میں ان کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ مکروری دکھاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آبدنانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسری نکالیں گے۔ تاہم اس طرح پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آنا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف ہوئے جلتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جب انکی عقلیں ترقی کرینگیں تو وہ بہت آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور جیسا کہ بچہ پورا نیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا ہی طرح وہ بھی مشیمہ حجاب اور جہل سے باہر آ جائیں گے۔ منہ

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امر وہی کو ہمارے مقابلہ کیلئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہتا کہ کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ آتا کہ خاتم الانبیاء بنائیں بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور انکو بڑا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشا کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث امام مکہ منکمر کے مطابق اور مسلم کی حدیث ائمہ منکمر کے رو سے اسی امت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہوگا۔ تاہم موسیٰ سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کہ نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکا دے۔ بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے۔ کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے کو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیراں نہ مے پر نہ مریداں مے پر اُنند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کیساتھ اُترتے دیکھے گی۔ اور پادری لوگ اگر مولویوں کا غلط پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اُس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہو گا۔ کیا اسلام دنیا میں ہو گا یا لعنت اللہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محمد خان یار میں مدفون ہے۔ اُس کو ناحی آسمان پر بٹھایا گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اُطرا کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گذرا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا۔ **ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ**۔ اب آسمان کی طرف

ملا

نور افشاں مطبوعہ ۳۳ اپریل کا اعتراض

پر یہ نور افشاں میں مسیح کے مسود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے مسود کی نسبت گیارہ شکر دیکھیں وہ موجود ہیں جنہوں نے اُسے آسمان کو جہان تک مد نظر ہے جاتے دیکھا چنانچہ معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں رسولوں کے اعلیٰ باب اول کی یہ آیتیں پیش کی ہیں

(۳) اُن پر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اُس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا رہا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کتار دی۔ اور اُن کے ساتھ ایک جاہلوں کے علم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ۔۔۔۔۔ اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظر سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دھرم و سفید پوشاں پہنے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱) اور کہنے لگے اے جلیل مروت تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یا یسوع جو تمہارے پاس ہو آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آؤ گے۔

اب پادری صاحب صرف اس عبارت پر خوش ہو کر کچھ میٹھے ہیں کہ حقیقت اسی جسم فلکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہے کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اُس کے شاگردوں سے کچھ سنا پھر ایسے شخص کا بیان کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سر اسر غلط فہمی کو بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہوا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظہر کر رہی ہے

طائيل بيچ طبع اٲل

الحمد لله الذى وقفنا لتأليف رسالتنا هذه التى ألقت
لاخام المولوى رسل بابا الامر تهرى وتبكيته وفصل فيه
كل امر لتبكيته وسميت

اتمام الحجة

على الذى لى وزاغ

عز المجبة

وطبعت فى مطبع كلزار محمد فى بلدة لاهور سنة ١٣١١هـ

قيمت فى جلد ٢٣

تعداد جلد ٤٠٠

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتیں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ بیخوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ نو حد سے گذر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلا ناچاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کے رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پر ہے لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے

يُصَلِّ اَللّٰهُ يَاقَا يَوْمٍ دَلِيلَةً وَمَنْهَا اِلَى الْقُدَّاسِ سَاعَةٌ فِي الرَّبِّ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ
بَرَكَاتُهُ اَدَامَ اللّٰهُ وُجُودَكُمْ وَحَفَظَكُمْ وَاَيَّدَكُمْ وَنَصَّرَكُمْ عَلَى اَعْدَائِكُمْ۔ آمِينَ۔

کتبہ خداداد محمد السعیدی الطرابلسی عفا اللہ عنہ

ترجمہ: اے حضرت مولانا! امانا السلام علیکم رحمتہ اللہ وبرکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشے۔ (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کے آیا تھا) جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیانی کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوں کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور ارباب تک موجود ہے اور اُس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور وہ دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اسکے اور شلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیاد رکھا گیا اور پھر فتح اسلامیہ کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام

ذات کی نسبت منسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کریں تو اسکے اور معنی ہونگے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اسکے اور معنی ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تفسیر و تبدیل ہوتی تو رفع فتنہ کے لئے یہ عین فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقع پر فرمادیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں ٹوئ نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلماً تو قیعتی کہہ کر جناب الہی میں ظاہر کرونگا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلماً تو قیعتی کہہ کر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری امت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلماً تو قیعتی سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلماً تو قیعتی نکلیگا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کر کے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنی مراد لئے ہیں۔ پس اب ذرا انکھ کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ جبکہ فلماً تو قیعتی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنی کرو دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ توفی کے معنی زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اٹھائے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہر حال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلا دشنام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ ماسشیہ میں اخویم حبیبی فی اللہ سید مولوی محمد السعید می طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلا دشنام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۸

موافق ہدی کر دینی چاہیئے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ مجھ کو بیمار کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو سونے کے کڑے جو ٹوٹ میں آئے تھے پہنائے۔ حالانکہ سونے کے کڑے یا کوئی اور چیز سونے کی مردوں کے لئے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لئے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

نسیا کہ

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دزد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اُدپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی یعنی مراق اور کثرت لول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنی یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ سچ جو کیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے نیچے اتریں گے لیکن یہ غلط ہے۔ چونکہ معبود نے ہمیشہ زرد چادر کے معنی بیماری کے ہی کھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اور دزد چیز تو اس کے معنی بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنی یہی ہیں۔

دعوتوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ

ناييل طبع اول

الهدى والتبصرة لمن يرى

١٢- جُون سنة ١٩٠٢ هـ
٦

الثمن في جلد ١٢
محمول ذلك ١٠
ويجي ١

طبع في دار الامان قاديان المطبع ضياء الاسلام

بإتمام الحكيم فضل الدين البجيرد

تعداد اشاعت ٤٠٠

من الضربة^۱ فلا تهنوا ولا تحزنوا وان الله معكم لو كنتم معه بالصدق والطاعة - ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة - والآن اعيد اليكم البدر في المرة الثانية - وان الفتح قريب ولكن لا بالسيف والمحمدة - بل بالضرعة وعقد الهمة والادعية - فلا تظنوا ظن السوء واسعروا الي كالصحابة ولا تموتوا الا وانتم مسلمون وصلوا على محمد خير البرية - وان هذه مائة كليلة البدر عدة - وكليلة القدر مرتبة فابشروا ببدركم وانتظروا ايام النصرة -

فی ذکر اهل الجرائد والاختبار

لعلمك تقول بعد ذلك ان اهل الجرائد والاختبار يستحقون ان يصلحوا مفسد البلدان والديار - فاقول رحمك الله انه خطأ عسى الافكار اثبتت من هؤلاء امراض النفوس - ووساوس القسوس - نعم لا شك ان هذه الصناعات تفيد قومنا لورعة حق المراعات - و تكون كهنا الى مجاهل - وتقود الى مناهل - وتكون كناصر للدينيات - وان الجرائد مرآة ترمى الغائب كالمشهود - والغائب كالموجود - وتكون الوصلة الى بعض الخفايا - بل قد تعين على فصل القضايا - وترمي

في الحاشية - اقل بلدة بأبى الناس فيها اسمها بلد هياته - وهي قول امرئ قانت الاشرار فيها للأهانة - فلما كانت بيعة المخلصين - حرية تقتل الدجال اللعين - باشاعة الحق المبين - اشرفى الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب المد بالضرية الواحدة - فلذلك ملحق من لفظ لهياته كما لا يخفى على ذوي الفطنة

ازالہ اوہام

۴۰۰

حصہ دوم

اب سمجھنا چاہیے کہ گواہی کی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیر و
 دین کا اور طرز بقا و عبادت وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے
 اور اگر احادیث کی کم بختی ساقط الاعانت بار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل
 ہو گا کہ در حقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان و انور بن ابی العزیز علی رضی اللہ عنہ
 حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور امیر المؤمنین تھے اور وہ جو در کچھ تھے صرف
 فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف
 کی کسی آیت سے صریح مخالف و مغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ سچ ابن مریم
 فوت ہو گیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی
 لیکن جو حدیث قرآنی شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی
 ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور
 بھاری غلطی ہے کہ یک نخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعانت بار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیاں
 کو جو خیر و اہل حق میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلمات میں ہر سمجھی گئی
 تھیں بدموضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات بد شدیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی
 ایک سولہ درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح
 میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پسو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تو اگر
 کا اول درجہ اس کو حاصل ہے سائیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت بد ہائی
 پھر یہ کہ اس کے تمام حدیثیں موضوع ہیں در حقیقت ان لوگوں کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ نے
 بعیرت نبی اور حق شناسا سے کچھ بھی بخیر اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان
 لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی
 سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور مستغلات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک
 حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کسی پر مدار نہیں۔

درین زمان برکت نشان بچون خالق کون و مکان

کتاب طب

مستطاب

عسل مصفی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی فائز اور خدمت مسیح موعود کے عارفی و کاتبی
بدلائل عقلمیہ و قلبیہ بوضاحت تمام کیا گیا ہے۔

از تالیف

ابو العطا فرخندہ بخش احمد قادیانی یکم از کمترین زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام

بماہ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق غرہ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

در مطبع السلاطین واقع لاہور طبع کرید

احزاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ جدید کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ صرف بعض لوگوں نے انکے اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم انکے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ انکے اسمائے مبارک سے ناواقف اور نا آشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

• پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

(۱) محمد بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول۔ علاوہ انکے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجروح جامع صفات سے ہوتا ہے۔ وہ سب کا سر وار اور فی الحقیقت وہی مجدد بنی نفسا مانا جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء و نبی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد و تصوف بجامع صفات حتی حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۴ صفحہ ۵۔ وقرة العیون و مجالس اللابرار۔

دوسری صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام محمد ادریس ابو عبد اللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن معین بن علقم عطفانی (۴) اشعوب بن عبد العزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی (۶) صری (۷) خلیفہ مامون رشید بن ابرو (۸) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۹) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۱۰) سہل بن ابی سہیل بن رخلہ شافعی۔ (۱۱) بقول امام شعرائی حارث بن اسعد محاسبی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی۔ (۱۲) اور بقول قاضی القصصات علامہ عینی۔ احمد بن خالد الخلال ابو جعفر حنبل بغدادی۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۴ صفحہ ۱۱۔ وقرة العیون و مجالس اللابرار۔

تیسری صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) قاضی احمد بن شریع بغدادی شافعی (۲) ابو الحسن اشعری متکلم شافعی۔ (۳) ابو جعفر طحاوی ازوی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبد الرحمن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر عباسی

(۱۷) حضرت شبلی صوفی (۱۸) حمید اللہ بن حسین (۱۹) ابو الحسن کرمی صوفی حنفی (۲۰) امام
بقی بن مخلد قوطی مجددانہ لس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام ابو بکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابو حامد سمرانی (۴) حافظ ابو
نصیم (۵) ابو بکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالو کرم شاپوری
(۷) امام ہسینی۔ (۸) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیہ سے
چمن (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابو اسحاق شیرازی (۱۱) ابیہم
بن ابی بن یوسف فقیہ و محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت داعی حنفی (۳)
خلیفہ مستنصر باللہ بن مقتدی باللہ عباسی (۴) عبد اللہ بن محمد انصاری ابو یوسف
پروسی (۵) ابو طاهر سلفی (۶) محمد بن احمد ابو بکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن علی بن محمد (۲) عز الدین ابن کثیر (۳)
امام رافعی خافضی صاحب ذبہ شرح شفا (۴) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب
الدین سہروردی شہید امام طریقت (۵) یحییٰ بن اشرف بن حسن بن علی الدین لوزی۔
(۶) حافظ عبدالرحمن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبد الحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن وکیل السیسی (۳)
شاہ شرف الدین مخدوم بہائی ہندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ

ابن اہیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن الیوب بن سعد بن اہیم الجوزی دہلی و شقی
حنبلی (۶) عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عقیف الدین یا فنی
شافعی (۷) قاضی بدر الدین محمد بن عبد اللہ الشبل حنفی و شقی -

آٹھویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن حجر مستطانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عواقی شافعی (۳) صالح
بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت سیلی -

نویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبد الرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بابام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد
الرحمن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری متبذی - اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد

دسویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری مدظلہ محمد طابہ فتنی گجراتی محی الدین محی السنہ (۲) حضرت علی بن حام
الدین معروف بعلی شقی مہندی کمی -

گیارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی او رنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد
بن عبد الاحد بن زین العابدین فاروقی سر مہندی معروف بابام ربانی مجدد اہل ثانی

بارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید
عبد القادر بن احمد بن عبد القادر حسنی کوکبیانی (۴) حضرت محمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیرین دہلی محمد حیات بن ملا علی

بعض کے نزدیک حضرت امیر تیمور بادشاہ بھی مجدد ہیں -

سندھی - ثانی، پڑھو صدی کے مجدد و اصحابِ اہل ہیں

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالغفری محدث دہلوی (۳) مولوی محمد امین ٹسلی دہلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض لوگ میں بعض بزرگ ایسے ہی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامعِ جمیع صفات انسانیت ہے۔ کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ شریعتِ اسلامی کے تمام محکمات کی خدمات کو سر انجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعتِ حقہ اسلام کے ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے ایک الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوئے اور مشاہدہ اور تجربہ کو ایسا ہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ مذہبِ مجددین سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کوئی مجددِ فقیہ ہے کوئی محدث ہے۔ کوئی مفسر ہے کوئی صوفی کوئی متکلم ہے۔ اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامعِ جمیع صفاتِ انسانی بہرِ حسن و خوبی سر انجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو نبھاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ ہر صدی کے سرِ سر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سرِ سر کوئی مجددِ حوالہ نمبر بدو کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ اور اسلام ایسے نزعین چس گیا ہے کہ جس سے جائز ہی نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے۔

اس بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے۔ اسکا حکم کام ہی ہوتا تھا۔ کہ اسلام پر جس پہلو سے حملہ کیا گیا۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا۔ ایسی ہی حملہ یا نقص کے دور کرنے کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا۔ اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام

سُنَنُ الدَّارِقُطْنِيِّ

تأليف

شيخ الإسلام حافظ عصره . القزويني علم الحديث ومعرفة علماء الرجال

الإمام الكبير علي بن عمر الدارقطني

المولود سنة ٢٠٦ والمتوفى سنة ٣٨٥ هـ

وبذيله

التعليق لمغني عن الدارقطني

تأليف

المحدث العلامة

أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الأول

عند المكتبة

بيروت

الطبعة الرابعة
١٤٠٦ هـ - ١٩٨٦ م

بيروت - الموزومة بناية الامان - الطبعة الاولى - ص.ب. ٨٧٢٢
للملوك : ٣٠٦١٦٦ - ٣١٥١٤٢ - ٣١٣٨٥٩ - برقية : تهمليكي - فاكس : ٣٣٣٩٠



دینار الطاحی عن یونس عن الحسن ، عن ابی بکرۃ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، إن اللہ عز وجل إذا تجلی لشیء من خلقه خشع له ، تابعه نوح بن قیس عن یونس ابن عبید

۱۰ - حدثنا أبو سعید الأصطخری ثنا محمد بن عبد اللہ بن نوفل ثنا عبید بن یعیش ، ثنا یونس بن بکر عن عمرو^(۷) بن شمر عن جابر ، عن محمد بن علی قال ، إن لمہدینا آیتین لم تكونا منذ خلق السماوات والارض ، یدکف القمر لأول لیلۃ من رمضان ، وتکشف الشمس فی النصف منه ، ولم تكونا منذ خلق اللہ السماوات والارض .

۱۱ - حدثنا ابن ابی داود ثنا أحمد بن صالح ومحمد بن سبۃ قالنا ابن وہب ، عن عمرو ابن الحارث أن عبد الرحمن بن القاسم حدثہ عن أبیہ ، عن عبد اللہ^(۸) بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : « إن الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینخسفان لموت أحد ولا لحیانہ ، ولكنہما آیتان من آیات اللہ ، فإذا رأیتہما فصلتا . »

الآخرۃ أعنی : ولكن اللہ إذا تجلی لشیء الخ وإنما فی سنن النسائی من حدیث قبیصۃ الغلالی ومن حدیث الثعمان بن بشیر ولفظہ : إن اللہ عز وجل إذا بدالشیء من خلقه خشع له ، وقد أطال الحافظ ابن القیم الکلام فی معنی هذه الزیادۃ فی کتابہ مفتاح دار السعاده بما لامزید علیہ . قولہ : عمرو^(۷) بن شمر عن جابر ، کلاہما ضعیفان لا یحتج بہما . قولہ : عن عبد اللہ^(۸) ابن عمر ، الحدیث أخرجه الشیخان ، وأعلم أنه ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکسوف والخسوف فی کل رکعۃ برکوع ، وفي کل رکعۃ رکوعان ، وفي کل رکعۃ ثلاث رکوعات ، وأربعۃ رکوعات ، وخمسۃ رکوعات ، قال الحافظ فی فتح الباری : وجمع بعضهم بین هذه الاحادیث بتعدد الرأقۃ ، وأن الکسوف وقع مراراً فیکون کل من هذه الأرجہ جائزاً ، وإلى ذلك ذهب إسماعیل بن راہویہ ، لکن لم یثبت عنده الزیادۃ علی أربع رکوعات ، وقال ابن خریجۃ وابن المنذر والخطابی وغيرہم : یجوز العمل بجميع ما ثبت من ذلك ، وهو من الاختلاف المباح ، وقواء النووی فی شرح مسلم . والله أعلم .

(۲۵۴ ج ۲ - سنن الدارقطنی)

ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیے کہ کس قوت اور چمک سے کسوت اور خسوت کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس التجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نزال لعن اللہ الف الف مرتبہ۔ اپنے ناپاک لشکریوں میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اسے پیدا مجال! پیشگوئی تو پوری ہو گئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جوامم محمد اقرنے واقطنی میں مرقیہ میں یہ ہیں۔ "ان لمہدینا الیتیم لہ تکرنا من خلق التہلک والارضین ینکسف القمر لاولیٰ لیلہ من رمضان ینکسف الشمس فی النصف منہ الہ۔ یعنی ہمارے مہدی کی تہجد اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مہدی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے اذکار کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس خسوت کی تین راتوں میں پہلی رات یعنی تیرہویں رات۔ اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اُس دن گرہن ہوگا جو درمیانِ دن ہے یعنی اٹھائیس تا نائے چوبیس کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مہدی کے لئے اتفاق نہیں ہوا کہ اُس کے دُکری کی وقت میں خسوت کسوت و رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس عرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوت کسوت کا لون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا۔ اور یہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے۔ بلکہ صریح یہ مطلب تھا کہ اُس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے ہدایت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوت کسوت ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیے تھا۔ کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے جو کہ کسی کتاب کے ہمیش کرتے۔ جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے۔ اور اُس کے وقت میں ایسا خسوت کسوت بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لا حول ولا قوۃ۔ ان احمقوں نے یہی کسی لفظ سے سمجھ لئے اسے نالوا! انکھو! انکھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

وذمراء هذا إبيان بعض العلماء وإما صاحب الانسان الكامل عبد الكريم
 یہ تو بعض علماء کا قول ہے مگر صاحب کتاب انسان کامل عبد الکرم نے
 الذي هو من المتصوفين فبلغ الامر الى النهاية وقال ان التشليث
 جو تصوفیوں میں ہے اس بارے میں مدہبی کردی اور کہا کہ تشلیث

يعنه حق ولا حرج فيه وان عيسى كذا وكذا ابل اشار الى انه ليس
 ایک معنی کے روح حق ہے اور اس کے حرج نہیں اور عیسیٰ الیسا ہو اور ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ
 بخلق ومنهم من اعتدى في كذبه وقال بسم الله الارب والابن و
 وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں سے نہیں ہو اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے اور یہ لکھ کر بسم اللہ الارب والابن
 روح القدس كذلك ايدوا الفرية ونصرها وكان الكذب في اول الامر
 روح القدس اسی طرح انہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو

قليلاً ثم من جاء بعد كاذب الحق بكذب كذا يا اخر حتى ارتفعت
 تھوڑا تھا پھر جو شخص ایک جھوٹے کے بعد آیا اس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جھوٹ کی
 عمارة الكذب وجعل ابن عجوزة ابن الله وبعد ذلك جعل الله العالمين
 عمارت بہت آدھی ہو گئی اور ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنا لیا اور پھر خدا کے مانا گیا خبر دہرہ دہرہ

اللعنة الله على الكاذبين ان عيسى الانبي الله كانباء اخرين وان
 جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسیٰ صوف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ

هو الا خادم شريعة النبي المعصوم الذي يحرم الله عليه المراضع حتى
 اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ
 اقبل على ثدي امه وكلمه ربه على طور سينين جعله من المحبوبين لهدى موسى
 اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچا لیا اور اس کا خدا کو سینا میں اس سے حکلام ہوا اور اس کو پہاڑ بنا لیا وہی موسیٰ

والفائدة كما الله من على جبل وكلم الشيطان عيسى على جبل فانظر الفرق بينهما ان كنت من الناظرين
 حکام ایک پہاڑ پر موسیٰ سے حکلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسیٰ سے حکلام ہوا سو ان دونوں آدمی کے
 حکام میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نوؤمن
مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات یقین لادیں
انہ حی فی السماء ولم یحُتْ و لیس من المیتین۔

کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔

و اما نزول علیہ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحامیۃ
مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوئے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب حماتہ البشری

و خلاصتہ انا لانجد فی القرآن شیئاً فی ہذا الباب من غیر خبر و قاتہ
میں بخوبی ثابت کر دیا ہے اور غلام اسکا یہ کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسیٰ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے اور

الذی نجد ہا فی مقامات كثيرة من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول
وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں ہاں بعض احادیث میں نزول کا

فی بعض الاحادیث و لکنہ لفظ قد کثر استعمل لہ فی لسان العرب
لفظ آیا ہے لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

علی نزول المسافرین اذا نزلوا من بلدة ببلدة او من ملک بملک
مسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں وارد ہوں اور یہ ایک ملک سے دوسرے

متغیر ہیں و النزول هو المسافر كما لا يخفى علی العالمین۔
ملک میں سفر کر کے آئیں اور نزول تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جلفظہ والوں پر پوشیدہ نہیں۔

و اما لفظ التوفی الذی یوجد فی القرآن فی حق المسیح وغیرہ
مگر توفی کا لفظ جو قرآن میں حضرت مسیح اور دوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سو اس میں بغیر جسے ماننے کے

من بنی آدم فلا سبیل فیہ الی تاویل اخری بغیر الاماتۃ و اخذنا
اور کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور یہ معنی مارنے کے ہم نے

معناہ من النبی ومن اجل الصحابة لا من عند انفسنا و انت تعلم
نہی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بزرگ صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھڑے ہیں اور تو جانتا ہو کہ

جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے لئے والوں (خواہ حقیقی طور پر پیرو ہوں یا رائے نام) کا جب
 کبھی منکران مسیح سے مقابلہ ہوا۔ تو متبعان مسیح ان منکران مسیح پر غالب رہے۔ مگر حقیقت
 عیسائی مسیح کے پیرو نہیں بلکہ صرف اسی طور پر اس کی طرف منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق
 حقیقی متبعین سے ہوتا تو عیسائیوں کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا۔ پس برائے نام پیروں کا غلبہ ثبوت
 ہے اس بات کا کہ پیشگوئی کا تعلق اسم سے ہوتا ہے، مسئلے جب تک موجودہ مدعیان اسلام حقیقی
 طور سے مسلمان کہلاتے ہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں میں مل نہیں جاتے اس وقت تک اگر وہ
 کہہ دینے پر کا بعض ہیں تو پیشگوئی کے صدف پر کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ امر ضرور
 تو غیر اگھروں کی طرف سے ہو سکتا ہے خلاف بے منکرین کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ خلاف
 کے منکرین کے لئے تو اتنا سوچنا ہی کافی ہے کہ مدینے کے علما کی طرف سے بھی مسیح موعود پر کفر کا
 فتویٰ نکل چکا ہے پس وہ تکفیر کی وجہ سے کاذب ہیں چکے ہیں اور تکفیر کا مسئلہ متکلیف خلاف
 کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ فائدہ بردا

گیارہواں اعتراض :- پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا اگر حضرت مسیح موعود واقعی اپنے
 منکران کو کافر سمجھتے تھے تو کیوں آپنے ان سے وہ سلوک روا رکھا جو کافروں سے جائز
 نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اعتراض کرنا مستعرض کی نادانیت پر دلالت کرتا ہے
 کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز
 رہا جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

غیر احمدیوں سے ہماری غازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا انکے
 جنازے پڑھنے سے روک لیا اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم انکے ساتھ ملکر کر سکتے ہیں۔ دُر
 قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دینی۔ دینی تعلق کا سبب بڑا ذریعہ
 عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دینی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و رابطہ ہے سو دینی
 ہماری لئے حرام قرار دے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں
 کہتا ہوں انصار دینی کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ ادا گریہ کہو کہ غیر احمدیوں کی سلام

کتاب الفیصل

جلد ۱۱

۱۷۰

کیونکہ جانتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے ہاں شد منافقین کو حضرت مسیح موعود نے کسی سلام نہیں کیا اور نہ ان کو سلام گنت جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود نے غیروں سے تنگ کیا ہے اور اب کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ اس لئے اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات ہے تو کیوں ایسی احمدی صورت کا نکاح فسخ نہیں قرار دیا جاتا جس کا غرض غیر احمدی ہے یا کیوں ایک احمدی باپ کا ورثہ غیر احمدی بیٹے کو جانا ہے حالانکہ مسلمان کا کافر وارث نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو ہر ایک انسان کے لئے ہیں اور ایک وہ جو صرف حکومت کے لئے ہیں مثلاً نماز پڑھنا ہر ایک کا فرض ہے لیکن چور کے ہاتھ کاٹنا ہر ایک کا فرض نہیں بلکہ حکومت کا فرض ہے اسی طرح روزہ رکھنا ہر ایک مسلمان کے لئے فرض ہے مگر زانی کو سنگسار کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا فرض ہے اب اگر اس صل کے ماتحت غیر احمدیوں اور احمدیوں کے تعلقات پر نظر ڈالی جاوے تو سارے جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ نماز الگ کرنے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس لئے اس پر عملدرآمد کا حکم دیا گیا ہی حال جنازوں اور رشتے اور ناٹھوں کا ہے لیکن وراثت اور نکاح فسخ ہو جانے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر آپ کو حکومت دی جاتی تو آپ انکے متعلق بھی حکم جاری فرماتے پس مسئلہ وراثت کے متعلق ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو جو حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور پھر حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق فیصلہ نہیں فرمایا تو اس کو پیش کیا جاوے ورنہ یہ کن کافر احمدیوں کے ساتھ بعض اسلامی سلوکس جائز رکھے گئے ہیں ایک دعویٰ ہے جسکی کوئی بھی دلیل نہیں۔ ختم بردار بارھواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو عبد الیکیم کو خط لکھا ہے اس میں آپ نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جسکو تیری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھ سے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ کم از کم وہ لوگ کافر

۱۸۹۹ء ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے“

(از خط حضرت اقدس بنام بابوالہی بخش صاحب ۱۶ جون ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۰۵۔ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷)

۳۰ جون ۱۸۹۹ء ”۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الام ہوا:

پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کے تقسیم ہوئی کہ یہ الام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الام سنایا گیا اور الحکم نمبر ۲۳ جلد ۲۔ ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک خدایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر عبد بوڑے خاں اسسٹنٹ مہرجن ایک ناگمانی موت سے قصود میں گذر گئے۔ اول بیہوش رہے پھر یک دفعہ غشی طاری ہو گئی پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا۔ اور ان کی موت اور اس الام میں صرف بین بائیں دن کا فرق تھا“

(حقیقتہ الوحی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء ”صبح حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سلمہ اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبدالحکیم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم بخر فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔ اس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الہی شامل ہوئی چاہتی ہے“ (از خط مولانا عبدالحکیم صاحب مندرجہ الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

لے اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی..... وہ ایک حقہ کی کا حضرت کے نام آتا تھا۔ اس میں پختہ نبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چہرہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چہرہ کے نام ہے.... اس خط سے حضرت اقدس اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا ”اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لادیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے“..... خدا کا علم اور قدرت دیکھنے نگر کے وقت

۱۸۸۸ء ”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شہناخت کر لے کے بعد تیری دشمنی اور تیرے سر پر مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے“

(مکتوب حضرت اقدس اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ المجلد نمبر ۳ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

۱۸۸۸ء ”یہ بات کھلی کھلی امام الہی نے ظاہر کر دی کہ بشر جو فوت ہو گیا ہے وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا بلکہ اسکی موت اُن سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوئی جنہوں نے محمد ﷺ اُس کی موت سے غم کیا اور اُس ابتلا کی برداشت کر گئے کہ جو اُس کی موت سے غمور میں آیا“

(سبزوشتار صفحہ ۱۶، ۱۷، اساتیر تبلیغ صلات جلد اول صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۷)

۱۸۸۸ء ”اُس موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ اہام ہوا۔

أَحَبُّ النَّاسِ أَنْ يُشْرَكَوْا أَنْ يُقْتُلُوْا أَمْثَلُ مَا لَا يُفْعَلُوْنَ . قَالُوا : نَأْتُوْهُ نَفْسُوْا
تَذَكُّرُوْهُ سَقَطَ حَتَّى تَكُوْنَ حَرَمًا أَوْ تَكُوْنَ مِنْ الْمَالِكِيْنَ . شَهِدَ الْمَوْجُوْهُ تَكُوْلًا
عَنْهُ حَتَّى جِئِيْ . إِنَّ الصَّابِرِيْنَ يُؤْتِيْ أَمْوَالَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ .

اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں صاف بتا دیا کہ بشر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ جو بچتے تھے وہ صلح موعود کے طے سے نا اُمید ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اسی یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب مرگ ہو جائے گا یا فرج جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیرے جب تک وہ وقت پہنچ جائے اور بشر کی موت پر جو ثابت قدم رہے اُن کے لئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور کوتاہ بینوں کی نظر میں حیرت ناک“

(مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بام حضرت علیہ السلام الاولیٰ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۴۹ صفحہ ۵۰۱)

۱۸۸۸ء ”إِنَّ لِيْ لَكَانَ إِبْنًا ضَعِيفًا أَوْ كَانَ اسْمُهُ بَشِيرًا فَتَوَقَّاهُ اللَّهُ فِي آيَاتِهِ الْوَصَّاعِ . وَاللَّهُ خَبِيرٌ

لے میں بشارت اول کی موت۔ (مرتب)

۱۸ (ترجمہ از مرتب) میرا ایک بچہ جس کا نام بشیر احمد تھا بشیر خوار کی کے ایام میں فوت ہو گیا اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الہی کے طریق کو اختیار کیا ہو اُن کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم صفت اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے داپس دیں گے (یعنی اس کا شیل عطا ہو گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دم دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے محلے شروع کئے اُس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو اُگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

بقیہ تھا۔ میرا پسہ اور پھر دو فی سلسلوں کا تقابل پُر کر کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانی نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسرت نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل غلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظنی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی تا ایک سینے سے محمد پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔

اس بگڑے میں یاد رہے کہ خدا نے حکیم طیم نے دُشع دنیا دہری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر ہاں ہم یہ امر غنی ہو سکے اور زور شوق سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آنحضرت زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہو گا تا یہ اُمت مروجہ دوسری اُمتوں سے کس بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخری مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے خلاف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھ گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا فرماتا ہے:

اٰھدنا للھدٰی اھل المستقیمین صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمت کے بعض افراد گزشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گزشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شد و مد سے

میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہوا اور جس کو میں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء ”اَخَّرَهُ اللّٰهُ اِلٰى وَقْتٍ مُّسَمًّى لِّهِ“

فرمایا۔ چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدیع جلد ۲ نمبر ۱۵، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء ”نہیں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھلاؤں گا۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۹۰۶ء مارچ

”چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔“

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ شَرِّكَ بِغُلَامٍ قَدْ فَدَيْتَ لَكَ۔

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمد کے ہاں لڑکا ہو کہ کوئی ناسلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۹۰۶ء مارچ

”خدا تعالیٰ نے میرے سر پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے

مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔“

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد مندوب رسالہ ”الذکر الحکیم“ نمبر صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد، اہل جلد ۲۳ نمبر ۸، مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

۱۔ (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈالی ہے وقت مقررہ تک۔

۲۔ الحکم میں یہ الفاظ ہیں ”نہیں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا۔“

۳۔ (ترجمہ المصاحف) ”ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۰۔

روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

اس امام کی شریعت میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے
فند بردا۔ پھر حضرت صاحب کا یہ امام بھی چھپ چکا ہے کہ۔ یریدون لیسطفوا
نور اللہ باخوالہم واللہ متہم نورا ولو کسا الکافرون۔ اس امام
میں تو مزید کافرو کا لفظ موجود ہے۔ یہ امام بھی حضرت مسیح موعودؑ کو بہت دفعہ ہوا کہ۔
وامتازوا الیوم ایہا البحر من ینی اے مجھ کو تم بہت مت سے اسلام کو بنام
کر رہے ہو آج کے دن سے تم کو الگ کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک اور امام ہے جس میں نکار کی
کنجائش باقی رہتی ہی نہیں سوائے اسکے کہ امام کا انکار کر دیا جاسے اور وہ امام یہ ہے
قل یا ایہا الکفار انی من الصّدقین (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲) اب
کہاں ہیں وہ لوگ جن کا یہ قول ہے کہ مسیح موعودؑ ماننا جزو ایمان نہیں وہ دیکھیں کہ خدا مسیح
موعودؑ کو حکم دیتا ہے کہ تو کہے کافروں میں ماد قین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے
کہ اس امام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ
نفرہ انی من الصّدقین اس کی طرٹ صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے۔ پس ثابت ہوا
کہ ہر ایک جو آپ کو صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعاوی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ پھر اسکے
ساتھ یہ امام بھی قابل غور ہے کہ فی قطعہ ابر القوم الذین لایؤمنون۔ اہیں حضرت
مسیح موعودؑ کے منکر و کفر کو لایؤمنون کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پھر حقیقۃ الوحی صفحہ
۱۰۷ پر حضرت صاحب کا یہ امام درج ہے کہ۔

چو در خسروی آغاز کردند : مسلمان را مسلمان باز کردند

اس امامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسند کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے
اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان
تو اس نے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارتے جاتے ہیں اور جب تک یقیناً استہلال
نہ کیا جادے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اس لیے انکار کیا گیا ہے کہ
وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ فسادت ہے کہ انکو پھرنے سے مسلمان
کیا جادے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور امام ہے جو آپ کو اپنی وفات سے چند دن پہلے



انکیتہ صد اقت

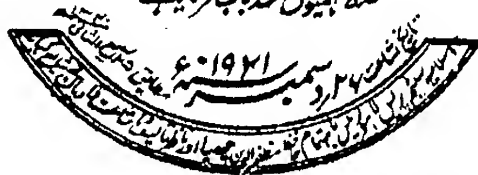
جس میں

امام جماعت احمدیہ نا حضرت میرزا بشیر الدین محمود و محمد خلیفۃ المسیح ایدہ

نے

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے متعدد چند رفقاء کی جماعت احمدیہ کے علیحدگی کے
اسباب صحیح واقعات اور سچے حالات کا انکشاف اور سپاٹ ہے پڑا ہو سکے والی

غلط فہمیوں کا سد باب فرمایا ہے



باب اول

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے
اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ
بد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ
کے متعلق مجھ پر بے جا الزام بیان کی ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی طرف سے یہ
ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض اقوام
سے متاثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔

یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین اُس کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول کہ
تعداد عقائد میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ خیال پھیلا یا ہے کہ آپ فی الواقع
نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسماء احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورہ آیت)

کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے
خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں
یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا
کہ سزاوارتہ اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد

اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کر دے گا۔ ان میں سے اولی الذکر اور آخری الذکر
حضرت مسیح موعودؑ وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے لیکچر میں بیان
کیا ہے۔ جو صحیح بھی ہے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت اساذی الکوم
علیہ السلام اور اُن کے گفتگو اور انکی تعلیم کا نتیجہ ہے

انوارِ خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں یہ نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ منکر وہ جہان ماہو گیا۔ لیکن جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ آپ جس مسیح کے آنے کے خطر ہیں اس کے منکروں کو کیا کہتے ہیں۔ تو کہنے لگا بس بس میں سمجھ گیا بے شک آپ کا حق ہے کہ ہم کو کافر سمجھیں۔

پس تم لوگ دین کو اپنی جگہ پر رکھو اور دنیا کو اپنی جگہ پر۔ اور جہاں دین کا معاملہ آئے وہاں فوراً الگ ہو جاؤ۔ وہ لوگ جو اس بات سے جڑتے ہیں کہ ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ ان سے پوچھو کہ جب تمہارا مسیح آئے گا اور جو لوگ اسے نہیں مانیں گے ان کو کیا کہو گے۔ یہی نا کہ ان کی گردن اڑا دو۔ لیکن ہم تو کسی کی گردن نہیں اڑاتے ہم تو شریعت کا نتوئی استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کہو اگر تمہارے خیال میں ہم ایک جھوٹے مسیح کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے جنازہ پڑھنے سے تمہارے مرزہ کو فائدہ کیا ہو گا کیا جس صورت میں کہ ہم مسلمان ہی نہیں ہماری دعا سے آپ کا مرزہ بخشا جاسکتا ہے۔ پس اگر ان باتوں پر کوئی غور کرے تو کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہو سکتا۔

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے۔ تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا کفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ پھر میں کہتا ہوں بچہ تو جھنگار نہیں ہوتا اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی

کلمۃ الفصل

جلد ۱۴

۱۱۰

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں
تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے
ہیں اور کسی کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ کچے کا فر ہیں۔
اللہ نے کافروں کے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب تجویز کیا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے
الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ یہ اس آیت
کے تحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہو مگر نبی کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہو مگر محمد کو نہیں مانتا اور
آحمد کو مانتا ہے پر سچ موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرت کا فر بلکہ بکا کا فر اور دائرہ اسلام سے
خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے
کلام میں ایسے لوگوں کے لئے اولیٰک ہم الکافرون حقائقاً یا پر۔ فندہ بردا

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے
مسیح موعود کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا بلکہ ایک عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں
مسیح موعود کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ
فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایہا النبی
اطعموا البائسین والمعتزین جس طرح فرمایا انی مع المسکین اقوم و مع المسکین
نے ابھی اپنی کتبا جوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی مراحت کرتے
ہیں کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" "دیکھو یہ
۵۔ بارچہ مسئلہ ۱۱) یا جیسا کہ آپ لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں
اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر
اس سے انکار کر سکتا ہوں۔" جس اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں"
دیکھو خط حضرت مسیح موعود و بطرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور، یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات
صرف تین دن پہلے یعنی ۲۲۔ مئی مسئلہ ۶ کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶۔ مئی مسئلہ ۱۱ کو اخبار
عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے
سریخ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آئینہ مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جس کا معنی مسلم سے

جواب
نمبر ۱۱۰

من جعلتها هذا الهام، أعني يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من الذين كفروا وجاهل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة، وان الله قد سماك في هذا عيسى؛ ومن جعلتها الهام أخر خا طبنى ربي فيه وقال اني خلقتك من جوهر عيسى وانك وعيسى من جوهر واحد وكشيى واحد؛ ومن جعلتها الهام سمي فيه كل من خالفني من العلماء اليهود والنصارى. ثم ما ألهمت الى عشر سنين بمثل هذه الالهامات وما كنت أدرى اني أومر بعد هذه المدة الطويلة وأسمي مسيحاً موعوداً من الله تعالى بل كنت ظننت ان المسيح نازل من السماء كما هو مركز في مدارك القوم؛ ولكني كنت اقول في نفسي تعجباً ان الله ليم سماك عيسى ابن مريم في الهامه المتواتر المتتابع ولیم قال انك وانه من جوهر واحد، ولیم سمي المختالفين اليهود والنصارى؛ فظهرت علي معاني تلك الالهامات والاشارات بعد

وعن ابن مسعود لا يأتي مائة سنة وعلى الارض نفس متفوسة اليوم رواه مسلم، وهكذا ذكر البخاري في صحيحه والمضمون واحد لا حاجة الى الاعادة. فوجب من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم والا فكيف يمكن التخلع فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوس من الله تعالى مؤكداً بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء ولا فاي قانده كانت في ذكر القسم؛ فتدبر كما مفتشين المحققين. واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من قبيل الاستعدادات؛ فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة الكذابين في آخر الزمان من قوم النصارى، وفي الحديث اشارة الى انهم يشابهون آباءهم المتقدمين في حكرهم وخذيعتهم و انواع فتنهم وحرصهم على اضلال الناس كأنهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء يخرجون من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فيعيثون يميناً وشمالاً ويفسدون في الارض

پیغام صلح

رقم نمونہ

حضرت اقدس میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

پیغام صلح

سے نظر آدے اور کوئی کسی کو نہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منبری اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قلی میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی سبے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کر لیگا۔ اس مذہب ہی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکو قتل کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

۶۳

۱۳ جنوری ۱۹۰۶ء (۱) لَا يَقْبَلُ عَمَلٌ يَشْقَالُ ذَرَّةً مِنْ غَيْرِ التَّقْوَى (۲) رَزَلَاةُ السَّاعَةِ وَنَهْدُ مَا يَنْعَمُونَ (۳) عَفَّتِ الدِّيَارُ لِكُلِّ كَوْنٍ (۴) قُلْ مَا يَنْتَوُونَ بِكُمْ لَئِنْ نَزَلْنَا دُمُورًا كَذِبًا (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۴)

۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء (۱) "كَلَّمَ اللَّهُ لَاغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (۲) سَلَامٌ قَوْلًا وَسَنَ رَزَيْتَ رَحِيمًا (۳) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۵) (ترجمہ) خدا نے ابتداء سے مقدر رکھ دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول غالب رہیں گے (۲) خدائے رحیم کتا ہے کہ سلامتی ہے یعنی غائب و غاسر کی طرح تیری موت نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں اس کے پسینی ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ مسنے ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ فقرہ كَلَّمَ اللَّهُ لَاغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي مکی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور فقرہ سَلَامٌ قَوْلًا مَدینہ کی طرف۔" (بدر جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء "تزلزل در ایوان کسری فت شد" (بدر جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۶ (ترجمہ از مرتب) کوئی عمل تقویٰ کے بغیر ذرہ بھر قبول نہیں کیا جائے گا (۲) قیامت والا زلزلہ۔ اور جو طاقتیں ہلتے جائیں گے ہم ان کو گرا دیتے جائیں گے (۳) گھر مٹ جائیں گے جیسا کہ میں بتا چکا ہوں (۴) کہ دے کر میرے رب کو تمہاری پرواہی کیا ہے اگر تم دُعا نہیں کرو گے۔

۱۷ (ترجمہ از مرتب) شاہ ایران کے محل میں تزلزل پڑ گیا۔ (نوٹ از مرتب) چنانچہ اس المام کے بعد بالکل خلافتِ توقع ایران میں جلد ہی شور و بغاوت برپا ہوئی اور مرزا محمد علی شاہ ایران نے مجبوراً بتاريخ ۱۵ جولائی ۱۲۹۹ھ روس کے سفارت خانہ میں پناہ لی۔ آخر وہ تخت سے معزول کیا گیا اور پارلیمنٹ بنائی گئی۔ دیکھیے "دعوت الامیر" تصنیف حضرت سیدنا امیر المومنین علیہ السلام (۱) آیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز زائد ایڈیشن نمبر ۹ صفحہ ۲۰، ۲۰۵۔ فارسی ایڈیشن صفحہ ۳۲۶ تا ۳۲۹ میں دوسری پیش گوئی۔

چشمہ معرفت

دوسرا حصہ

پھر ماسوا اس کے اگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آریوں کے وید کے بعد الہام الہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پھر جبکہ لیکچر ام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برضات وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکچر ام دلی جی کوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درنہ موت کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تسلے کی بعد الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بنیاد پر اعتراض کرنا حیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ متعمم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چکے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محل اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُسی وید کو ہمیشہ کرنا جس کے قانون قدرت کا نوکر ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

۲۲۲

غرض لیکچر ام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کرہ و قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں مگر یوں پکا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں تمہارے سے بانی نکال سکتا ہوں یا تمام تمہارے کو بانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی غورِ امتنا دُعا کرتے کہیں لیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

ماہی باراول

الحمد لله والمنة کہ یہ رسالہ

موسومہ

ایام الصالح

تعداد اشاعت ۱۰۰

قیمت نانہ جلد ۱۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری ۱۸۹۹ء

ہام الصلح

وَجَدْتُمْ ضَلَالَةً فَعَدَيْتُمْ. اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آہ
نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ
مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام تورات پڑھی تھی۔
غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ
ہی اُستاد ہوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِخْتَرَا کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا۔
اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی
معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو ہمدی رکھا گیا۔ سو
اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث
میں کسی اُستاد کا شاکر نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔
کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا
ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاکر دی اختیار کی ہے۔ پس یہی ہمدیت ہے جو قوت محمدیہ

کے شہلج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور امرار دین بلا واسطہ میرے پرکھوئے گئے۔ اور
جس طرح مذکورہ بالا درجہ سے آنے والا ہمدی کہلائے گا اسی طرح وہ سچ بھی کہلائیگا کیونکہ
اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی
کہلائیگا اور جس طرح حضرت علیہ السلام کی روحانیت اپنے خاتمہ ہمدیت کو اس کے اندر چھوٹا۔

چہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عید بھی ہے اور اس لئے خدا نے عید نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور خلی ہے اور
عبودیت کی حالت کا نام ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور غیب نہ ہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی
تکلیف محض خدا کی طرف دیکھے۔ اور کوئی فائدہ درمیان نہ دیکھے۔ قرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مود

چہ فوٹا۔ یہ مرتبہ عبودیت کا درجہ انسان اپنی عملی تکلیف محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بغیر اس ہمدی کا نام کی عملی تکلیف تمام
دکال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو متبس نہیں آسکتا کیونکہ اپنی جد و جہاد اور کوشش کا اثر خود ایک
ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تار کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کا نام بھی جو اس کے جو مرتبہ ہمدیت کا نام
کے تابع ہے جو کوہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو جو تکمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیلہ
من یشاء فاشہدوا اننا نشہد ان محمدًا عبد اللہ ورسولہ۔ منہ

[illegible]

الحکم انیس اللہ کا جی نہیں۔ نیروا اعلیٰ ما قالوا کات خدا اعلیٰ ہے۔ واللہ یوہن کہند الکا قرون۔ والیو حاکم
ملکذا الاندید الحکام۔ ان الدن فرح حلیک العزیز لواء ذی معاد۔ انی سے انواجو ایشیہ
والد من یون۔ انی عا لغویں میں یون ڈھون۔ (اس میں یہ اشارہ ہے کہ ہندو لکھیا ادا ہادی کے اندرون
اس مقدس شہرہ میں پلے ہو گیا تھا ہدی وعدہ دوبارہ اس مقام میں عتد برا کے ساتھ دیا گیا کہ
نیک دل قبول کر سکتا ہے کہ ایک جماعت نے اسے ہندوؤں کی جن میں سے بعض فراموش کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 شَهْرُ رَجَبِ سَنَةِ ١٢٩٨ هـ
 كِتَابُ الْبَرِيَّةِ
 مَعَ
 آيَاتِ الْبَرِيَّةِ
 مَطْبَعُ خِيَاوَالِوَسْلَامِ قَاوِيَانِ
 تَعْدَادُ جُلْدِ ٤٠٠

کیونکہ بٹالہ اور گوردکپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کرمیر سے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقاً ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں جب ہم نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کراہہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلانہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم نے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکچرار کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عسوی سے غائبہ کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مغالو کیا کرتا تھا جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفاخانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک ندی خواں مسلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل باہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چوبیسویں تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تحمید دینی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پسند فقط بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جواہر ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب چند سال پڑھنے کا

کے حق میں بہت ہی برا بکتا تھا۔ دوم وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوم وہ بلاوجہ اور بلاطلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ مائے سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور ناکوں سے ناواقف تھا اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست ایسڈاس نام کو بجائے کر پارام کے بتلایا۔ بعد القضاے پانچ روز ہم نے اپنے اسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نور الدین کے نام جو میرزا صاحب کا دہانے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھ دیا۔ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ ردک سکتے ہیں تو ردک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرون ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

تفاتیق ہوا۔ ان کا نام علی علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں بھیجے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے پہنچا سواصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب پر چھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے عاقل و طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت عمدہ سہ سے دہتے تھے کہ صحبت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے ملگ

تفاتیق ہوا۔ ان کا نام علی علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں بھیجے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے پہنچا سواصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب پر چھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے عاقل و طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت عمدہ سہ سے دہتے تھے کہ صحبت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے ملگ

ماہنامہ برادر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 أَنْعَمَ عَلَيْنَا وَارْتَمَتْ
 بِرَحْمَتِهِ الْأَسْفُلُ

امیر احمد

مطبع
 ضیاء
 الاسلامیہ
 مین حکیم فضیلین
 کے احقر سے
 جمیل شیل

کہ درود گو کو اس کے گھر تک پہنچا دیں کیونکہ نگاروں اور خیانت پیشوں کی منزاوا جی بڑی ہے کہ ان کے خیانت کے طریقوں کو پوشیدہ نہ دکھائے اور مسرت اور آسائش کو کچھ پہلے اسی غرض سے چھپنے اس رسالہ کو لکھا ہے غلط بیانی کے سچا الزام کا فیصلہ پہلے کیونکہ یہ تین بد زبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ یہ شخص غلط بیان اور تدبیر متعصب اور خبیث النفس ہے یہ اس خیانت سے بھرا ہوا بہتان ہے کہ کوئی صادق آدمی اس پر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ کو ضرر پہنچے گا ہے صاحب پبلنگ کو جو کہ گناہ غلط بیانی اور بہتان طرزی دوست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریرا و بد ذات آدمیوں کا کام ہے کہ جو نہ خدا سے ڈریں اور نہ خلعت کے لعن و لعن کی پروا رکھیں اور جو نگہ ناحق ان لوگوں نے گالیاں دی کر اور جو

میرے خیال میں انسانی شرم نے ان کو اعزازت نہیں دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے ان کو نہ مقام پر نہ کر سنا یا تو پھر دوسرا عندیہ پیش ہوا کہہ طریق اس حالت میں ہے کہ جب خاندان ہرگز صورت کے پاس جا نہ سکے۔ یہ جو کچھ کہل کر بتایا گیا کہ سیدہ پکاوش میں یہ صاف لکھا ہے کہ یہ انہما جو ہم قابل و قادر ہو پس اس میں وہ نامو بھی داخل ہیں جو محبت کرنے پر تیار رہے مگر میں گرمی قابل وہ وہ نہیں شگونی میں کیا ہے نہیں یا پکی ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز محبت نہ کر سکتا ہو لیکن یہ نہ لکھا ہے کہ اگر وہ قابل اور ہو مگر وہ کیا ہی پر تیار ہوتی ہیں تب بھی رنگ ہوگا تو یہ جواب سکھو وہ لوگ خاموش رہ گئے حدیث میں سے ایک پنداشت ہی رہے کہ بے شک ایسی حالتوں میں بھی رنگ کہتا کہ مضائقہ نہیں اور ہم ایسے رنگ پر راضی ہیں غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہیئت آدمی کی یہی ہے کہ نہ لوگ ضرورتوں کے وقت خبی میریوں اور پویشیوں سے رنگ لے کر کریں مگر اگر ہے کہ انسانی کائنات میں اس کو قبول نہیں کرتا انسان کی فطرتی حقیقت و حریت ہزار درجہ کی ہے اس کام پر لغت سے جیتی ہے انسان تو انسان ایک مرغ بھیجانی زمینوں کے لئے فریت لکھتا ہے۔ اس حاصل کلام ہے کہ اگر اس بلہ میں کوئی اور گریہ صاحب بھی پوٹ کہنا چاہتے ہیں تو ہم اپنے غرض سے ان کو ان کی درخواست پتہ لایاں میں لکھ سکتے ہیں اور ہر گز

۵۵۵ ایک ہولت ہے۔

راقم امین زاعلام احمد

۵۵۵ درمیان ضلع کوٹاہم

(اٹل پچ بٹانی)

الحمد لله والمنت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کی طرف ہیں لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں۔ دوسرے غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس کے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہونے والے ہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کی طرف واضح معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک لمحہ ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعدہ اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے وہ قرآن سے علیحدہ تعلق ہیں۔ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ هَذِهِ الْخُطُوفَاتِ۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہو کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہو کہ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاَوَّلَيْنِ وَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ تو پھر اس کے مقابلے کی کوئی حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالفت قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہو تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہو کہ آسمان سے ان کی نسبت آواز آئیگی کہ هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمُهَدِّيُّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہو جو کسی کتاب میں دستِ جو جامع المکتب بعد کتاب اللہ ہو لیکن وہ حدیث جو مسترض صاحب نے پیش کی ہو علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہو اور اسکی صحت میں کلام ہو کیا مسترض نے غور نہیں کیا جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں ملتی ہیں کہ عاتر آئینگا مہدی آئینگا۔ آسمانی خلیفہ آئینگا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے یمن ہیں۔

القبور والشمس في رمضان. ليكون آيتين لي من ربي الرحمن ثم انزل الطامون
لعل الناس يتفكرون. فما لكم لا تنظرون الى اى الله اوتعانت عيونكم ما
تنظرون. ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تؤمنون.
ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تسلمون. وان تعدوا
شهادات ربي لا تحصوها فاتقوا الله ايها المستعجلون. افكلما جاءكم
رسول بما لا تهوى انفسكم ففرقا كذبتم و فرقا تقتلون انا نصرنا من ربي
ولا تنصرون من الله ايها الخائنون. اقتلتموني بقتاوى القتل او دعاوى
رفعتموها الى الحكام ثم لا تستدمون كتب الله لا غلب انا ورسلي ولن تعجزوا
الله ايها المحاربون. ووالله انى صادق ولست من الذين يختلون. انكروا
وقد تمت عليكم الحجة الا تردون الى الله او انتم كسيكم خلدون. الا
تتدبرون سورة النور والتحرير والفاحة او تكرهون قراءتها او
على انفسكم تحرمون. وهذه رسالة مني اهديت لكم يا اهل الندوة
لعلكم تفتنون عيونكم او تتم عليكم حجة الله فلا تعتذرون بعدها ولا
تختصمون واني سميتها

تَحْفَةُ النَّدْوَةِ

واني ارسل اليكم رسلي وانظر كيف يرجون
واني ادعو الله ان يجعلها مباركة لقوم لا يستكبرون. رب اشهد اني بلغت
ما امرت فاكتبني في الذين يبلغون رسالاك ولا يخافون. آمين ثم آمين.

کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے۔ میرے پر بھٹوئی مخبریاں بھی لگیں اور خواہ خواہ گوشت کو خلاف واقعہ باتوں کے ساتھ اکسایا گیا بلکہ کچھ خبر ہے کہ اسانچہ تو کھلا گیا تھا ۹۶ یہ تھا کہ میں ترقی کرنا گیا جب یہ لوگ میری تغیر اور تکذیب کے لئے کھڑے ہوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ جلد تو ہم اس شخص کو نابود کر دیں گے۔ اُس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند آدمی تھے جن کو انگلیوں پر گن سکتے تھے۔ بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں سب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی۔ میں صرف اکیلا تھا۔ کوئی ثابت کر سکتا ہو کہ اسوقت میرے ساتھ کوئی ایکٹ تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جبکہ خدائے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تو اسوقت اکیلا ہو مگر وہ وقت آتا ہو کہ تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی۔ اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اس قدر عروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تو برکت دیا جائیگا۔ خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہو۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائیگا اور انہیں برکت دیگا اور بڑھائے گا اور انکی عزت زمین پر قائم کر لیگا جیسا کہ وہ اسکے عہد پر قائم ہونگے۔ اب دیکھو کہ براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا جس کا ترجمہ کیا گیا وہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دنیا میں ایک بھی نہیں تھا جبکہ خدائے مجھے یہ دُعا سکھائی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہو۔ یہ دُعا الہامی براہین میں درج ہو۔ غرض اسوقت کے لئے تو براہین احمدیہ خود گوواہی دے رہی ہو کہ میں اسوقت ایک گمنام آدمی تھا۔ مگر آج باوجود مخالفانہ کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے۔ پس کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گرائے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے منصوبے کئے مگر یہ سب مولوی اور اُنکے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامراد ہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کی تعریف نہ دے۔ جبکہ پوش خود ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہو۔ اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے اس مہریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ رُوح میں نہیں بٹھا دیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اِس نَسْتِکِ خَلِیْفَہِ اِسی امت میں

ہونگے تو جس جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔ اے فانی انسانو! ہشیار چو جاؤ۔ اور سوچو کہ مجز، اسکے مجزہ کیا ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں۔ تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اس وقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جائیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر اتر سر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی تھی صرف اکیلا تھا۔ پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی۔ تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دو ہزار رنگ نہ چڑھتا۔ لیکن اب تو مولویوں اور ان کے تابعداروں کی مخالفانہ کوششوں نے اس اعجاز پر دو ہزار رنگ چڑھا دیا اور بجائے اسکے کہ حسب مضمون اِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبٌ مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریت مل جاتی۔ اب تو اسکے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے میں بائیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزار ہا اہل فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب دوسرا جز اس آیت کا دیکھو اِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِيبْكُمْ الَّذِي يَعِدُكُمْ فَاعْلَمُوا بِحَقِّ مَعْبُودِكُمْ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ اَحْزَابُ اَمْ كُنْتُمْ فِي غَمْلٍ مِّنْهُ اَمْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَحْمَةٌ اَمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اتنی مہین میں اراد امانتک ہر ایک شخص جو تیری امانت کرے گا وہ نہیں مرے گا جب تک وہ اپنی امانت نہ دیکھ لے۔ اب ان مولویوں سے پوچھ لو کہ انہوں نے میرے مقابل خدا کے حکم کو کوئی ذلت بھی دیکھی جو یا نہیں۔ اب کون میری توہین کر نیوالا بول سکتا ہو کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یصیبکم بعض الذی یعد کہ ہے میری تائید کیلئے ظہور میں نہیں آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جملہ یادگار و عید کی پیشگوئی کیلئے بعض کا نمونہ کافی چاہا اس جگہ نمونے چھوٹے نہیں۔ کیا مخالفوں کی اس میں کچھ تھوڑی ذلت ہے کہ غلام و سگ اس کی کتاب فتح رسائی میں یعنی ۲۵ میں میرے پر عالم نظموں میں بڑھاکے سنی فریقین میں کاذب پر بڑھاکے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ محمد حسن

اے دیکھو کہ کیا یہ مجزہ نہیں کہ جس مولوی نے لکھ کے بعض نادان ملائوں سے میرے پرفٹوئی کفر کا لکھوا دیا تھا۔ وہ سب لکھ کر کے خود ہی مر گیا۔ منہ

نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دے کر پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۱ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔

۱۰۔ تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی قریب سے مولوی محمد حسین بشاوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوتا ہے؟ میں نے اسکو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ کہ بکر و شیب۔ جس کے یہ معنی اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ جا رہا ہوں اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے میں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدتِ عناد اور تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقعیت بیان کر سکے۔ لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دیا جائے تو ایسی صورت میں اُمید ہے کہ سچ بولی دے۔

۱۱۔ تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمیت کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاو امل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام مجھے اطلاع دی ہے کہ

نہایت غیب اور شریف اور عالی نسب بزرگوار خاندان سادات سے یہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا اور اس نکاح کے تمام مزدوری مصارف تیار می مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے سہم پہنچائے کہ ایک ذرہ بھی نکل کر نہ پڑا اور اب تک اسی اپنے وعدہ کو پورے کئے چلا جاتا ہے۔ (شخص حق صفحہ ۲۳، ۲۴۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴)

۱۸۸۱ء (قریباً)

”اس پیشگوئی کو دوسرے امامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اُس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی..... اور یہ کہ کھائی تھا ایسا ہی طور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سادات میں میری شادی ہو گئی..... سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے، اُس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی دکان میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان لوگوں کو جن کی میرے ہاتھ سے تحریری ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پہلے دے اور یہ غیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بنا ہوا تھا اسی طرح میری بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے یہ اتفاق کی صورت پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اُس کی پیشگوئی یعنی برقی ہے۔“ (ترباتی الملوب صفحہ ۶۴، ۶۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

۱۸۸۱ء (تخمیناً)

”تخمیناً اشارہ برس کے قریب وعدہ گزارا ہے کہ مجھے کسی قریب سے مولوی محمد حسین بٹاوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی امام ہوا ہے؟ میں نے اُس کو یہ امام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ

بِسْمِ اللَّهِ وَتَحْتِ

جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں سے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دُعاؤں میں سے نکلتے ہیں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ امام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اُس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسران بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے امام کی انتظار ہے۔“

(ترباتی الملوب صفحہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۱)

لے خاکسار کی رائے میں یہ امام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت آمان جان کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکر یعنی کنواری عظیم الہیہ خلیل یعنی بیوہ رہ گئیں۔ واللہ اعلم۔ (مرتب)

پھر ماسوا اس کے لگے اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آریلوں کے وید کے بعد الہام الہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلات وید کے معقولہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی ٹھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکھرام والی پیشی کوئی سے تسلی نہیں ہوتی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صمد الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں۔ غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بناء پر اعتراض کرنا سب سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ حکم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بارہا اُسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا منور ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

۲۲۳

غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے معقولہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کر وڑا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر انفسوس الی لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں مگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں تجھ میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام تجھ کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ مایل اور فی الفور آمنا صمد قنا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

مجموعہ اشہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

النَّشْرُ
الشَّرِكَةُ بِالإِسْلَامِيَّةِ رَبْوَةٍ

(۲۷۶)

مولوی شہداء اللہ صاحب کی کے ساتھ آخری فیصلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُکَ دُنِیَّۃً وَّ اٰخِرَۃً نَسُوْلُکَ اَلْکَرِیْمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخدمت مولوی شہداء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ الحمد لیت میں میری محذریب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب و دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مغتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دفعہ اُٹھایا اور صبر کرنا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلا نے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سنا افتراء میرے پر کہہ کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی نغذہ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مغتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے ہفت دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مغتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکتدین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں چلی سکتی بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ ہم تک پہنچا دیاں آپ پر میری

زندگی میں ہی وارد نہ ہوتی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ محض دُعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ اُسے میرے ملک بصیر و قدیر جو علیم و خیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اسے میرے سبب یا اسے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی شہداء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اسے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی شہداء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عابوسی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ صفائی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و برص وغیرہ امراض ہلکے سے بھر اس صورت کے کہ وہ کھٹے کھٹے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے توہر کرے جس کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں اُن کے ہاتھ سے بہت سستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دُنیا کے لئے سخت نقصان رسا ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانوں میں آیت لا تَقْتُلْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درہم کا ہڈادی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طاعلوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی شہداء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس کلمات کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے لے میرے آقا اور میرے پیچھے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور شہداء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اٹھائے یا کسی اور نہایت سخت آفت

ہیں جو موت کے برابر جو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین۔ تم آمین۔ رونا
 اہتم بیت کنا و بہدہ صبا لہ دانت خیر الفاتحین۔ آمین
 ہا از مود ایسا کہ اس ہے کہ وہ میرے اس تمام غم کو اپنے پر پر میں چھاپ دیں اور مجھ میں اس کے بچہ
 دیں۔ اب یہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الوقت

عبداللہ احمد مدنی ز غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و آید

مرقوم ہمارا پہلی شہادت

مرزا حکیم رحمت اللہ و جماعت احمدیہ کی طرف سے دوبارہ چھاپا گیا ۱۹ اپریل ۱۹۷۱ء
 سول اینڈ ٹریڈنگ آرگن پریس لاہور (۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کے نصف صفحہ پر ہے)

(۲۷۷)

اعلان

بلد دوم

(مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ)

انہوں کو کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہتے یا نہیں ہونے کا دم مار رہے ہیں جب خدا تعالیٰ
 کا کلام لکھا کر بے بنیاد ہوتا ہے تو کچھ نہیں کہ وہ افتراء ہے۔ انہیں مانگوں پر تمام جنت کے دے
 تمہارے کتاب حقیقتہ الہی تالیف کی ہے۔ کہ تک یہ لوگ ایسا کریں گے جو ہر ملک فیصلہ کے لئے

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی مہود علیہ السلام

جلد ۹

شامت اہمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہونے تھے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں۔ دین اسلام کی غلطی اگر اس وقت نکوار چلی تھی تو اس وقت بھی دین اسلام ہی کی غلطی نکوار چلی رہی ہے۔

ثناء اللہ

فترمایا:-

یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ ایسا تک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں رہتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی تفسیر و کھلی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور آج کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوة الداعی صوفیہ کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تسلی

احمد صاحب جو کہ مداس سے ہیبت کے واسطے آئے ہیں۔ ان کے متعلق عرب صاحب ابو سعید نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں آنے سے پہلے میں نے ملویا میں یہ سارا نقشہ جو بہرہ دیکھا تھا۔ یہ تمام مکانات وغیرہ مجھے اجینہ دکھائے گئے تھے۔

حضور نے فرمایا:-

خدا تعالیٰ تسلی دینے کے واسطے یہ باتیں دکھلا دیتا ہے اور اس کی تسلی بے نظیر ہوتی ہے۔ دیکھو مشرقاً طرہاً تمام زمین پر کسی کو یہ تسلی نہیں دی گئی کہ مائی الحافظہ کل من فی العلو یہ تسلی فقط ہم کو اس گھر کے متعلق عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔

لہ البقرة ۱۸۴

ازالہ اوہام

قصہ

سودہ یہی ہے جو پیدا ہو گیا۔ فالحمد لله على ذلك.

ازرا بجمہ ایک یہ ہے کہ سچ کے نزول کی بدست یہ بھی ہے حکم فرشتوں کے پروردگار
اس نے اپنی تخلیقات کو بولی ہوئی ہو گی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا دیا اور دیا
ہاتھ جو تحصیل علم عقلی اور انوار باطنی کا ذریعہ ہے آسمانی ہوگوں کے سوا کسی پروردگار اور مکتب اور
کتبوں اور مشائخ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے علم لدنی پائے گا اور اس کی ضروریات زندگی کا
بھی خدا ہی متولی اور متکفل ہوگا جیسا کہ عرصہ دس سال سے برائین احمدیہ میں اس عاجز کی نسبت
یہ الہام چھپ چکا ہے کہ انکے باعیننا مہمیتك المتوكل وعلمنه من لدنا علما
یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم نے تیرا نام جو کل رکھا اپنی طرف سے علم سکھایا بلکہ
کہ انجمن سمرقند جو حدیث میں ہے صفات اور قوی علیہ ہیں جیسا کہ صاحب طبقات شافع
نے حدیث مندرجہ ذیل کی شرح میں یہی معنی لکھے ہیں عن لیلہ ابن ثابت قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم طوفى للشام فلما لای ذلک یا رسول الله قال لان
ملائکة الرحمن باسطة اجفنتها علیها رواہ احمد والترمذی۔ بہ بات بدست
حدیثوں اور قرآنی کیم سے ثابت ہے کہ جو شخص کامل اتقلا اور کامل توکل کا مرتبہ پیدا کر لیتا
ہے تو فرشتے اس کے خدام کئے جاتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ اپنے منصب کے مطابق اس کی
خدمت کرتا ہے وقال الله تعالى ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقلوا تمغزل
عليهم الملائكة الاتخافوا ولا تخزنوا واثباتوا بالجنة التي كنتم توعدون
ایسا ہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے وحملنا هم فی البتداء یعنی اٹھایا ہم نے ان کو جنگوں
میں اور دیاؤں میں۔ اب کیا اس کے یہ معنی کرنے چاہئیں کہ حقیقت میں خدا تعالیٰ اپنی گود
میں لے کر اٹھائے پھر اس کی طرح ملائکہ کے ہوں پر ہاتھ رکھنا حقیقت چمچل نہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ عاجز ایسی علامت متذکرہ بلا کے ساتھ آیا ہو اور آنجہ طائر
پر اس عاجز کے مدخل ہاتھ ہیں اور طبی قوتوں کے سہارے سے علوم لدنی کھل رہے ہیں۔ اگر کوئی

عہد احمد ۳۰: ۷۱ بنی اسرائیل ۷۱

الاسلامية ليكون بلاغاً تاماً للطالبين - فاعلموا يا معشر الكرام كيف
 تبارأ طالبان این سیلخ بر تہ کمال رسد - پس باینده گویہ بندگان و جماعتها صاحب
 ادلی الابصار والافهام ان الله قد بعثني محمداً علي راس هذا الامة
 بعيرت دہم کہ خواہے عز و جل مرا بر سر این صدی مجدد مبعوث فرمودہ است و بندہ را برائے مصلحت عام
 و انتقص عبد المصالح العامة و اعطاني علوماً و معارف تجب لاصلاح
 خاص گردانیدہ است - و مرا آن علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح این امت انداجب است
 هذه الامة و هب لي من لدنه علماً ميلاً لا تمام الحجۃ علی الکفرۃ الخیرۃ - و
 اند - و مرا علم زندہ بخشید تاکہ بر کافران و فاسقان محبت تمام شود - و مرا تہ کازہ و
 اعطاني ثمر اغضاً طرياً بالتغذية جيا ع الملة - و کاساً مہاقاً العطاشی
 تر عنيت کرد تاکہ سگکان کثرت را غذا دادہ شود - و جامہائے پر کشید تا شنگان ہایت و
 الهداية والمعرفة و جعلني اماماً لكل من يريد صلاح نفسه و محبت
 معرفت را نشانیدہ شود - و مرا برائے ہر آن شخص کہ صلاحیت نفس خود بخود و رقاب خود سے خواہد
 رضا و رتبہ و جعلني من المکملين الملائمين - و اکمل علی نعمہ و اتم تفضله
 امام گردانیدہ و مرا از آسمان گمانید کہ بشرف مکالمہ الہیہ مشرف میباشند - و بر من نعمت خود کامل کرد و تفضلہ
 و سماني المسيم ابن مريم بالفضل الرحمة - و قدر بلي و يديۃ تشابه الفطرة
 خود بتمام رسانید و نام من از فضل خود مسیح ابن مريم نہاد - و دین مسیح ابن مريم تشابه فطرت مقدر
 کالجوہر من من المادۃ الواحدة و هب لي علوماً مقدسة نقيه و معارف
 کرد - چنانچہ دو جوہر از یک مادہ ہی باشند و مرا علوم مقدس و معارف بخشید و معارف صاف و روشن
 صافية جلیہ و علمي ما لم يعلم غیري من المعاصرين - و صبت فی
 ملاءک و مرا چیزایا مبعوث کہ غیر من از مردم ہم زمانہ من ازال ابیخیر اند - و در دل من سارے
 قلبي ما لم يحيطوا بها علما - و نوراً لم يمسسه احد منهم و جعلني من
 بر خیرت کہ علم آن از ایشان اسے را نیست و در دل من فیض بر خیرت کہ هیچ کس از ایشان بدان شتائی نداد

بینہ صلح

اور حق پوشی میں حد سے گزر گئے ہیں۔ ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ ذہنِ عمداً صحیح واقعات سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے۔ تاہم گمان کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اسلئے لوگ جان بچانے کے لئے ان کے جھنڈے کے نیچے آگئے تھے۔

پس سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپ کے لئے ایسی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توجید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا۔ اور مدد طلب کی گئی تھی۔ اسے حق کے طالبو! تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں ان لوگوں کی افتراء ہیں جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دہی ایک قبیلہ کا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں

صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا۔ بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور اس مصیبت اور تنہی کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں۔ اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا اور پیچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچا نے بھی آپ کو اپنی روٹی نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں۔ اور یہ محض اتنی تھی۔ اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ چالیس برس کے سن تک پہنچے تو یک دفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچ گیا۔ ایک غارِ منکھ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حرا ہے۔ آپ دیکھ لے وہاں جاتے اور غار کے اندر چھپ جاتے۔ اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن اُسی غار میں آپ

چشمہ معرفت

دوسرا حصہ

کامل تعلق تھی ثابت ہو سکے کہ بظاہر بہت سے تعلقات میں وہ گرفتار ہو۔ بیویاں ہوں
اولاد ہو تجارت ہو زناعت ہو اور کئی قسم کے اُس پر بلوچ پڑے ہوئے ہوں اور پھر وہ
ایسا ہو کہ گویا خدا کے سوا کسی کے ساتھ بھی اُس کا تعلق نہیں۔ یہی کامل انسانوں کے علامات
میں مگر ایک شخص ایک بن میں بیٹھا ہے نہ اُس کی کوئی جوڑ ہے نہ اولاد ہے نہ دوست
ہیں نہ نہ کوئی جو کسی قسم کے تعلق کا اُس کے دامن گیر ہے تو ہم کیونکر سمجھ سکتے ہیں کہ اُس
نے تمام اہل و عیال اور ملکیت اور مال پر خدا کو مقدم کر لیا ہے اور بے امتحان ہم اُس کے
کیونکر قائل ہو سکتے ہیں مگر ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیویاں نہ رکھتے
تو ہمیں کیونکر سمجھ آ سکتا کہ خدا کی راہ میں جاں فدا کی توقع پر آپ ایسے بے تعلق تھے کہ
گویا آپ کی کوئی بھی بیوی نہیں تھی مگر آپ نے بہت سی بیویاں اپنے علاج میں لاکر صدام
استخوانوں کے موقع پر یہ ثابت کر دیا کہ آپ کو جسمانی لذات سے کچھ بھی غرض نہیں اور آپ
کی ایسی نچر دانہ زندگی سبک کوئی چیز آپ کو خدا سے روک نہیں سکتی۔ تاریخ دان لوگ جانتے
ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے اور

آپ نے ہر ایک لڑکے کی وفات کے وقت یہی کہا کہ مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں میں خدا کا ہوں
اور خدا کی طرف جاؤں گا۔ ہر ایک دفعہ اولاد کے مرنے میں جو سخت جگر ہوتے ہیں ہی منہ سے
نکلتا تھا کہ اے خدا ہر ایک چیز پر میں تجھے مقدم رکھتا ہوں مجھے اس اولاد سے کچھ تعلق نہیں
کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بالکل دنیا کی خواہشوں اور شہوات سے بے تعلق تھے
اور خدا کی راہ میں ہر ایک وقت اپنی جان فدا کرنے پر تھے تاکہ مرتبہ ایک جنگ کے موقع
پر آپ کی انگلی پر تلوار لگی اور خون جاری ہو گیا تب آپ نے اپنی انگلی کو مخاطب کر کے کہا کہ اے
انگلی تو کیا چیز ہے صرف ایک انگلی ہے جو خدا کی راہ میں زخمی ہو گئی۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب
نہیں اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان بیٹھ پر لگے ہیں تب عمر کو یہ

لحاظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوسرے کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چار شنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے احساک باران کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعے لاکھوں انسانوں میں مشہور کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اول تو خدا تعالیٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاق کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۔ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔ اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

سے نظر آوے اور کوئی کسی کو نہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے۔ مگر میں مسیح سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اُس کا عقائد کا حصہ آور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شرف ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔ اس مذہب کی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اُس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکوئل کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

براہین احمدیہ ج ۱

دیباچہ

کہ باوجود مدعا و موافق اور موافق کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اس حصہ کو خلعت وجود بخشا۔ چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل درج کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصوت الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یا زد لایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں بعد کے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ ختم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر لکتاد کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

دوسرا سبب اس التوا کا جو تین برس تک حصہ ختم نہ کیا گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اُن لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اس قدر دیر کے بعد عام طبع لوگ بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گامیوں پر اتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو اُن کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آدمائی گئی۔

اس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کار و بار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصوں سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدائے عادل و مقتدر کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

ماہنامہ بار اہل

وَلَمَّا نَاصَتْ وَغَضِبَ غَضَبُكَ فَاصْدَعْ بِمَا تُهْدِي سَمْعَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ
جو شخص مظلوم ہو کے بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں

سرتکین

ایہ دہرم

مطبع ضیاء اسلام آباد پاکستان حکیم فضل الدین مالا مطبع

کی اہم کتاب چھپے

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو بادا صاحب ان پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں دیکھ کے مکذب ہو ہوئے۔

قولہ۔ یہ کب جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے دیدوں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آوے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہنسی درہ گرہے نہیں وہ سب سمجھادی والے بیدست میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ دیدوں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں جو سُنے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ اقول اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ بادا نانک صاحب اور اُن کے پیرو ٹھگ ہیں اُنہوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا۔ مگر چند یہ تو سمجھئے کہ بادا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طومار سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی بادا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنہ میں درج ہیں اور مخالف وید میں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے م عقلند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور رات حق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ۔ نانک جی بڑے دھناڑ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پر نتوان کے چیلوں نے نانک چند دوسے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے بڑے اور بڑے اور بڑے اور بڑے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما دی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے دواہ میں گھوڑے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پناادی رتنوں سے بڑے ہوئے پناوارا تھا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہے۔ یعنی نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چند دوی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دولتمند اور بھگت کر کے لکھا ہے

تھوہ الزامات

کشتہ فوج

چڑھنے اور مرنے کو پاکسم وہ ایسا ہو کہ باوجود وہ مرنے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ
 دُور ہو۔ اور باوجود ایک ہونے کے اُنکی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ
 کی تبدیلی نمود میں آئے تو اسکے لئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہو۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس کے مساوی
 کرتا ہو۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہو۔ مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا
 ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمالی نام رکھتا ہو۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نہ نیک کی طرف
 انسان کے تغیر چلتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی کو سامنے ظاہر ہوتا ہو۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت
 کے وقت جو انسان کو ظہور میں آتی ہو خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے
 وہ خلاق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہو جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہو۔ خوانق اور
 معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہو جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہو۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر
 اور اپنے آراء میں پر اور اپنے کلی تعلقات پر اُسکو مقدم رکھو۔ اور علی طور پر ہمدردی کے ساتھ اس کی
 راہ میں صدق و وفادار کھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اُسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُسکو
 مقدم رکھو تا تم آسمان پر اُسکی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم خدا کی عادت ہو۔
 مگر تم اُس حالت میں اس عادت کو حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اُن میں کچھ عبادتی نہ ہے اور تمہاری مرضی
 اُسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اُسکی خواہشیں جو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت
 میں اُپانی احد نامہادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا ہے بنا جو چاہے ہو کرے۔ اگر تم ایسا کر دو گے تو تم میں
 وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے تم کو اپنا چہرہ چھپایا ہو۔ کیا کوئی تم میں جو اس پر عمل کرے اور اُسکی
 رضا کا طالب ہو جائے اور اُسکی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم لگے رکھو
 کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُسکی توحید زمین پر پھیلاتے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو
 اور اُسکے بندوں پر رحم کرو اور اُن کی زبانیں یا ماتہ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے
 کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر کبر نہ کرو گویا اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گویا وہ بھلا دیتا ہو غریب
 اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بننا و تابعی کے جاؤ۔ بہت ہیں جو ظلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اللہ سے

تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ ڈالتے اور چپ ہی رہتے اور خواہ مخواہ اپنے
موجودہ وید کی پروردہ درمی نہ کراتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے
وہ یہی ہے کہ ہند و ول کے پریشد کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور
کہتا ہے کہ انا در آریوں کا پریشد کشتیا کا بیٹا ہے۔
اور نیز یہ کہ عنانصر اور اجرام سماویہ سب پریشد ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتا ہے کہ ان
تمام چیزوں سے مرادیں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم تعلیم ہے
یعنی یہ کہ پریشد نراف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)
ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی پہلے زمانہ میں یہی وید تھا۔ بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ ایک محرف مبتدل
کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور اغلب
ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے جوئی پھر کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور
صورت بدلائی گئی ہے اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کر نیوالی کتاب ہے۔
جس میں پریشد کا بھی پتہ نہیں لگتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پریشد کی تعلیم ہے
کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے پس جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اسکی
مخذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں اس جگہ یہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرف مبتدل
ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر
ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا
مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گند سے فرقت
مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور
انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ
کی ہی پاک کازروانیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت طنا مشکل
ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے لطفہ میں سے ہے۔ اور کون آریہ

ہر کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لاد روٹ کی حفاظت کی باتیں نہ کر اُس کے خوش کرنے کے لئے اُن
 میں اُن لاد کی گراپے دل میں بہت ہنساکہ اس دھرت کی پٹر لینے کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی
 پھر اُس کے بعد ہر سنگ تو رخصت ہوا اور لاد گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی
 ہستی و لام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گنگ ان کے
 برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی دہائی بہانہ کہ چہ نہیں مل گئیں۔
 اور چکی آتی شروع ہوئی۔ لاد نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "ہے بھاؤ ان آج تو خوشی کا دن
 ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیچ ٹھہر گیا پھر تو روئی کیوں ہے وہ بولی میں کیوں نہ روؤں تو نے
 سارے کتبے میں میری مٹی پیدا کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی اُس سے بہتر تھا کہ
 میں پہلے ہی سجاتی۔ لاد روٹ بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ
 خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اہل کی تھی اُس نے تڑت جواب دیا کہ حرام
 کے سچ کو کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی سناوے لاد تیز ہو کر بولا کہ ہے بے کیا کہد یا یہ تو دیر لگیا ہے
 عورت کو یہ بات سن کر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا دید ہے جو بدکاری سکھاتا اور زنا
 کاری کی تعلیم دیتا ہے یوں تو دنیا کے غائب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر کبھی نہیں سنا
 کہ کسی مذہب نے دید کے متواپہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک نسلوں کو دوسروں سے ہمہتراؤ۔ آخر
 غائب پاکیزگی سکھانے کے لئے ہوتا ہے نہ بدکاری اور جرائم کاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب
 رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لاد نے کہا کہ چپ و چو اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک نہیں اور
 میرا پاک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اسے بیچا کیا ابھی تک تیرا تک تیرے منہ پر باقی ہے ساری رات
 جو شریک نے جو تیرا سنا یہ اور تیرا نکا دشمن ہے تیری سہول کی کیا ہوتا اور عورت کے خاندان والی
 سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خوابی کی اور ہر ایک ہانک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ
 میں نے خوب بد لیا سو کیا اس بے فیرتی کے بعد بھی تو یہ سب ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔
 اب وہ شریک اور بھر دشمن باتیں بنانے اور بٹھکانے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

کمر میں اس فتحِ عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج دسواں لکھ کے مقابل پر کھجے حاصل ہوئی۔ میں ضرور راقم دلی
کا سارا نقشہ محلہ کے ٹوٹوں پر نظر کروں گا سو یاد رکھ کہ وہ ہر ایک مجلس میں تیرا ناک کاٹنے کا اور ہر ایک
لڑائی میں بی قصہ تجھے جیتنے کا اور اُس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعویٰ کر دے کہ رام دلی میری ہی
عورت ہے کیونکہ وہ اشد سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑ دوں گا۔ لہذا وہ قیوت
نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تا جہاری اور بھی
دھوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دلش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشرنے دے ہی دیا بیٹے
کا نام شکر محبت نہہر خندانہ منسی اند کہ کہ کچھ کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول
قہر بیٹہ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ وہاں ہی ہوگا کیا بیٹا
ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جانے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دھوٹ بولے
کر اگر حمل خطا گیا تو میں کہہ کر سگ کہ جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلا لٹلن کا محبت نہایت
خفہ سے ہوئی کہ اگر کہہ کر سگ بھی کہ نہ کر سکا تو پھر کیا کریگا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ ترائن سگہ بھی لٹن
دھوٹ سے کہ نہیں اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیتن سگہ۔ لہنا سگہ۔ پوٹ سگہ۔ جیتن سگہ
قصر با سگہ۔ خزان سگہ۔ رجن سگہ۔ رام سگہ۔ کیشن سگہ۔ میال سگہ۔ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور نہ
اور قوت میں ایک دوسرے سے مدد کریں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت دھوٹ کی کر میں
اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بالار میں ہی بٹھا دے تب دل میں کیا چیزوں لاکھوں آ
سکتے ہیں منہ کا لا جو ہونا تھا وہ تو ہو گا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے نہیں میں نہیں اور اگر ہو بھی
تو تجھے اُس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اُسی کا ہوگا اور اُسی کی خوب بولے گا کیونکہ وہ حقیقت وہ
اُسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دلی نے کچھ سوچ کر پھر بعض شروع کیا اور دودھ دھک آواز گئی اور آواز
سُن کر ایک پنڈت نہال چند نام دھوٹ آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ سگہ تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔
لالہ تک کہ چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کہے مگر اس خوف سے کہ رام دلی
اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیلا سا ہو کر زبان دبا کر

کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے لگایا ہے۔ سو
 میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کر لیا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے
 مہر سنگ کو بٹو لیا کچھ معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کہ مہر سنگ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے وہ مجھے
 اور میری مائتری کو ضرور خراب کریگا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شائع کروں گا
 نہال چند لکھ کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر پوچھا کہ وسا اعلیٰ تیری کچھ پر نہایت ہی افسوس ہے
 کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق یہ نہیںوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا
 کہ اس محل کی تمام کھترانی حدیں مجھ سے ہی نیوگ کرتی ہیں اور میں دن رات اسی سیدو امیں لگا ہوا
 ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے لکھا یا ہوتا سب کام بند ہو جاتا اور کوئی بات نہ بھلتی
 اس محل میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کر لیا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر
 بھی سنا یہ پردہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگ تو ایسا نہیں کریگا
 ذرہ دو چار گنگھنیں تک دیکھنا کہ سامنے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لاہ دیوت
 لکھ کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں۔ اس وقت شہر پر پٹنت نے جو بے باعث نہ
 ہونے تک پر دھکے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت ہیچانی کا جواب دید کہ
 اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ختم وار ہوتا ہوں کہ مہر سنگ کے فتنہ کو میں نہیں
 لوں گا اور یہاں تک ایک ملکی بات ہے اب بہر حال یقینی ہو جائے گا تب وسا اعلیٰ و گوت تو اس
 بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے شکر سخت گالیاں اس کو نکالیں تب وسا اعلیٰ نے پٹنت
 کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے اگر نہ نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی شکل سے کر لیا تھا جس کو
 یاد کے بیک لڑائی ہے کہ میرا سہ کا کیا اسی سے تو اس نے جو نہیں ماری تھیں جن کو آپ شکر
 دے سکے تب وہ شہرت بہت پٹنت وسا اعلیٰ کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور
 کہا نہیں مہاراج کہ نیوگ کو نہ نہیں مانتا چاہیئے یہ دینا لگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے
 ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے نیوگ بات ایک ہی ہے

ایک بکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریقہ بند ہے۔ مرض آشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آشک بہت پھیلا ہوا ہے اور توہین اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت مسرگزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین لٹریاں ہم پہنچائی جائیں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز مہمحلان اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرمادیں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے	دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
میں کے دیں میں ہے ایسی بے شری	عقل و تہذیب سے وہ حلی ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے حد	اُن کی شیطان نے عقل ہی ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کُل	اب تو ماتحت کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی	وہ تو اک نمٹ کی پٹاری ہے
دوسرا بیاباہ کیوں حرام نہو	جبکہ رسم نیوگ باری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم	اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چکے چکے حرام کروانا	آریوں کا اصول بھاری ہے
آدھے یہ نصیبت اور بدرسم	بید کے خادموں میں ساری ہے

زن بیگانه پر یہ شیدا ہیں	جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
لاحق سوختن ہیں اُن کے مرد	اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے
وہ ماکیا دہرم ہے کیا ایمان	جس میں واجب حرام کاری ہے
آریو! دل میں غور سے سوچو	شرم وغیرت کہاں تھاری ہے
جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ	ناک کے کاٹنے کی آری ہے
کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم	کہ یہ پوشیدہ ایک ماری ہے
مربکب اس کا ہے بٹا دیوٹ	اعتقاد اس پر بد شعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا لطفہ	سخت خیمٹ اور تابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے	وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
ہے وہ چندال دشت اور پانی	جنت اس کی کوئی چماری ہے
ہیں کردوں نیوگ کے بچے	آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار	یہ نہ اولاد قہر باری ہے
تام اولاد کے حصول کا ہے	ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط	یار کی اس کو آہ دزاری ہے
وہ سے کروا چکی زنا لیس	پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے امتی ہیں	اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاد کو	ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یادوں کو دیکھنے کے لئے	مہر بازار اُن کی باری ہے
جورو بھی پر فدا ہیں یہ جی سے	وہ نیوگی پہ اپنے دلی ہے
شرم وغیرت ذرا نہیں باقی	کس قدر اُن میں بد باری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں	طوبہ جورو کی حق گذاری ہے

ضمیمہ برائے ابن احمد

حصہ خیم

کہہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجود اور نقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے
 رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو انسان
 کی میادری یا جزام کے عارضہ سے مل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم بھی تعلق کر سکے۔
 پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض
 کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رو سے اس وقت نہیں رہتا کہ رحم
 اس سے تعلق کر سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے
 وجود پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبر اور عجب اور دیا یا اور کسی قسم کی
 ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس وقت نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق کر سکے
 پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اولیٰ مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا
 کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ
 تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی
 تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے
 جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا اور یاد رکھنا چاہیے کہ نماز اور یاد الہی
 میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میں سر آتی ہے اور وجودہ ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا
 لذت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی
 تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو
 تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے
 طہورہ آثار و صفات ہیں۔ پس یاد الہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے عقول میں حالت
 خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پر کر
 اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں گیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک
 کمال لذت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اس قطرہ منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں

۴۵

کہ جسم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ جسم کی طرف کھینچا جائے پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالتِ خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ جسم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے بلکہ جیسا کہ نطفہ کسی حرامکاری کے طور پر کسی زڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی یہی لذتِ نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ پس ایسا ہی بخت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و خضوع اور حالتِ نفع و شوق زڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراضِ دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرامکار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعثِ لذت ہوتا ہے۔ بہر حال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے حالتِ خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر وہ حالتِ خشوع اور وقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر یہی مشابہہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے محبت کرے اور یہی صورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کریگی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گودہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے یعنی کسی شخص میں نماز اور یادِ الہی کی حالت میں خشوع اور سوز و گداز کی علامت پیدا ہونا ضروری نہیں ہے۔

تبدلی حالت میں خشوع اور وقت کے ساتھ مطلقہ کے خواہم جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ تجربیں رونے کی حالت میں ہوتی ہے اور بات بات میں روتے جاتے اور خشوع اور کسار اختیار کرتا ہے مگر ان میں کسی کے زمانہ میں جیسا کہ انسان بہت سے لغویات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور سب سے پہلے لغویاتوں اور نوحہ کا مول کی طرف ہی رغبت کرتا ہے اور اکثر لغویات اور نوحہ کو دیکھنا ہی اس کو پسند آتا ہے جس میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی حد پر پہنچا دیتا ہے اس کا یہ ہے کہ انسان کی زندگی کی راہ میں فطرتاً پہلے لغویات ہی آتے ہیں اور بغیر اس مرتبہ کے کہ کھنگھنے کے دوسرے مرتبہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پس جیسا کہ پہلا مرتبہ جو کچھ کہیں کے لغویات سے پہنچ کر آتا ہے سو اس کی حالت ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی مشرقت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہج

شعروں کے سننے اور مرد کی تاثیر سے رقص اور وجد اور گریہ و زاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت اس لذت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عورت سے ہوتی ہے۔

اور پھر ایک آدم مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پر کڑ کر دانا ہو جانا بعینہ روئے کی صورت پر ہوتا ہے

جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی روئے ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ حاصل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ کتنا آنکھوں پر پھونکے ہوئے انزال کی لذت کبھی کبھی طو پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی انہیں صحبت کرتا ہے کہ کبھی حرام طور پر جو کہ انس کی

حرام کا عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز گداز اور گریہ و زاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز گداز محض خدا کے واحد لا شریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز گداز آدم اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا غفلت کی پرستش

اور بول اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکار کی کے جوار مشابہ ہوتی ہے۔ غرض بجز خشوع اور سوز گداز اور گریہ و زاری اور اس کی لذتیں تعقیق باللہ کو مستلزم نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے میں جو خارج جاتے ہیں اور رحم ان کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا

ہی بہت سے خشوع اور تعویذ اور زاری ہیں جو محض آنکھوں کو کھونا ہے اور جیم خدا ان کو قبول نہیں کرتا۔ غرض حالت خشوع کو جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت کے جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صالح قدیم عیسیٰ کے خاص ارادہ سے ان

دنوں میں مکمل اور اتم مشابہت ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کر لیں۔ ششم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی محسوس نہ ہو تو

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا عجلت کا گروہ اور کیا بھلائی کا گروہ۔ غرض سب کو پسند آواز سے اس بات کے لئے مدد کیا کہ مجھے مسلم حقانی اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے سوا اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو قسم دلتوں کی بڑ ہے انہوں نے ٹہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصاوتین لکھی گئی اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور عبدالحق کی ذلت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اُس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اشتہار افواہا لاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے عطا کرے گا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندھ ہی اندھ ریٹ میں تحصیل پا گیا یا پھر رجعت تہقیری کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ بخشش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھ لایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کر سکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وار وصال ہو گئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

کہ عیسیٰ نے مباہلہ کے بعد کوئی عزت دنیا میں پائی۔ کوئی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی کوئی مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کوئی علمی افضلیت کی بگڑی اس کو پہنچائی گئی۔ صرف غفلت کوئی کے طور سے ایک سرشار ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تائیدی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدعقبتی سے وہ دعوئے بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی وحدت کے پریش میں سے ایک چھوٹا بھی پیدا نہ ہوا مگر اس کے مقابلہ پر خدا تعالیٰ نے سبب الہام کو پورا کر کے مجھے لڑاکا عطا کیا +

یہ دشمن برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے کبھی نہیں۔ پھر کیسے خبیثت وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیہم ان یتقون اولیٰ فکر انی حللۃ العشرۃ الکاملۃ۔
بالا قریم بدو ہر ایک خلافت سکفر کذب پر غابر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً کھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عیسیٰ کے مباہلہ کے بعد یہ دشمن قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو ذلیل کیا۔ اور اس کو بیٹے کا دعویٰ بھی چھوٹا نکالا۔ اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعویٰ کو رد کیا۔ اس سے ڈھ کر میں مباہلہ میں ہو گا۔ میں نے اس روز بدو عطا نہیں کی۔ کیونکہ وہنا مجھ اور ماضی تھا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بدو عطا کر دوں گا۔ سوچا بیٹے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہو گا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم دس ہوں۔ اور جو کہ مباہلہ کے لئے ہر ایک شخص کو اپنا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بدعرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفین پر جائز نہیں دیکھی گئی کہ وہ دودھ دراز سفر کر کے پیچھے بلکہ حسب منطوق و ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ میدید اللہ بکم الیسر ولا یزیدن بکم العسرا۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتہم میں صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۲۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور بعض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دوا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دوا

اے خداوند عظیم وغیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

عیسیٰ خرمی نے ہر شخص کو اس نصرت کی مہربانی کر دی جو اس کے مذہب میں ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کے جواب میں میرے ہر ایک طرف پر کیا ہے مگر وہ باطن میں دیکھ کر اس کے دل کے چلنے میں شک کرنے کیلئے نہیں تیار تھے کہ یہ بہت خوب۔ یہی نشان دیکھے

نہ اٹھا یا مگر پادریوں کی اطاعت کا جو اٹھا لیا۔ پس ان معنوں کے رو سے بھی وہ ابتر ٹھہرا۔ چھ
 جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان معنوں کے رو سے بھی ابتر ہوا کہ اس وقت سے جو اسکی نسبت خدا
 تعالیٰ نے فرمایا کہ اتنا شاندار ہو (الابتر گویا اسی دم سے خدا تعالیٰ نے اسکی بیوی کے برہمن
 مہر گادی اور اسکو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر
 میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اسنے اس الہام کو توڑنے کے لئے
 اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع ہو گئی۔ آخر نامراد مرا۔
 اور ابتر کے ہر ایک معنی اسپر صادق آگئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددعا میں
 کرتا تھا کہ شیخ منہ مفری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مرے گی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اسکا
 نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنی الہام اتنا شاندار ہو (الابتر کے بعد تین لڑکے میرے
 گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہو گئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور
 ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور
 یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نسبت ہو گئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور
 اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے، چچو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا
 جواب بھی یہی ہو کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اس وقت پیش کرنی چاہیے کہ
 جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمان داری کا یہ تقاضا ہو کہ اس بات
 کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اتنا شاندار ہو (الابتر

میں حاشیہ ہے۔ یہ اسی طرح کی امید جو میرا کہ عبدالحق غزنوی تمام قسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا
 اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ مباہلہ مر گیا ہو اور اسی بیوی کو میں نے نکاح کیا جو اسکو حمل ہو گیا ہو اور اب اسکو لڑکا
 پیدا ہو گا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور اب تک وہ باوجود
 گذرنے چودہ برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہو اور بغلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے
 پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے میری نسبت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کمار دن تک عورت کے ساتھ میری شہرت
 ہو گئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مر گئے اور ہزار ہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

دائیل طبع اول

الحمد لله والمنتهى كبرياءه وتوفيقه لكل نعم المولى ونعم النصير وعنايات
آل ذوات جليل وعظیم وکیر حصه اولی کتاب الجواب سوم به

آئینہ مکالات اسلام

جس کا دوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے

بمہ ماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم

وما لک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

مرد و معین ہو۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا جاتا ہے جیسے آیامِ حمل اور حیض نفاس میں یہ طریق بابرکت اُس نقصان کا تدارکِ تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رو سے کر سکتا ہو وہ اُسے بحثِ سماجی۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تفسیرِ عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بد شکل ہو جائے تو مرد کی قوتِ فاعلیٰ جیسے سارا مدارِ عورت کی کارروائی کا بھی بیکار اور مختل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بد شکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مزد کو دینی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوتِ مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رو سے عورت اُسے طلاق لے سکتی ہے۔ اور اگر پوری یوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ غدر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی صورتِ ذمہ دار اور کارِ برار نہیں ہو سکتی اور اس سے مرد کا استحقاقِ دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاق اور متقی اور یارِ طبع ہیں ان کیلئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفسِ آمارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بے قیدی کے جو ان میں پھیل رہی ہے ان کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سبے بڑھ کر افسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مسلمِ القیوتِ انبیاء کے حالات سے انکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جاتے ہیں۔ بشرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل بڑھ اپنی ماں کی جہت سے وہی کثرتِ ازدواج ہے جس کی حضرت داؤد (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا نہ کرنے کی مانند سمجھتے ہیں اور اس پر حُثْثِ کلمہ کا نتیجہ جو حضرت صلیم

مذہب شیخ بارادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انوار الاسلام

پیشکش کنندہ: مولانا محمد رفیع الدین صاحب

تعداد اشاعت (۳۰۰۰)

بکھر کر برصفت دل اور دشمن اسلام ہلا اور مسیح کو برا بھلا بھی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف دو ہزار روپیہ بذریعہ قہم پر دست اور قہم جمع کئے اور ہمارا اہام جموں ہمارا اور ہمارے عید الشہداء قہم قسم نہ کھائے۔ قہم کی ستر مینا کے اندر دیکھئے کہ ہم سچے اور ہمارا اہام سچا۔ پھر بھی اگر کوئی شک ہے ہمارے قہم کے اور اس مینا کی طرف متوجہ نہ ہو اور اپنی سچائی پر پردہ نہ لگاتا چاہے تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہو گا کہ خواہ مخواہ حق سے روگردان ہوتا ہے اور اپنی شیطنیت سے کوشش کرتا ہے کہ سچے جموں بے ہو جائیں۔

اب اس سے زیادہ صاف اور کوئی فیصلہ ہو گا کہ ہم دو ملکوں کے مول میں خود امت سر میں جا کر وہ نہ راہ رپیہ دیتے ہیں۔ مسٹر عبد اللہ قہم اور حقیقت مجھے کا وہ بھٹا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلام کی عظمت کی طرف رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور بلا توقف جہد متذکرہ ہلا کے حق آثار کرے گا اور نگاہ نہ وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جموں میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت کو اس نے متاثر کر لیا پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے کیا پیسے بندہ ہینڈل میں بیچ زندہ تھا اور مسٹر عبد اللہ قہم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے ہتھیار میں یہ کہہ کے اعلان دیا ہے کہ خداوند سچے نے مسٹر عبد اللہ قہم کی جان بچائی تو ہم بھی خداوند سچے جان بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہوئے کی نسبت مسٹر عبد اللہ قہم کو کچھ شک اور تردد پیدا ہو جائے۔ پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیے کہ اس کی خداوندی اور عظمت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے جموں کی سچائی کی سچائی۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبد اللہ قہم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ وہ سب باتیں جموں میں کہیں کوئی سچے نے بچایا جو خود مر چکا وہ کس کو پاس کرے اور جو مر گیا وہ قادر ہو کر خداوند کیسا بلکہ سچے تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب نادان عیسائیوں کی تحریک سے جیسا کہ ہو جائے گا تو پھر ہمیں کامل خدا کی طرف سے بیباکی کا مزہ کچھ لگائے گا۔ ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جموں سچے کے لئے ایک میا پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف غمراہ راہ خدا کی راہ سے گمراہ ہو گا اور اپنی خسارت سے ادا ہو سکے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرمندہ ہو گیا کہ ہم نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جوہارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے، انکار اور زبان و ذرازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہو گا تو صاف بھی جلد سے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور عدل تلوہ نہیں پس حلال تلوہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جہنم جاتا ہے اور

ومنح بی من النعم الظاهرة والباطنة وجعلنی من المجدوبین۔ وکنت شاکراً
وقد شخّصت وما استفتحت باباً الا فتحت۔ وما سألت من نعمة الا اعطيت
وما استكشفت من امر الا كشفت۔ وما ابتهلت فی دعا ولا اجیبته۔
وکل ذالک من حبی بالقرآن وحب سیدی وامامی سید المرسلین۔ اللّٰهم
صل وسلم علیه بعد نجوم السموات وذرات الارضین ومن اجل هذه الحب
الذی کان فی فطرقی کان الله معی من ازل امری حین ولدت وحين كنت
ضریعاً عند ظمّی وحين كنت اقرئ فی المتعلمین۔ وقد حبيب الی منذ ذنوت
العشرین ان انصر الدین۔ واجادل البراهمة والقسیسین۔ وقد الفت
فی هذه المناظرات مصنفات عديدة۔ ومؤلفات مفيدة منها کتابی
البراهین۔ کتاب نادر ما نسج علی منواله فی ايام خالية فلیقرء من کان
من امرتائین۔ قد سللت فیهِ صوامح الحجج القطیعة علی اقوال الملحدين۔
ورمیت بشبهها الشیاطین المبطلین۔ قد خفض هام کل معاند بذالک
السيف المسلول۔ وتبینت فضیحتهم بین ارباب المنقول والمعقول۔ وبن
المصنفین۔ فیهِ دقائق العلوم وشواردها والالهامات الطیبة الصمیحة و
الکشف الجلیلة ومواردها۔ ومن کل ما یجلی درر معارف الدین المتین ولی
کتب اخرى تشابهه فی الکمال۔ منها الکحل والتوضیح والآزالة وفتح الاسلام
وکتب آخر سبق کلها الفقه فی هذه الايام اسمه دافع الوسوس هو نافع جداً
للذین یریدون ان یروحسوا الاسلام یرکفون انواء المخالفین۔ تلك کتب
ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة ینتفع من معارفها یرقبلی یرصدق

دعوتی۔ الاذریۃ البغایا الذین ختم الله علی قلوبہم فہم لا یقبلون۔ ولما
 بلغت اشد عمری وبلغت اربعین سنۃ جاء تنی نسیم الوحی بریا عنایات
 ربی لیزید معرفتی و یقینی و یرفع حجبی و اکون من المستیقنین فاؤل ما
 فتح علی بابہ هو الرؤیا الصالحۃ فکنت لا اری رؤیا الا جاءت مثل فلح
 الصبح و انی رايت فی تلك الايام رؤیا صالحۃ صادقة قریباً من الفین او
 اکثر من ذالک۔ منها محفوظۃ فی حافظتی و کثیر منها نسیتها۔ ولعل
 الله یکررها فی وقت اخر ونحن من الاملین۔ ورايت فی غلواء شبابی
 وعند دواعی التصابی کافی دخلت فی مکان وفيہ حقدی و خدعی فقلت
 طهر و افر اشئ فان وقتی قد جاء ثم استیقظت و خشیت علی نفسی
 و ذهب و هلی الی اننی من المائتین۔ ورايت ذات لیلۃ و انا غلام
 حدیث السن کافی فی بیت لطیف نظیف یدکر فیہا رسول الله صلی الله
 علیہ وسلم فقلت ایہا الناس این رسول الله صلی الله علیہ وسلم فاشاروا
 الی حجرۃ فدخلت مع الداخلین۔ فبش بی حین و اقیته۔ و حیانی باحسن
 ما حییتہ و ما انسی حسنه و جمالہ و ملاحتہ و تحننہ الی یومی ہذا۔ شغفی
 حباً و جذباً بنی بوجہ حسین قال ما هذا بیمنک یا احمد فنظرت فاذا
 کتاب بیدی الیمنی و خطر بقلبی انه من مصنفاتی قلت یا رسول الله
 کتاب من مصنفاتی قال ما اسم کتابک فنظرت الی الکتاب مرۃ اخرى
 و انا کالمتحیرین۔ فوجدتہ يشاہ کتاباً کان فی دار کتبی واسمہ
 قطبی قلت یا رسول الله اسمہ قطبی قال ارنی کتابک القطبی فلما

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورکھ پور جاتے ہوئے بٹالہ میسرے وہاں کوئی جہان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور تحفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزل کے لیے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے ہمیا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے گنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے مل گئے۔

(۳۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اہل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنت دہڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا افضل احمد کو بھی اطلاع دی۔ یہی اوروہ دونوں آگئے۔ چنانچہ سامنے بھی حضرت صاحب کو دہڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو اپنی چار پائی کے پاس فاسوشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا افضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی اُدھر جاتا تھا۔ اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پچڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں ڈبائے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اس کے اُٹھ کاہنتے تھے +

(۳۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سنت مخالفت کی اور غلات کو کشش کرتے رہے اور سب نے

(۳۷)

احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کو شش کر کے لڑکی کی شادی دہری
 جگہ کرادی۔ تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا افضل احمد دونوں کو
 الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے اب انکے
 ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی
 نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کر دو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا
 ہے۔ تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہو گا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے
 ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔
 والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے
 احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا افضل احمد نے لکھا
 کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب
 نے مرزا افضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ دہشت ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو
 دو سخت مخالفت تھی اور مرزا احمد بیگ کی لبا کچی تھی، طلاق دے دو۔ مرزا
 افضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحبہ کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ
 صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہائے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی
 دوسری بیوی کی فتنہ پر دوازی سے آخر میرا ہستہ آہستہ اُدھر جا ملا۔ والدہ
 صاحبہ فرماتی ہیں کہ فضل احمد بہت شر سیلا تھا۔ حضرت صاحبہ کے سامنے
 آکر کلمہ نہیں اُٹھاتا تھا۔ حضرت صاحبہ اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ فضل احمد
 سیدھی طبیعت کا ہے۔ اُداس میں محبت کا مادہ ہے۔ مگر دوسروں کے بے سگ
 سے اُدھر جا ملا ہے۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ جب فضل احمد کی وفات کی
 خبر آئی۔ تو اس رات حضرت صاحبہ قریباً ساری رات نہیں سوئے۔ اور دو تین دن
 تک منہ موم سے رہے۔ خاک رنے پوچھا کہ کیا حضرت صاحبہ نے کچھ فرمایا ہی
 تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ صرف اس قدر فرمایا تھا کہ ہمارا اسکے ساتھ تعلق تو
 نہیں تھا۔ مگر مخالفت اسکی موت کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا لیئے۔ خاکسار عرض

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لحمداً ونصلاً

لایحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم وكان الله سميعا عليمًا

اشتہار نصرت دین و قطع تعلیق از اقارب مخالف دین

عَلَّمَ اللَّهُ نَبِيَّ رَاجِعٍ ضَعِيفًا

پھول بدنزدان تو کرے اوفتو؛ آن نہ زندانی بکن اسی استاد

ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی میرزا احمد بیگ ولد میرزا کاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر نکاح کی نسبت حکم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قریب افتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی ہا کہ ہرنے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امو مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تقریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرزا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی ثانی صاحب جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سدا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں

دینی دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ اربلی تھا۔ اور رہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لانا۔ مگر اس کام کے مدارالمہام وہ لوگ ہو گئے جن پہ اس عاجز کی اطلاع فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہیگا مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تھوڑا کار بھی مجھے زخم پہنچتا تو ہندو میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آثار دے کر مجھے بہت سستیا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عداوت چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفتوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک دنیا ورکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفتوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفتانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضایع نہ کریگا۔ اگر سارا جہان مجھے براہو کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تمام لے گا۔ کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قسمدار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کھال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفتوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل جہان منظر رکھی۔ سوچو کہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا

کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھتے میں مصیبت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۹۸۷ء ہے۔ حوام اور خواص پر بنیادہ اشتہار بذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کروا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو روک دیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرہ سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ لے لے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی۔ بری۔ رنج راشت شادی اور ماتم میں ان سے شرکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیور کی کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقے نہ قطع رحم بہ از مودت قرینے

والسلام علی من اتبع الهدی

المشہور

مرزا غلام احمد لودیانہ

حقانی پولیس، الحیانہ

۲ مئی ۱۹۸۷ء

نمبر ذوالحجہ

القسمیدہ

وان كان عيسى او من الرسل اخر
 خواہ عیسیٰ ہو یا کوئی اور نبی ہو
 وما كان شرك الناس شيئا يغير
 اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلایا جائے
 الامة كفتيان الوغى تنمر
 کب تک مرد ہوں جنگ کی طرح پلٹے دکھلائینگا
 وذلك رأي لا يراه المفكر
 یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی۔
 وان خلتها تخفى على الناس تظهر
 اور اگر تو خیال کیے کہ وہ ہائیں نہ گزرتا ہرگز پریشان نہ ہے گا
 ومن لا يوقر صا دقا لا يوقر
 اور جو شخص صادق کی بے عزتی کرے خود بخود بی عزت ہو جائیگا
 رأيتم فاعرضتم وقلتم نزل رسول
 تم نے وہ نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ مجھ کو بتاؤ
 لنكتب اشعارا بها الا لا يشعرو
 تاہم یہ چند شعر لکھیں جن کو تمہیں یہ نشان معلوم ہو جائیگا
 وهذا هو الاتهام متى ففكروا
 اور یہی میری طرف سے اتہام جہت ہے۔

على مشهالهم نطلع في مكلم
 ان تمام مصیبتیں دیکھیں دوست نبی میں نظیر نہیں پائی جاتی۔
 ففكر اهدا كله كان باطلا
 پس سوچ لیا یہ تمام کارروائی باطل تھی۔
 الا لا ائمتي عار النساء ابا الوفا
 اے عورتوں کے عار شفاء اللہ
 اوردت الهوى من بعد ستين حجة
 کیا میں نے ساٹھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا
 اريناك ايات فلا عذر بعد ها
 ہم تجھے تمہارا نشان دکھاتے ہیں اور اس کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہیگا
 اوردت بعد ذلتي فرايتها
 تو نے مقام میں میری ذات کو جاپا پس خود ذات اٹھائی۔
 وكاين من الايات قد مر ذكرها
 اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔
 فعن لنا بعد التجارب حيلة
 پس ہمارے لئے بہت تجارب کے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا۔
 فلهذا هو التبكيت من فاطر السما
 پس اسکا ذریعہ ہے تمہارا منہ خدا بند کرنا چاہتا ہے۔

لفہ سہو کاتب سے کئی کاغذ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ عین ہوگا۔ ”ہم تجھے کئی ایک نشان
 دکھاتے ہیں“ (ختم)

﴿يُسْتَعْمَلُ لَفْظُ كَايْنِ كَمَا يُسْتَعْمَلُ كَايْنِ فِي لِسَانِ الْعَرَبِ - مِنْهَا﴾

ومن المعترضين المذكورين - شيخ خصال بطالوی - وجا مرغوی - يقال له

دیکھ از اعتراض کنندگان شیخ گمراه ساکن بلاد است کہ ہمایہ گمراه است - اورا

محمد حسنین - وقد سبق الكل في الكذب والمين - وانه أبل

محمد حسین سے گویند - واز بہرہ در دودغ واداستی بیقت برہہ است - واد انکار کرد

واستکبر - واشاع الکبر والظہر حتی قيل انه امام المستکبرين - و رئیس

و تکبر نمود - و تکبر را شائع کردہ و ظاہر ساخت تا آنکہ تکرار شد کہ او امام مجتہدین است - و رئیس

المعتدين - ورأس الغاوين - هو الذي كفرني قبل أن يكفر الآخر - واعترض

تجدید کنندگان - و سرگزبان است - او همان شخص است کہ پیش از بہرہ مرا کافر گفت - و ہر کتابی ہائے

على كتي واظهر جهله المكنون - فقال ان تلك ملكت مشكونة من الاعطال

من اعتراض کرد - و چہل خود ظاہر نمود - پس گفت کہ این کتاب ہا از ظہلی بپور ہستند و در محل

وسا قطة في وحل الانحطاط - وليست كماء معين - وان هذا الرجل من

انحطاط فواء اقامہ اند - و بچو آب صافی نیست - و این شخص از جاہلان است

الجاهلين - وكما يوجد في كتبه من جملها وتيا فيها - فليس قريحته حجر

و ہر چہ از کلمات تمکین و قافیہ ہا در کلام او یافتہ می شود - پس آن بے عزاد او

اشافها بل تلك كلم خرجت من اقلام الآخرين -

و شک طبیعت او نیست بلکہ این کلمات از ہمہائے دیگران برآمده اند -

فقلت يا شيخ النوكي - وعدد العقل والنهي - ان كتي مبروة متا

پس گفتم کہ ای شیخ النوکي - و عدد عقل و نہی - ان کتابی مبرورہ متا

زعمت - و متروعة عما ظننت - الاسهل الكاتبين - او ربيع القلم يتغافل متى لا

بہر ہستند - و از آن ہر ذم تست منزه ہستند - مگر سہو کاتب یا کجی قلم از تغافل من نہ نشہا ہستند

من سہو کاتب و تصواب منوہة - فرس

ثم اعلم ايها الشيخ الضال - والرجال البطلان - ان الثمانية الذين هم

بينكم آنهشت که

باز اے شیخ گمراہ و دجال بطلان

ثامرعودك - ووقود ووقودك - الذين اخطوا في التسعة المخاطبين فمهم

یہ وہ آٹے شاخ کو - ویزم آتش افزہ تو ہستند - آنکہ در نہ مخاطبین داخل اند - میں یکے از آٹے

شیخك الضال الكاذب نذير المبشرين ثم الدهلوی عبدا الحق

شیخ گمراہ و دہلوی کذاب نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان را می ترساند - باز عبدالحق دہلوی کہ

رئيس المتصليين ثم عبدا الله التوكلی ثم احمد علی السهارنفور من المقلدين

رئيس ذات ذہن است - باز عبد اللہ توکل - باز دہلوی احمد علی سہارنپوری از مقلدان

ثم سلطان المتكبرين - الذي اضاع دينه بالكبر والتوهين - ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین متکبر است کہ از کبر و توہین دین خود را ضائع کرد - باز محمد حسن

الامرودھی الذي اقبل علی اقبال من لبس الصفاقة - ونظم الصداقة

امرودی کہ سوسے میں پہنچو بے میاں تو جبر شد - و از راستی خود را دور افکند -

+ الحاشية - هذا الرجل لا يحسب العربية المباركة ام الالسة - بل هي

میں شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد - بلکہ عربی

عندة مستفحجة من العبرية - التي هي لها كالفنلة - ويستيقن ان اشبات

نزدیک او از عربی خارج کر دہ شدہ است - حالانکہ عربی را مثل فنلہ است - و این شخص یقین ہی کند

هذه الخطاة عقدًا مستصعبة الافتتاح - او كز ندۀ مستعسرة الاحتجاج - معانما

کہ عربی را ام الالسنہ قرار دہوں کہ اسے شکی است کہ نتواند شد - یا مثل سنگی است کہ از آن آتش برآورد نتواند کرد

فرغنا من ختم هذا الميدان - في كتابنا من الرحمن - وسون

حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم - و این فراغت در کتاب

واعتلقت الظفارة بعرضي كالذياب - ومغلبه بشوي كالكلاب - ونطق بكلم
 وامن لمعجموكرگان آبروے میں آویخت - ونبجہ بچو سگان بجامہ میں در آویخت - وسمٹنے بر زبان خود
 لاينطق بمثلها الا شيطان لعين - وآنصرهم الشيطان الاعمي - والغول الاغوي -
 نوید کہ بجز شیطان لعین هیچکس بدان گونه تکلم نکند - واز ہمہ آخر شیطان کو راست و دیو گراہ

يقال له رشيد الجنجوشي - وهو شقي كالامروهي - ومن الملعونين -

کہ او را رشید احمد مکتوبی سے گویند - وادبجو محمد حسن اردبی بدیخت است وزیر نعمت خدا تعالی است -

فهلولا تسعة رهط كفرنا وسبونا وکانوا مفسدين - ونذكر معهم الشينيين
 پس ای نہ شمس اند کہ تکفیر را کردند و دشنامها دادند - واز مفسدان بقتند - واما او شان دو شوشی را

المشهورين - يعنى الشينيه اله مخمش التونسوى والشينغ غلام نظام الدين
 بنو کرمی بنیم - یعنی شیخ الرطش تونسوی و شیخ غلام نظام الدین بریلوی

يشاع في الديار والبلدان - فيؤمذ تسود وجوه المنكرين - وانا نعوذنا في افكارنا -
 من الرمن شه است - وبقرب ابن کتاب در شهر را شاع کرده خواهد شد - پس بدان روزندے سکران سید

وايدنا في انكارنا - من الله رب العالمين - ودمنا فيه كل دامن - الذين يقولون
 خواهد گردید - وماندر فکر مانے خود و نظر مانے خود از خدا تعالی تائید یافتیم - ومانا ترا کہ میگویند کہ عربی

ان العربيه ما سبق غيره بطوس - بل هي كاللباس المستبدل او الوعاء
 در حسن خود بر غیر خود سبقت نبرد است - بلکه آن مثل لباس کا آمدہ یعنی کہند و ظرف مستعمل یعنی

المستعمل وكشي وهو سقط صلفه غير معين -

بیکار است و مثل چیزے دی بے سود است کہ بی نفع نہ بخشند - وآن کتاب بخوبی پامال کردیم -

وانا اثبتنا دعوانا حق الاثبات - وارينا الامر كالبدیهيات - معيين غير مستقلين -
 ومان دعوی خود را چنانکہ حق ثابت کردی است اثبات کردیم - ومانر مقصود را مثل بدیهیات نمودیم - و

تحقیقۃ الوری

نہم

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ظاہر فرمائی، کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اِن شائے کہ ہو الا بتوحس کو آج تک بارہ برس گزر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اُس کی بددعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑ ہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اس آرزو میں اُسکو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزار ہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے پس یہ موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے دو برو وہ مرے گا۔ وہ انجامِ آخر میں عربی شعرِ دل میں ہے اور وہ یہ ہے :-

وَمِنْ اللَّئَامِ أَرَى رُجِيلًا فَاسِقًا	غَوْلًا لَعِينًا نَظْفَةً السُّفَهَاءِ
اور لئیموں میں سے ایک ناسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نظفہ
شَكْسٌ خَبِيثٌ مُفْسِدٌ وَهَزْوَءٌ	مُحْسِنٌ يَسْمُو السَّعْدَ فِي الْجَهْلَاءِ
برگوارِ خبیث اور مفسد اور محوٹ کو طعش کر کے دکھلانے والا	مخس ہے جس کا نام جالوں نے سعد اللہ رکھا ہے

✽ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعرا سوت صحتِ نبوت سے کہے گئے جبکہ یہ تسنن سعد اللہ کی بددعا ہی حد سے زیادہ گزرتی تھی۔ منہ

چشمہ سی

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بخیر کسی شرط کے ہر ایک بلکہ عفو اور درگزر کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو بن پر تمام سلسلہ تمدن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قوی کے مدد کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ بخیر کے مدد کو بغیر صل کے دیکھ کر اُس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس تعدد بزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو دلدل الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے فن کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاقی کرم دکھلا دے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کسی تو عفو اور مدد گزر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرین مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانونِ خدا کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل مدلل مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے صرف وہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ

۱۲

قرآن شریف نے بے غاۃ عفو اور درگزر کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بڑھتے ہیں اور غیر ان نفع ہم پر ہم پر جتنے جگہ اس عفو کی عبادت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ نہ

آسمانی فیصلہ

کرائی بھی اور بٹالوی کی کوئی بدگونی میاں صاحب کو مکروہ معلوم نہ ہوئی اور میاں صاحب کے مکان میں بیٹھ کر ایک اور اشتہار تکبر کا بھرا ہوا بٹالوی نے لکھا۔ اسمیں اس عاجز کی نسبت یہ فقرہ مندرج تھا کہ یہ میرا شکار ہو کہ بدقسمتی سے پھر دہلی میں میرے قبضہ میں آگیا اور میں خوش قسمت ہوں کہ بھاگا ہوا شکار پھر مجھے مل گیا۔ ناظرین!! انصافاً کہو کہ یہ کیسے سفلہ بن کی باتیں ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے ہندب ڈوم اور نقال بھی تھوڑا بہت جیسا کو کام میں لاتے ہیں اور پشتوں کے سفلے بھی ایسا کیلنگی اور شیخی سے بھرا ہوا تکبر اپنے حقیقت شناس کے سامنے زبان پر نہیں لاتے۔ اگر میں بٹالوی صاحب کا شکار ہوتا تو اسکے استاد کو دہلی میں کیوں جا پکڑتا۔ کیا شکار گد استاد سے بڑا ہو۔ جب استاد ہی چڑیا کی طرح میرے پیچ میں گرفتار ہو گیا تو پھر ناظرین سمجھ لیں کہ کیا میں بٹالوی کا شکار ہوا یا بٹالوی میرے شکار کا شکار۔ بٹالوی کی شوخیان انتہا کو پہنچ گئی ہیں اور اُسکی کھوپری میں ایک کیڑا ہو جسکو ضرور ایک دن خدائے تعالیٰ نکال دیگا انفسوس کہ اب جکل ہمارے مخالفوں کا جھوٹ اور بہتانوں پر ہی گزارہ ہو اور فرعونى رنگ کے تکبر سے اپنی عزت بنانی چاہتے ہیں۔ فرعون اس روز تک جو منہ اپنی لشکر کے غرق ہو گیا بھی سمجھتا رہا کہ مٹوٹے اُس کا شکار ہو آخر وہ ذلیل نے دکھا دیا کہ واقعی طور پر کون شکار تھا۔ میں نادم ہوں کہ نا اہل حریف کے مقابلہ نے کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس پر دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔ میں کچھ بھی بولنا نہیں چاہتا تھا مگر بٹالوی اور اُسکے استاد نے مجھے بلایا۔ اب بھی بٹالوی کیلے بہتر ہے کہ اپنی پالیسی بدل لیوے اور منہ کو لگام دیوے ورنہ پان دونوں کو رو رو کے یاد کر گیا۔ بادروکشال ہر کہ در افتاد در افتاد و ما علینا الا البلاغ المبین۔

گندم از گندم بروید و ز جو از مکافاتِ عمل غافل مشو

جو لوگ اُن جھوٹے اشتہارات پر خوش ہوئے ہیں جنہیں میاں نذیر حسین کی مصنوعی فتح کا ذکر ہے میں خالصاً بدانتو نصیحت کرتا ہوں کہ اس دروغگوئی میں ناحق کا گناہ اپنے ذمہ نہ لیں۔ میں ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء کے اشتہار میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ میاں صاحب ہی بحث کرنے سے گریز کر گئے یہ کیا شذرات اور بے حیائی کا بہتان ہے کہ میری نسبت اڑایا گیا ہو کہ گویا میں میاں نذیر حسین سے ڈر گیا انھوذا بالشد میں ہرگز اُن سے نہیں ڈرا اور کیونکر ڈرتا میں اُس بعصرت کے

ممن افتری علی اللہ کذبا - تنزیل من اللہ العزیز الرحیم - لتتذکر قومًا
ما انذر اباہم ولتدعو قومًا اخرین - عسی اللہ ان يجعل
بینکم و بین الذین عادیتم مودة - یخزّون علی الاذقان مبعدا ربنا
اغفر لنا انا کنا خاطئین - لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم - و
هو ارحم الراحمین - انی انا اللہ فاعبدنی ولا تنسني واجتهد ان
تصلی واسئل ربک وکن سئولا - اللہ وئی حنان - علم القرآن - فبائی
حدیث بعده تحکمون - نزلنا علی هذا العبد رحمة - و ما
ینطق عن الہوی - ان هو الا وحی یوحی - دئی فتدئی نکات قاب
قوسین او ادئی - ذہنی والمکذبین انی مع الرسول اتوم - ان یومی
لفصل عظیم - دانک علی صراط مستقیم - و انا نرینک بعض الذی
نعدہم اونوفینک - و انی رافعت الی - و یاتیک نصرتی - انی
انا اللہ ذو السلطان - ترجمہ :- اور کہتے ہیں کہ یہ بناوٹ ہے اور شخص
دین کی بیخ کنی کرتا ہے - کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا - کہہ اگر یہ امر خدا کی طرف
سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام سے اس
کے لئے کوئی تائید نہ ملتی اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف ہوتی
اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ ملتی اور دلائل حقہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ
ہو سکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو
پایا جاتا ہے یہ ہرگز نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے ساتھ
نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا - اور پھر فرمایا خدا وہ خدا
ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور
تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا - ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے افتر کیا ہے تو

اور کچھ نصابِ نبوی اللہ تعالیٰ سمجھائے کروں۔ لیکن آخر کار میری توجہ اس طرف پھری کہ جہاں نصیحتوں اور دیگر باتوں کی ضرورت ہے۔ وہاں یہ بھی ضرورت ہے کہ احباب کو ان مسائل سے بھی واقف کیا جائے جن سے انہیں روزمرہ واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ ان کو بھی مختصر اریان کر دوں۔

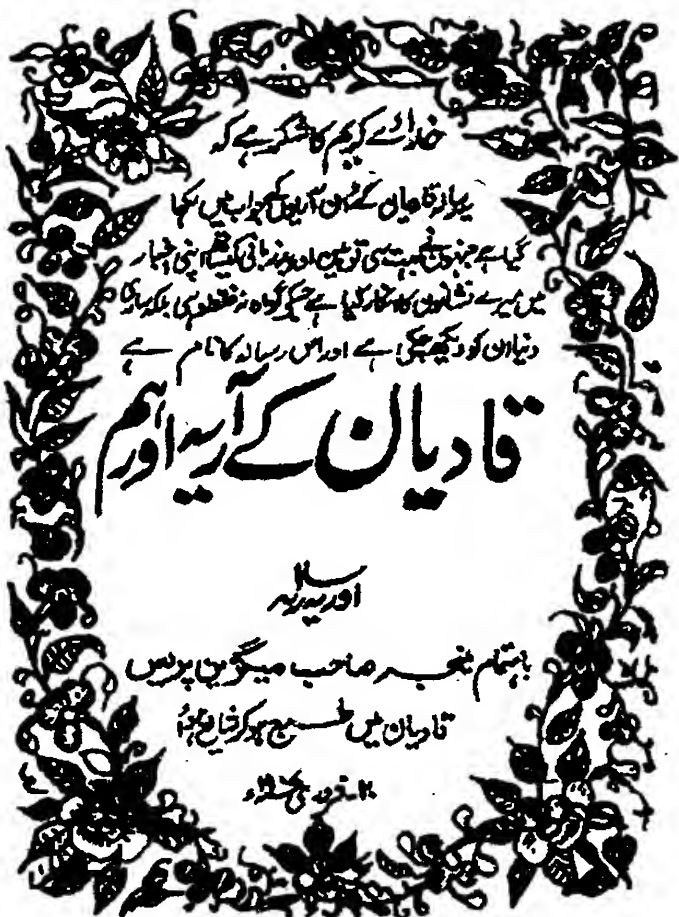
اس وقت جماعت احمدیہ میں اختلاف کی وجہ سے بہت جھگڑا پیدا ہو گیا پیغامیوں کی بد زبانی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فریقِ ماننی نے تہذیب اور شرافت کو بالکل ترک کر دیا ہے اور ہمیں اس قدر گالیاں دی ہیں کہ غیر احمدی اخباروں نے بھی آج تک نہیں دی تھیں۔ میری نسبت اس وقت تک جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ تو ایک بہت بڑی فہرست ہے جس کا اس مختصر وقت میں بیان کرنا مشکل ہے لیکن اس میں سے کسی قدر میں بتاتا ہوں۔ وہ عام طور پر اور کثرت سے مجھے نوح کا بیٹا کہتے ہیں یعنی وہ جو حضرت نوحؑ کے کشتی پر سوار ہونے کے وقت باوجود حضرت نوحؑ کے بلانے کے ان کے پاس نہ آیا اور ان کو اس نے قبول نہ کیا اور طوفان میں غرق ہو گیا اور وہ جو کافروں میں سے تھا بلکہ کفار کا سردار تھا اور جو شرارت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اپنے قول کی وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام چونکہ خدا تعالیٰ نے نوحؑ رکھا ہے اور تم ان کے بیٹے ہو پس تم نوحؑ کے بیٹے ہو۔ ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود کو تو ابراہیمؑ بھی کہا گیا ہے جن کا بیٹا اسماعیلؑ تھا تو اگر تمہاری ہی دلیل درست ہے تو پھر مجھے اسماعیلؑ کیوں نہیں کہتے پھر وہ میری نسبت کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے، کذاب ہے، مفتری ہے، خائن ہے لوگوں کے مال کھا جاتا ہے، خدا سے دور ہے، پوپ ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے الفاظ ہیں جو میری نسبت وہ استعمال کرتے ہیں لیکن مجھے ان کے اس طرح کہنے سے کچھ گھبراہٹ نہیں اور میرا دل ذرا بھی ان کی باتوں سے متاثر نہیں ہوتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔ آپ لوگوں نے کئی دفعہ دیکھا ہو گا کہ ایک کمزور شخص مار تو کھاتا جاتا ہے لیکن گالیاں بھی دے رہا ہوتا ہے تو اب چونکہ ہم ان کو شکست پر شکست دے رہے ہیں اور وہ ہار پر ہار کھاتے چلے جا رہے ہیں اس لئے وہ گالیوں پر اتر آئے ہیں ان کے آدمی ہم میں آکر مل رہے ہیں اور وہ دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ ان کے

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب اِن پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں دیکھ کے کذب جو ہوئے۔

قولہ۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے دیدوں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آوے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہنسی درو گرہے نہیں دے سب سمجھ دای والے بیدست میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ دیدوں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں؟ سُنے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ اقول اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوا نانک صاحب ادا اُن کے پیرو ٹھگ ہیں اُنہوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا مگر چرند یہ تو سچ ہے کہ باوا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طومار سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنہ میں درج ہیں اور مخالفت وید میں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے ماعلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کو کسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ۔ نانک جی بڑے دھنڈاڑ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنسپل اُن کے چیلوں نے نانک چند دوسے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے بڑے اور بڑے بشریح والے کھے ہیں۔ نانک جی برہما دی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے دواہ میں گھومتے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پنا ادی رتنوں سے جڑے ہوئے پار ادا رتھا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑ سے نہیں تو کیا ہے۔ یعنی نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چند ودی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دولتمند اور بھگت کر کے لکھا ہے

نورۃ مائیل بار اول



تواضع کے ساتھ
قیمت ۲۰ روپے

تکلیفوں کے آریہ لہجہ

اس راہ میں اپنے قہقہے تم کو یوں کیا سناؤں
 دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
 لے میرے یادِ حافی کر خود ہی مہرِ بانی
 خرقہ بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاگنی ہے
 تیری دُعا ہے پوری ہم میں ہے عیبِ دُوری
 تجھ میں دُعا ہے پیارِ سچے میں عہدِ سائے
 ہم نے نہ عہدِ پالا یاری میں رخصتِ ڈالا
 اے میرے دل کے صباں سچوں کے تیرا موزاں
 ایک دیں کی آفتاب کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
 کیونکر تیرے وہ مودے کیونکر فنا وہ مودے
 ایسا زمانہ آیا جس نے غضبِ کدھایا
 شادی و طلاق اس دیں کی کیا کہوں یوں
 اُنھیں ہر ایک دیں کی بے فوہم نے پائیں
 لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے
 انکاد کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
 پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئیں میں ویسی
 بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے

۱۱۱

تکھدو کے ہیں جھگڑے سب ماجرا ہی ہے
 دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے
 مت کہہ کہ کئی تیرانی تجھ سے رجا یہی ہے
 عاشق جہاں یہ مرتے وہ کر بلا یہی ہے
 طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے
 ہم جا پڑے کنارے جائے بُکا یہی ہے
 پر تو ہے فضلِ دالِ ہم پر کھٹا یہی ہے
 کہتے ہیں جس کو مدخ نہ جاں گڑا یہی ہے
 سینہ پر دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
 ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے
 جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے
 سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے
 سرِ مرے معرفت کے اک سرِ مرسا یہی ہے
 سب جو ہوں کو دیکھا دل میں حجا یہی ہے
 بنتا ہے جس سے سونا وہ کیسا یہی ہے
 وہ گایوں پر اترے دل میں پڑا یہی ہے
 جس دل میں یہ نجات بیتِ الخلاء یہی ہے

المهلة مائة ثلثة أشهر للمعارضين فان لم يبارزوا ولن يبارزوا فاعلموا
 تین ہفتہ نہایت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آویں گے پس یقیناً جانو
 انہم كانوا من الكاذبين۔
 کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام في صورة اذا اتوا برسالة كمثل رسالتنا وعجالة
 اور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ انعام اسی صورت میں ہے کہ جب با مقابل رسالہ بعینہ ہمارے اس رسالہ کے
 كمثل عجلتنا واتوا انفسهم كمثالين ومشابهين۔ واما اذا ابوا وولوا
 مشابہ ہو اور مثالیت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بتانے سے انکار کریں
 المدير كالتعالي ما استطاعوا على هذه المطالب وما تركوا عادة توهين القرآن
 اور انویزیوں کی طرح بیٹھیں دیکھ لادیں اور بن مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی
 وما امتنعوا من قدح كتاب الله الفرقان وما تابوا من ان يسموا انفسهم موليين
 عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں

وما ازدجروا من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين ما ازدجروا
 اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس بیہودگی کو اپنے نہیں
 من تولهم ان القرآن ليس بفصيم وما تركوا سبيل التحقير والتوهين فعليهم
 روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس قرآن تعالیٰ
 من الله الف لعنة فليقل القوم كلهم امين۔
 کہ ہزار لعنت ہے پس چاہیے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

- | | | | | | |
|---------|---------|---------|---------|---------|---------|
| ۱ لعنت | ۲ لعنت | ۳ لعنت | ۴ لعنت | ۵ لعنت | ۶ لعنت |
| ۷ لعنت | ۸ لعنت | ۹ لعنت | ۱۰ لعنت | ۱۱ لعنت | ۱۲ لعنت |
| ۱۳ لعنت | ۱۴ لعنت | ۱۵ لعنت | ۱۶ لعنت | ۱۷ لعنت | ۱۸ لعنت |
| ۱۹ لعنت | ۲۰ لعنت | ۲۱ لعنت | ۲۲ لعنت | ۲۳ لعنت | ۲۴ لعنت |

۲۵	لعنت	۲۶	لعنت	۲۷	لعنت	۲۸	لعنت	۲۹	لعنت	۳۰	لعنت	۳۱	لعنت
۳۲	لعنت	۳۳	لعنت	۳۴	لعنت	۳۵	لعنت	۳۶	لعنت	۳۷	لعنت	۳۸	لعنت
۳۹	لعنت	۴۰	لعنت	۴۱	لعنت	۴۲	لعنت	۴۳	لعنت	۴۴	لعنت	۴۵	لعنت
۴۶	لعنت	۴۷	لعنت	۴۸	لعنت	۴۹	لعنت	۵۰	لعنت	۵۱	لعنت	۵۲	لعنت
۵۳	لعنت	۵۴	لعنت	۵۵	لعنت	۵۶	لعنت	۵۷	لعنت	۵۸	لعنت	۵۹	لعنت
۶۰	لعنت	۶۱	لعنت	۶۲	لعنت	۶۳	لعنت	۶۴	لعنت	۶۵	لعنت	۶۶	لعنت
۶۷	لعنت	۶۸	لعنت	۶۹	لعنت	۷۰	لعنت	۷۱	لعنت	۷۲	لعنت	۷۳	لعنت
۷۴	لعنت	۷۵	لعنت	۷۶	لعنت	۷۷	لعنت	۷۸	لعنت	۷۹	لعنت	۸۰	لعنت
۸۱	لعنت	۸۲	لعنت	۸۳	لعنت	۸۴	لعنت	۸۵	لعنت	۸۶	لعنت	۸۷	لعنت
۸۸	لعنت	۸۹	لعنت	۹۰	لعنت	۹۱	لعنت	۹۲	لعنت	۹۳	لعنت	۹۴	لعنت
۹۵	لعنت	۹۶	لعنت	۹۷	لعنت	۹۸	لعنت	۹۹	لعنت	۱۰۰	لعنت	۱۰۱	لعنت
۱۰۲	لعنت	۱۰۳	لعنت	۱۰۴	لعنت	۱۰۵	لعنت	۱۰۶	لعنت	۱۰۷	لعنت	۱۰۸	لعنت
۱۰۹	لعنت	۱۱۰	لعنت	۱۱۱	لعنت	۱۱۲	لعنت	۱۱۳	لعنت	۱۱۴	لعنت	۱۱۵	لعنت
۱۱۶	لعنت	۱۱۷	لعنت	۱۱۸	لعنت	۱۱۹	لعنت	۱۲۰	لعنت	۱۲۱	لعنت	۱۲۲	لعنت
۱۲۳	لعنت	۱۲۴	لعنت	۱۲۵	لعنت	۱۲۶	لعنت	۱۲۷	لعنت	۱۲۸	لعنت	۱۲۹	لعنت
۱۳۰	لعنت	۱۳۱	لعنت	۱۳۲	لعنت	۱۳۳	لعنت	۱۳۴	لعنت	۱۳۵	لعنت	۱۳۶	لعنت
۱۳۷	لعنت	۱۳۸	لعنت	۱۳۹	لعنت	۱۴۰	لعنت	۱۴۱	لعنت	۱۴۲	لعنت	۱۴۳	لعنت
۱۴۴	لعنت	۱۴۵	لعنت	۱۴۶	لعنت	۱۴۷	لعنت	۱۴۸	لعنت	۱۴۹	لعنت	۱۵۰	لعنت
۱۵۱	لعنت	۱۵۲	لعنت	۱۵۳	لعنت	۱۵۴	لعنت	۱۵۵	لعنت	۱۵۶	لعنت	۱۵۷	لعنت
۱۵۸	لعنت	۱۵۹	لعنت	۱۶۰	لعنت	۱۶۱	لعنت	۱۶۲	لعنت	۱۶۳	لعنت	۱۶۴	لعنت
۱۶۵	لعنت	۱۶۶	لعنت	۱۶۷	لعنت	۱۶۸	لعنت	۱۶۹	لعنت	۱۷۰	لعنت	۱۷۱	لعنت
۱۷۲	لعنت	۱۷۳	لعنت	۱۷۴	لعنت	۱۷۵	لعنت	۱۷۶	لعنت	۱۷۷	لعنت	۱۷۸	لعنت
۱۷۹	لعنت	۱۸۰	لعنت	۱۸۱	لعنت	۱۸۲	لعنت	۱۸۳	لعنت	۱۸۴	لعنت	۱۸۵	لعنت
۱۸۶	لعنت	۱۸۷	لعنت	۱۸۸	لعنت	۱۸۹	لعنت	۱۹۰	لعنت	۱۹۱	لعنت	۱۹۲	لعنت
۱۹۳	لعنت	۱۹۴	لعنت	۱۹۵	لعنت	۱۹۶	لعنت	۱۹۷	لعنت	۱۹۸	لعنت	۱۹۹	لعنت
۲۰۰	لعنت	۲۰۱	لعنت	۲۰۲	لعنت	۲۰۳	لعنت	۲۰۴	لعنت	۲۰۵	لعنت	۲۰۶	لعنت
۲۰۷	لعنت	۲۰۸	لعنت	۲۰۹	لعنت	۲۱۰	لعنت	۲۱۱	لعنت	۲۱۲	لعنت	۲۱۳	لعنت
۲۱۴	لعنت	۲۱۵	لعنت	۲۱۶	لعنت	۲۱۷	لعنت	۲۱۸	لعنت	۲۱۹	لعنت	۲۲۰	لعنت
۲۲۱	لعنت	۲۲۲	لعنت	۲۲۳	لعنت	۲۲۴	لعنت	۲۲۵	لعنت	۲۲۶	لعنت	۲۲۷	لعنت
۲۲۸	لعنت	۲۲۹	لعنت	۲۳۰	لعنت	۲۳۱	لعنت	۲۳۲	لعنت	۲۳۳	لعنت	۲۳۴	لعنت
۲۳۵	لعنت	۲۳۶	لعنت	۲۳۷	لعنت	۲۳۸	لعنت	۲۳۹	لعنت	۲۴۰	لعنت	۲۴۱	لعنت
۲۴۲	لعنت	۲۴۳	لعنت	۲۴۴	لعنت	۲۴۵	لعنت	۲۴۶	لعنت	۲۴۷	لعنت	۲۴۸	لعنت
۲۴۹	لعنت	۲۵۰	لعنت	۲۵۱	لعنت	۲۵۲	لعنت	۲۵۳	لعنت	۲۵۴	لعنت	۲۵۵	لعنت
۲۵۶	لعنت	۲۵۷	لعنت	۲۵۸	لعنت	۲۵۹	لعنت	۲۶۰	لعنت	۲۶۱	لعنت	۲۶۲	لعنت

۲۶۳ لعنت ۲۶۳ لعنت ۲۶۵ لعنت ۲۶۲ لعنت ۲۶۴ لعنت ۲۶۸ لعنت ۲۶۹ لعنت
 ۲۷۰ لعنت ۲۷۱ لعنت ۲۷۲ لعنت ۲۷۳ لعنت ۲۷۴ لعنت ۲۷۵ لعنت ۲۷۶ لعنت ۲۷۷ لعنت
 ۲۷۸ لعنت ۲۷۹ لعنت ۲۸۰ لعنت ۲۸۱ لعنت ۲۸۲ لعنت ۲۸۳ لعنت ۲۸۴ لعنت ۲۸۵ لعنت
 ۲۸۶ لعنت ۲۸۷ لعنت ۲۸۸ لعنت ۲۸۹ لعنت ۲۹۰ لعنت ۲۹۱ لعنت ۲۹۲ لعنت ۲۹۳ لعنت
 ۲۹۴ لعنت ۲۹۵ لعنت ۲۹۶ لعنت ۲۹۷ لعنت ۲۹۸ لعنت ۲۹۹ لعنت ۳۰۰ لعنت ۳۰۱ لعنت ۳۰۲ لعنت ۳۰۳ لعنت ۳۰۴ لعنت
 ۳۰۵ لعنت ۳۰۶ لعنت ۳۰۷ لعنت ۳۰۸ لعنت ۳۰۹ لعنت ۳۱۰ لعنت ۳۱۱ لعنت ۳۱۲ لعنت ۳۱۳ لعنت ۳۱۴ لعنت ۳۱۵ لعنت ۳۱۶ لعنت ۳۱۷ لعنت ۳۱۸ لعنت
 ۳۱۹ لعنت ۳۲۰ لعنت ۳۲۱ لعنت ۳۲۲ لعنت ۳۲۳ لعنت ۳۲۴ لعنت ۳۲۵ لعنت ۳۲۶ لعنت ۳۲۷ لعنت ۳۲۸ لعنت ۳۲۹ لعنت ۳۳۰ لعنت ۳۳۱ لعنت ۳۳۲ لعنت ۳۳۳ لعنت ۳۳۴ لعنت ۳۳۵ لعنت ۳۳۶ لعنت ۳۳۷ لعنت ۳۳۸ لعنت ۳۳۹ لعنت ۳۴۰ لعنت ۳۴۱ لعنت ۳۴۲ لعنت ۳۴۳ لعنت ۳۴۴ لعنت ۳۴۵ لعنت ۳۴۶ لعنت ۳۴۷ لعنت ۳۴۸ لعنت ۳۴۹ لعنت ۳۵۰ لعنت ۳۵۱ لعنت ۳۵۲ لعنت ۳۵۳ لعنت ۳۵۴ لعنت ۳۵۵ لعنت ۳۵۶ لعنت ۳۵۷ لعنت ۳۵۸ لعنت ۳۵۹ لعنت ۳۶۰ لعنت ۳۶۱ لعنت ۳۶۲ لعنت ۳۶۳ لعنت ۳۶۴ لعنت ۳۶۵ لعنت ۳۶۶ لعنت ۳۶۷ لعنت ۳۶۸ لعنت ۳۶۹ لعنت ۳۷۰ لعنت ۳۷۱ لعنت ۳۷۲ لعنت ۳۷۳ لعنت ۳۷۴ لعنت ۳۷۵ لعنت ۳۷۶ لعنت ۳۷۷ لعنت ۳۷۸ لعنت ۳۷۹ لعنت ۳۸۰ لعنت ۳۸۱ لعنت ۳۸۲ لعنت ۳۸۳ لعنت ۳۸۴ لعنت ۳۸۵ لعنت ۳۸۶ لعنت ۳۸۷ لعنت ۳۸۸ لعنت ۳۸۹ لعنت ۳۹۰ لعنت ۳۹۱ لعنت ۳۹۲ لعنت ۳۹۳ لعنت ۳۹۴ لعنت ۳۹۵ لعنت ۳۹۶ لعنت ۳۹۷ لعنت ۳۹۸ لعنت ۳۹۹ لعنت ۴۰۰ لعنت

انوار الاولیاء

قصہ دوم

اب تم خوب سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صلات معلوم ہوتا ہے کہ جب جبل ہو جائے ایمانی اور فضائل جو سب سب سے پہلے میں دستان کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں پہلے جلتے گی اور زمین میں حقیقی ایمان والوں کی ایسی کم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی اور قرآنی کریم ایسا متروک ہو جائے گا کہ گویا وہ قتلہ تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ہوگا۔ تب منور ہے کہ فارس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہوا اور ایمان کو شریا سے لے کر پھر زکریاؑ نازل ہو۔ سو قیامت تک نازل ہونے والا ابن مریم بھی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیداوار کی طرح نظر نہ آتا تھا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا۔ اور تربیت کی کنارس میں لیا اور اس اپنے بڑے کام ابن مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ کھاجا جس کے ذریعہ سے اس نے قلب سلیم پلایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے فیض کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پاکر قتلہ تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ کیونکہ قتلہ تعالیٰ نے اپنے ہمارے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا اور پھر ایمان اور عرفان کے وسیعہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ اسلام اور عرفان کا شریا سے دنیا میں محفوظ رہا اور زمین پر مشتمل پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آہلو کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باب کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلسلہ اربعہ میں کوئی سلسلہ میں داخل ہو۔ پھر اگر یہ آئین مریم نہیں تو کون ہے؟ اور اگر اب بھی نہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جزئی اشتکات کی وجہ سے لغت ہادی صدیقیوں کا کام نہیں۔ مومن نجان نہیں ہوتا۔ لیکن ایک طریق بہت آسان ہے اور وہ حقیقت قائم مقام مبالغہ ہی ہے جس سے کاذب اور مصلوق کو قبول اور مردہ کی تفریق ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو قبل میں موٹی قلم سے لکھتا ہوں۔

۳۳

۳۴

سائنسے باوجود اپنے ضحمت اور بیماری زمین پر سوتا ہوا دیکھیں باوجود اپنی صحت اور زندگی کے چار پائی پر قبضہ کرتا ہوں
تا وہ آپس پر بیٹھ نہ جاسے تو میری حالت پر انھوں نے ہوا اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سوائی چار پائی اُسکو
نہ دے اور اپنے کو فرش زمین پسند نہ کر دے اگر میرا بھائی بیمار ہو اور کسی دردمند چار چو تو میری حالت پر حیرت ہو اگر
میں اُسکے مقابل پر مین ہو اور اُسکے کو جہاں تک میرے بس میں ہو آرام رسانی کی تدبیر نہ کر دے اور اگر کوئی
میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت مجھ کو کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیرت ہو اگر میں بھی یہ داندستہ اس
سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چلیے کہ میں اُنکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی غافل میں اُسکے کو رورہ کر دے خاکروں کی تکرار نہ
میرا بھائی ہو اور روحانی طور پر بیمار ہو اگر میرا بھائی سادہ ہو یا علم یا سادگی کو کوئی خطا اُس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں
چاہیے کہ میں اُس کو شمشاد کروں یا چپیں برس میں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدینتی کو اسکی عیب گیری کر دوں یہ سب ہلاکت
کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اُسکا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور
ساری شقیں و رز نہ ہو جائیں غلام القوم ہونا عہد و مہ بننے کی نشانی ہو اور غریبوں کو نرم ہو کر اور جھک کر
بات کرنا مقبول الہی ہو سکتی غلامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سادگی کے آثار ہیں اور غصہ کو کھالینا اور
تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جو انفرادی ہو سکا میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں بھی
بلکہ بعض میں ایسی بے تہیجی ہو کہ اگر ایک بھائی غصہ سے اسکی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی کو اسکو اٹھا کر مارتا
ہے اگر نہیں اٹھا تو چار پائی کو اٹھا دیتا ہوا اور اُسکو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اُسکو گندی گالیوں سے تار تار
تمام محاذات نکالتا ہے یہ حالات ہیں جو اس گمراہ میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کیاب ہوتا اور جلتا ہوا اور بے اختیار
دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درد دل میں ہوں تو ان ہی آدمی کو اچھا بھیجوں کس خوشی کی اُسیے لوگوں کو
جلسے کیلئے اکٹھے کر دوں یہ دنیا کے تماشوں میں سو کوئی تماشہ نہیں ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر
گروہ رفیقوں کے جو دوستوں سے کسی قدر زیادہ ہیں جن پر خدا کی خاص رحمت ہے جن میں سوا دل درجہ پر میرے خالص دوست اور حب
مولوی حکیم نور الدین صاحب اور چند اور دوست ہیں بنگو میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ تعلق
محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انکی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ
دوقوں جہانوں میں میرے ساتھ ہوں اور میں اُنکے ساتھ ہوں۔ میں اپنے ساتھ اُن لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں
ہو یہ باتیں ہماری طرف سے اپنی عیوب جماعت کے لئے بطور نصیحت ہیں دوسر کوئی حجاز نہیں کہ جس کا نام لیکر اکتاہٹ کر کے در نہ وہ
سب سے بڑھ کر گناہ اور فتنہ کی راہ اختیار کر لیا۔

نگارہ جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۶-۱۸۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)

”یہ سب مضمون اوہاب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارات الہامی ہے جو خدا نے تعالیٰ نے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اس عاجز کی طرف سے ہے۔“ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۸، ۱۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ حاشیہ)

۱۸۹۱ع

”صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح و شق کے منارہ مفید شرعی کے پاس آئیں گے..... دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر بختاب اللہ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلیدی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدا نے تعالیٰ نے مسیح کے آنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اونیزا نام جیسی سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ دمشق یاد تفت یزید ہو چکا ہے اور یزیدوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے خالان احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے..... سو خدا تعالیٰ نے اُس دمشق کو جس سے ایسے پر ظلم احکام نکلتے تھے او جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دروں لوگ پیدا ہو گئے تھے اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب شیل و شق عدل او ایمان پھیلانے کا میدان کو اڑ رہا ہو گا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے۔“ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۶۵ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۳-۱۳۶ حاشیہ)

۱۸۹۱ع

”قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ

اُخْرِجْ مِنْهُ الْيَزِيدِيُّوَت

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ ۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ حاشیہ)

۱۸۹۱ع

(۱) ”ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراثت آنے والا جو

لے حارث کے معنی زندہ رکے ہیں اور حراثت سے مراد بڑا زمین سدا رہے اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

برائین احمدیہ حصہ پنجم

کے لئے ہے۔ لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگردان ہے۔ بیعت کے معنی بیچ دینے کے ہیں پس جو شخص حقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں چھپاتا نہیں جس سے کچھ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک غلطی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بد قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرحیے دڑتے ہیں جیسے گناہِ مردہ کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے کو میوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر انہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقامِ غوث ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ سلام علیک یا ابراہیم دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ یعنی اے ابراہیم مجھے سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سبوتا رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے بودکت یا احمد وکان ما بولک اللہ فیک حقانیک یعنی اے احمد! تجھے مبارک کیا گیا اور یہ تیرا ہی حق تھا۔ اور انہیں حصص سابقہ براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بلو شائے تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا وہی طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے۔ سبحان اللہ زاد مجدک۔ یقطع اباعراک ویدع منک۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو

۵۵

خدمت اور دعا کش کا پیمانہ نہ کہنے تب تک یہ جلسہ قرین مصالحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہو کہ مباحین
مجلس اشد مضر کہ آہیں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے مباحین کی حکومت کا اعتبار نہیں میرے
دیکھنے میں مباحین کو فائدہ ہو کر کچھ حقیقی طور پر دہی دیکھتا ہو جو جس کے ساتھ وہیں کو تلاش کرتا ہو اور فقط دین کو چاہتا
سوائے باک نیت لوگوں کا ناچھوڑتا بہتر ہے کسی جلسہ پر نواف نہیں بلکہ فحش و فحشوں میں وہ فرصت اور فراغت سے
باقی کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہو کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ مخواہ التزم اہل کارم ہو بلکہ اس کا انعقاد صرف
اچھی نیت پر ہو تو جسے روز بلیز اسکے بیچ اور جب تک معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ کہ جس جلسہ کو دینی فائدہ
یہ ہو اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہو تب تک ایسا جلسہ صرف اہل حق ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع
سے منتفع ایک پیدا نہیں ہے بلکہ معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہو جس پرگز نہیں چاہنا کہ حال کے بعض
پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے ایسے مباحین کو اکٹھا کر دین بلکہ وہ غلط خالی جیسے لوہیں جلا کاٹا
ہوں اس طرح خلق اشد ہو پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں جو میرے جیسا
اُسکا کوئی دشمن نہیں اور اسی کو م حضرت مولوی نور الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ بارہا جو سوئے تذکرہ کہتے ہیں کہ
ہماری جامعہ اکثر لوگوں کی ایک کوئی خاص اہمیت اور تہذیب اور پکن ملی اور یہ میرا کار و فہم جس وقت باہم پیدا
نہیں کی سوئیں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوفت کا یہ قول بالکل صحیح ہو کچھ معلوم ہوا کہ بعض حضرات جامعہ
میں داخل ہو کر اس عاجز کو سویت کر کے اور عمدہ قریہ نصح کر کے پھر بھی ویسے کے دل میں کہ اپنی جامعہ کے طریقوں کا
بہتر طریق کیلئے دیکھتے ہیں وہ مالہ نیکر کے سید سے سوائے م طلب نہیں کر سکتے جو جائیداد خوش خلقی اور ہمدردی
میں آہیں اور انہیں غلط اور خود غرض سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی خود غرضوں کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے
سے دست بردار ہوتے ہیں اور ناگاہ ہاتھوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہو بلکہ مباحات کا لین ملک فہم
بہتر ہو اور جوں میں کچھ پیدا کر لیتے ہیں ان کے لئے پیش کی تمہیں پر نفسانی بخشش ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سید
بھی بہاری جماعت میں بہت - بلکہ یقیناً دوسرے زیادہ ہی ہیں جنہوں نے انسانی لافعل ہو جو مصیبتوں کو شکر و شکر اور
عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر مصیبتوں کا عجیب اثر ہوتا ہو لیکن یہی مصیبت کی وجہ سے لوگوں کو ذکر کرتا ہوں اور
میں جیلان ہوتا ہوں کہ خدا یا کیا مال ہو کہ کسی جماعت کے جو میرے ساتھ ہو انسانی لافعل ہو لیکن ان کے دل گرسے جاتے
ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستا تا اور اُس کے ہندی یا ہتھیار میں کچھ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز
درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتیٰ الوسع مقدم نہ ٹھہرا لے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

روزنامه فصل بهار ایران و ایران‌الامان، شماره ۳۰، آگوست ۱۳۲۸

نمبر ۲۰۰۰

[illegible][illegible][illegible][illegible]

تھے۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب تادین چلے گئے
بعد میں پہنچے تاکہ بمشریٹ نے سرٹیفکیٹ پر بڑی جمع کی اور بہت تلملایا اور ڈاکٹر
کو شہادت کے لیے بلایا مگر اس ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفکیٹ بالکل درست ہے۔
بیمار اپنے فن کا ماہر ہوں اس پر میرے فن کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا
اور میرا سرٹیفکیٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ بمشریٹ بڑبڑاتا رہا مگر کچھ
پیش نہ گئی۔ پھر اسی دفعہ میں اس کا گورن سپور سے تبادلہ ہو گیا۔ اور نیکو نظمی پھرا
نا معلوم وجہ سے اس کا تنزل بھی ہو گیا۔ یعنی وہ اسی۔ اے۔ سی سے منصف کر
دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ غالباً اس بمشریٹ کا نام چند لال تھا اور دفعہ ریخ
جس پر اس وقت پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا۔ غالباً ۱۹ فروری ۱۳۳۷ء میں۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ
ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضور حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں
نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں
ایک دفعہ ہر گھوڑیوں میں گیا۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اس نے کہا کہ میں
ذرا ایک کام جانتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا لگیا کہ بس
شام کو واپس آیا اور اس کے گھنے تک نہیں اسکی بکریاں چرائی پڑیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے
تھے کہ میں نے اسلام تو ضیع مرام شائع ہوئے۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں
اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو
اب یہ تو ذرا عجیب صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ
میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی
ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا اگر کوئی بہت کا دعویٰ کرے۔ تو میرے
میں سے کہتا تو خیر ہم یہ دیکھ سکتے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر
صادق ہے۔ تو یہ بات مسکرات کو قبول کرینگے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔

دعوت الہدیہ

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خليفة المسيح الثاني

جائیں۔

آپ کے دعوے کے دلائل

آپ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد میں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مأمور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان دلائل کے ذریعہ سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مأمور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام وعادی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ عقل سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مأمور بھی ہو اور لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے دور بھی لے جاتا ہو اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہو گا اور ثابت ہو گا کہ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اس نے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایک ایسے شخص کو اپنا مأمور بنا دیا جو دل کا ناپاک اور گندہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بڑائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اس کے کہ یہ عقیدہ عقل سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّنَ أَرْبَابًا ۚ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝^{۱۰} یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوت دے کر بھیجے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے یہ کہے کہ فرشتوں یا نبیوں کو رب سمجھ لو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کر کے لوگوں کو مسلمان بنائے اور پھر ان کو کافر کر دے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی مأموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی

صد اقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔ پس میں اسی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظر کرنی چاہتا ہوں تاکہ جناب والا کو ان دلائل سے مختصر آگاہی ہو جائے جن کی بناء پر آپ نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے

پہلی دلیل

ضرورتِ زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی ماسور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورتِ زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بے محل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مینا نہ کیا ہو چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے منافی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظر انداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کیلئے کوئی سامان پیدا نہ کرے حالانکہ جسم ایک فانی شے ہے اور اس کی تکالیف ماضی ہیں اور اس کی ترقی محدود ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی روح کیلئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور اس کی تکالیف ایک ناقابلِ شمار زمانے تک ممتد ہو سکتی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی عقل کی حد بندی سے زیادہ ہیں۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر اس روشنی کی مدد سے نظر ڈالے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی اس بات کو باور نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی مصلح کی محتاج ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سامان نہ کیا جائے جس کے ذریعے سے

صدقہ دل اور اخلاص اور جوش و فاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر باطل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ اُن کی ہر روز کی مغربیانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشتیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا ذکر مسکری چٹھیات اور سرپیل گفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو تیسرے اٹھارہ سال کی تالیقات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضایع اور برباد نہ جائیں اور خدا نخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکرر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو حقائق مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے چھوٹی مخبری پر کڑبڑ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار بھانجا و نسا و خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پختہ خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاش شہرچہ لودہ کی نسبت نہایت محرم اور احتیاط اور تحقیق اور قویہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری بھارت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب

۴

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دہار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرین صاحب کی تاریخ ریسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۶ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ لیکن پچاس سو اور گھوڑے ہم پہنچا کر عین زمانہ غدار کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیا توشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیا ت جو مدت سے چھپ ہکا میں ان کی نقلیں ماشیہ میں مدج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مُراسلہ

(دلسن صاحب)

نمبر ۲۵۲

تہہ پناہ شجاعت و شگاہ مرزا غلام مرتضیٰ

رئیس قادیان حفظہ

عرفیہ شامشہر بریادہ کی خدمات و حقوق

خود و خاندان خود کا خط حضور پنجاب درآمد

مخوب میرا نیم کہ بلا شک شما و خاندان شما از

ابتداء دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار

و فاکیش ثابت قدم ماندہ اید۔ و حقوق

شمار اصل قابل قدر اند۔ بہر نیج تسلی

و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب بمبئی کے
گنڈر پمفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابل ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شاخ اور توجہ کردہ خواہد شد۔
باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ دہان نشاں
سرکار انگریزی بماند کہ دریں امر خوشنودی
سرکار و بہبودی شا متصور است۔ فقط
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

British Govt. will never forget
your family's rights and services
which will receive due considera-
tion when a favourable opportunity
offers itself.

You must continue to be
faithful and devoted objects as in
it lies the satisfaction of the Govt.
and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ

دربار کٹ صاحب بہادر کشن لال
تہجد و شہادت دنگاہ مرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیان بھانیت ہاشندہ۔

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horse to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khalat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parvana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fedelity and repute.

انسان کا ہر گھم مفید ہندوستان اور قوم
۱۸۵۷ء اور از جانب آپ کے رفاقت و غیر غوی
و مدد ہی سرکار دولت اور انگلشیہ و ریاب
نگاہداشت سواران و بہر سانی اسمان
بخوبی بندہ رہو پوئی اور شروع مفید
سے آج تک آپ جمل ہوا خواہ سرکار یہ
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لبنا
بجملہ دی اس غیر غوی اور خیر گال کے
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب شاہ پیش
صاحب چیف کسٹرن سپا در نمبری ۵۷۶
مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پودانہ پنا
بافہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و
وفا و اوری تمام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔
 سپر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذہب دہلی کو غور
 سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی
 وہی اعتراض آئے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں
 کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور
 مجلس عام میں میرے پرائمرز کو کہہ دو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھائی کہ
 کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سنکر متدل بیان اور شرعی دلیل سے رقا
 کر دیا تو اسی وقت میں تو بہکرونگا۔ ورنہ چاہیے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل
 ہو جائیں اور وردنگی اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

۱۵۱

اسے مسلمانوں کی ذریت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع
 اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت ہی
 وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر بدین و تباہ ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی مدد سے زیادہ
 تعریف کرتا ہے اور رومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمت پیشہ ہیں وہ
 اس کوشش میں ہیں کہ مجھے اس محسن سلطنت کا باغی ٹھہراویں۔ میں سنتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت
 واقعہ خیر میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ
 لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت
 انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی طاقت کے
 بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں لکھی
 کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں لکھ کر تمام ممالک عرب اور
 مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دی ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس
 سلطنت کے بیچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی توحی اور مسیح توحی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

موش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے محدود ہوجائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی باجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطلاعات گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کر دی۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معتقد ہیں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں محض رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں غرض رکھتے ہوں میں انکو محض نادان اور بدمذمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو۔ یا اپنے کسی طرح کا فر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال میں سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غنی مہدی اور غنی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ یہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نئی جہاد کا مسئلہ رکھا یا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

پوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں
پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی نابھانہ باغیانہ منصوبے اپنی جماعت
میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے
مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف
کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کر دوں۔ مثلاً کہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے
خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنادیا ہے۔ یہ امن جو اس
سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن بلکہ مغفرت میں مل سکتا ہے نہ ہرگز میں۔ اور
نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن ہوں۔ اگر اس
سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے
ایسے بد خیال بہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نالاں اور قہرمت
مطلق سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے
امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیان نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر
کافوئی لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا
ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے
ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غنی محمدی
اور غنی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر تجھی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے
زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تنہا سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا اھ زور
اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی
طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نسل جہاد کا
مسئلہ سمجھا یا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گرفتار نہ ہوں اور
 کے پتے خیر خواہ اور طبع دہیں اور تمام پنجہ نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور
 رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے ہمدی ہاشمی قرشی خونی کا قاتل نہیں ہوں
 جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں نبی مظلوم میں سے ہوگا اور زمین کو کفایت کے خون سے بھر دے گا
 میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیروں و نعمت جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس
 کے لئے اس سچ و عود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت علی علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی
 بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزاد ہوگا اور نرمی اور صلح کاری اور امن کے ساتھ قبول
 کو اس پتے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور
 اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجویی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین لکھتا ہوں کہ جیسے
 جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے
 مسیح اور ہمدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے
 بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک اور ہر ایک منفعت موت اور
 بیماری اور لاچارگی اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا دوسرے یہ
 کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ
 بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کو یقین رکھنا۔ تیسرے
 یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات خاندانی
 اور جہاد اور جنگجویی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور منسوخ سمجھنا اور یہ غیبت کے
 پابند کو مزید غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گرفتار محبت کی نسبت جس کے ہم نوا رہے
 میں اپنے گرفتار انگلیشیہ کوئی مفید اند خیالات دل میں نہ رہا اور غلوں دل سے اس کی

جہاد جہاد کے مفادات نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں کتب میں تعلیم
 کی ہے اور کہہ رہے ہیں کہ بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ مدح

میں تو دلوں کو اندر رہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدلتی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سو ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح متخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارا ہاتھ میں بھجڑ دے گا کہ اور کیا ہو سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شے سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہو جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شرابی نے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی سری ہو سکتے ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہو بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہو کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو بحیثیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

میر محمد گوریادہ

۷۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُعَمَّدًا وَنَعِیْنِ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوے منہج موعود کی طرف سے

دیں کیئے ملام ہے اب جنگ اور قتال
دیں کے تمام جنگوں کا اب اقتسام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فغول ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اسے درستو خیال
اب آگیا سیح جو دین کا امام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے

نوٹ :- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج دو جون ۱۹۷۷ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر
دیکھ کے وقت مجھے تھوڑی سی فوجی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت مفید تھا دکھایا گیا۔ اسکی آخری سطر
میں لکھا تھا اقبال۔ یہ خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لکھا ہے اب تمام کی طرف اشارہ تھا یعنی انعام
۲۰۰۰
باقابل ہے پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا "تو کہے کا دیا ر نمودار ہو گئے۔" کافر جو کہتے تھے کہ گرفتار ہو گئے
اس کے یہ سنتے مجھے سمجھائے گئے کہ مغرب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیگے جس سے
کافر کہنے والے جو کہے کافر کہتے تھے انہیں میں پیس جائیگے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ
نہ ملے گا باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیش گوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔
اس کے بعد ۲۰ جون ۱۹۷۷ء کو وقت ساتھ سے گیارہ بجے یہ الہام ہوا "کافر جو کہتے تھے کہ گرفتار
ہو گئے جتنے تھے سب ہی گرفتار ہو گئے۔" یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی رحمت ایسی پوری ہو
گئی کہ ان کیسے کوئی غلطی کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ مغرب ایسا ہو گا اور کوئی ایسی
چلتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیا یہ نہیں بخائی میں دیکھو تو کھول کر
یعنی مسیح جگلوں کا کر دے گا التوا
جگلوں کے سلسلہ کو وہ یکسر ٹھائے گا
کیسے گئے تھے سانپوں سے بے خوف وہ بے گوند
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
کر سہ گئے ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں
وہ سلطنت وہ رعیت وہ شوکت نہیں رہی
وہ عزیمت مقبلہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ نور اللہ وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
خلق خدا پر شفقت و رحمت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلالت نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پر سلطنت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد نہایت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
کیوں بھڑکتے ہو تم یضخ الحجب کی خبر
فرما چکا ہے سید کوین مصطفیٰ
جب آئے گا تو مسیح کو وہ ساتھ لے گا
پہلیں گے ایک گھاٹ پہ شیراز گو سپند
یعنی وہ دقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جلتے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
القسمہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان
ظاہر ہیں خود نشان کہ نہاں وہ نہاں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ مدد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی اُلفت نہیں رہی
حق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
دنیاؤں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و دیدہ و طاقت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ مسیح کی تو عادت نہیں رہی

ضرورت الامام

باوا صاحب کے ہاتھوں کی یاد گار ہے۔ اور گزشتہ کے شبہ تو بہت پیچھے سے اکٹھے کئے گئے ہیں۔ جس میں محققوں کو بہت کچھ کلام ہے۔ خدا جانے اس میں کیا کیا تصرفات ہوئے ہیں۔ اور کن کن لوگوں کے کلام کا ذخیرہ ہے۔ خیر یہ قصہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے۔ ہمارا اصل مطلب تو یہ ہے کہ سنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کیلئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان حق بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہو۔ اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے اور دست قدرت نے اسکے اندر پیشرو کی کا خاصہ چھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ جیسا کہ اُس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہو۔ ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو اُنکا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الہی یہاں تک اسکی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکہ میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو بحسب کھلتا ہے۔ اور جہانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہو کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرق پسند کرتے ہیں۔ اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ اعلی الامر سے مراد جہانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جہانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سرائے مطیع رہیں۔

لے النساء: ۶۰

بعض اعتراضوں کے جواب

حقیقتہ الوہی

کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اسکو اختیار ہو کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا کرتا ہے کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔

۱۵۱

اس جگہ یہ بھی یاد ہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی مصلح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔

اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور محمد و تمام دنیا کیلئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے

مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کیلئے ضروری تھیں اور وہ معجزات

اور نشان بھی دئے گئے ہیں کہ دیا جانا تمام جہت کے لئے مناسب وقت تھا۔ مگر ضروری یہ تھا

کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے۔ کیونکہ اسوقت انکی ضرورت نہ تھی اس لئے

حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے

فرق کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جسکی تعلیم جامع تمام کمالات

ہے اور تمام دنیا کیلئے ہو مگر حضرت عیسیٰ صرف توریث کے وارث تھے جسکی تعلیم ناقص اور ناقص العلوم

ہے اسی وجہ سے انجیل میں انکو وہ باتیں تاکیدیہ کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریث میں مخفی اور

مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور

اکمل ہے اور وہ توریث کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قدر مافی قوتیں

اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہودی کی مصلح کیلئے کافی تھیں تو بلاشبہ انکے کمالات بھی اسی پیمانہ

کے لحاظ سے ہونگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمانا ہو **وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ نَوْمًا**

نُفْرًا إِلَّا يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْنَا۔ یعنی ہر ایک چیز کے ہمائے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت

چاہیں اڑھائی کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ زندہ کر سکتے تھے یہ کتنا بڑا نشان انکو دیا گیا اس کا جواب یہ

کہ واقعی طور پر مردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مردہ کے طور پر بیمار تھے اگر

انکو زندہ کیا تو اس جگہ ایسے مردہ زندہ ہو چکے ہوں اور پہلے ہی بھی کرتے رہے ہیں جیسے ایسا نبی

مکو عظیم الشان نشان اور ہیں جن کو خدا دکھلا رہا ہے اور دکھلائے گا۔ منہ علی

اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظہر ہوا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا ہوا اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے۔ اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو روشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جبہ دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند

کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجم پزیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجم پزیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

آب میں حضورِ مکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ
اے قادر و حکیم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیساکہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیساکہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت مجھ کو ہے۔

امین ثم امین

المملوک

نخاکستار۔ میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر ہفتم رشاد شامت قادیان

چکے اور اپنی اسی کتاب میں جسکی اشاعت انکا شمار روزی فرض ہو وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں کو ایک نعمت جو یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم

حکشیہ اصل کلام مؤلف یہیم جو اس کتاب کے حصہ سیدم و چہام سو یہ تعین نقل کیا جاتا ہے۔

حصہ سیدم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں مسلمانوں پر ہیں امور کا اپنی اصلاح حال کیلئے اپنی بہت اور کوشش کو انجام دینا لازم جو وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں۔ مگر اس جگہ ان امور میں یہ امر قابل تذکرہ ہو چہ گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ مددہ کے دل پر بھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہیے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے خصوصاً ڈاکٹر صاحب نے جو کیشن تعلیم کے اب پرینڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعوے پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جدا کرنا فرض سمجھتے ہیں گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کر کے بعد ہر ایک شخص پر محض اصل اور خلاف واقع ثابت ہو گا لیکن افسوس کہ بعض کو ہستی اور بے قیہر ستم کی لائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہی اتفاقی مشاہدات ڈاکٹر صاحب صوف کا وہم بھی حکم ہو گیا ہو کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدبیر دور و جہود میں اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ ایسی ذاتی حرکات ہیں زشرعی یا ہندی سے۔ اور ان کے مقابل پر ان ہزار ہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہیے جو ہمیشہ غیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کہتے ہیں جھٹلاؤ میں جو کچھ فساد ہوا اس میں مجرم جہلا اور بد چلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو با علم اور باتیر تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ جہانے والد صاحب رحمہ نے بھی باوصف کم استطاعت کے اپنے اخص اور جوئی اور غیر خواہی سو پاس گھوٹے اپنی گروہ خرید کر کے اور بچاس مضبوط طاوہ لائق سپاہی

کہ جسکی جو خداوند پریم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے ایک بار اپنا جھنڈا بھرا اسکی سلطنت کی طرانی اور
بہرہ اور کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہر گز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قومیں اس سلطنت کے ماتحت رہ کر اسکا

بیت شام بہم پہنچا کر سوار میں بطور مدد کے نذر کئے اور اپنی غریبانہ حالت پر ہر حکم فرما رہی دکھائی اور جو
مسلمان صاحب دولت و ملک تھے انھوں نے تو بڑی بڑی خدمتیں عطا دیں اور انھیں اب ہم پر اس
تقریر کی طوطی متوجہ ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کی طوطی غلام اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونہ
ظاہر ہو چکے ہیں مگر اکثر صاحب مسلمانوں کی انھیں کیونکہ جو ان تمام وفاداری کی نظر انداز
کر دیا اور نتیجہ نکالنے کیوقت ان مخلصانہ خدمات کو نہ پہنچے تیسرے صغریٰ میں مگر دی اور نہ کرنی
میں۔ بہر حال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہو کہ گورنمنٹ پر انکے دھوکوں کو متاثر ہونے سے
پہلے یہ دھوکہ پر اپنی غیر خواہی ظاہر کریں جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ دھوکہ مسکے ہو جسپر تمام
مسلمانوں کی اتفاق ہو کہ اسکی سلطنت لڑائی اور جہاد کا جسکے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور
آزادی و زندگی بسر کرتے ہوئے اسکی عطیات سے مومن منت اور ہون احسان ہوں اور جسکی مبدل
سلطنت حقیقت میں ہو اور ہدایت پھیلانے کیلئے کامل مددگار ہو جسکی حرام ہو تو پھر بڑے انجمن کی
ہاتھ لگا کر علماء اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کر کے نادانانہ لوگوں کی زبان
اور قلم کو مورد اعتراض ہونے سے بچیں اور اعتراضوں کے دین کی تسبیح پائی جائے اور انکی ناکامی
ضرور پہنچے۔ سوائس عاجز کی دولت میں قرن مصلحت سے کہ کبھی اسلام میں لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ
بندہ است کریں کہ چند نامی مولوی صاحبان جسکی تحصیل اور علم اور زہاد و تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر
میں سدا بہار ہے اور اس امر کیلئے چن لئے عادیوں کی طرأت انکے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے
نواح میں کسی قدر شہرت لکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جنہیں وہ طبق شریعت حقہ سلطنت
انگلشیس سے جو مسلمانان ہند کی مرتی و محسن ہو جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو۔ ان علماء کی خدمت
میں بہت عوام پر بھیج دیں کہ جو بموجب قرارداد بالا اس خدمت کے لئے متوجہ کئے گئے ہیں اور جب
خطوط جامع ہو جائیں تو یہ محمود خطوط کو کتب خانہ ہند موسوم ہو سکتا ہو کسی خوشخط مطبع میں

احسان اٹھائے۔ اس کے ظل حمایت میں بامیں و آسائش رہ کر اپنا مقوم کھا دے اس کے انعامات متواتر رہے۔
یہ درویش یا بے پھر کسی پر غرق کی طرح نیش چلاؤ۔ اور دُعا سے بھی انھوں کو اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ

بقیہ شاہیہ بہت نام چھاپ جائے اور پھر دس دس سے اس کے گورنمنٹ میں اور بنی تسخبات متفرق مواقع پنجاب
بندوستان مسکو سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض عمودار مسلمانوں کو اکثر ہندو صاحب
خیالات کو دکھا کر کہ یہ آج ہر مسلمانوں کو دیکھو یہی رو کا ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ
جمہوری رو کا یہ مائتروقی اور پرور ہو گا جس میں اکثر صاحب کی تمام غلط تحریروں سے خاک سے لجا بیگی اور
بعض واقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصل کو بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی
صاف باطنی مسلمانوں کی اور غیر خواہی اس رعیت کی ماحقہ کھل جاوے گی اور بعض کو بستان ہمالیا کے
خیالات کی اطلاع بھی نہ دینا کسی کتاب کے وعظ و نصیحت سے ہوتی ہے۔ بالآخر یہ بات مسلمانی ہرگز قائم
اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بظان انسانا ت کے کہ جو
سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سوائے غلامانہ ویر وادہاں سلطنت
ممد و مدد کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور اس اور انعام الہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے
مسلمان بڑے ناشکر گزار ہونگے اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں مُدائی ایک عظیم الشان رحمت
نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملائیت میں تھے
اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کیلئے ایک آسانی برکت کا حکم رکھتی
ہے جسے آنے سے سو سبب نہیں اٹھی دور ہوئیں اور ہر یک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور
ہر یک ناجائز روک اور مزاحمت آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہکمونیک کام کرنے سے
روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس
سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک
پنجاب میں سرسبز ہوتا جائے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے اصناف کا اقرار ہے یہی
سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں کو مظلوم مسلمان رحمت کر کے

باد کیا ہو، انکی آخری دعا انکے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پر پریس امرتسر میں جسکی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہندو انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی تھی، یہ کلمات دعاویہ مرقوم ہیں۔ انگریز جسکی شاہیستہ اور مہذب اور

بقیہ شاہیہ اس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے ہیں جس صفائی سے اس سلطنت کی نظر حق بہت سے مسلمانوں کی اصلاح کیلئے اور انکی بدعات مخلوط و دور کرنے کیلئے وعظ ہو سکتا ہو اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کیلئے اس گورنمنٹ میں جوش پیدا ہونے میں اور فکڑ اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا کام پڑتا ہو اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں تالیف ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری کی جاتی ہو وہ میری دانست میں ابکل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے، جسکی عادلانہ حمایت علماء کو بدعتوں کے بعد گویا صد ہا سال کے بعد یہ موقع ملا کہ بے دھڑک بدعات کی آلودگیوں اور شرک کی خرابیوں سے اور مخلوق پرستی کے فسادوں سے نادان لوگوں کو مطلع کریں اور اپنے رسول مقبول کا صراط مستقیم کھول کر بتلا دیں۔ کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جسکے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی کو برسر کرتے ہیں اور فرائض دین کو کما حقہ بجالاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملکہوں کو زیادہ مشغول میں جائز ہو سکتی ہو حاشا و بخاک برگزیدہ نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بد خیال دلیں لاسکتا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی سلطنت ہے جسکے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مفاد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں شیعہوں کے ملک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے معطلوں سے افرار و خستہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے مخالف ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحیدین کے شہر و دیہات میں اور موحیدین مقلدین کے بلاد میں دم نہیں مار سکتے۔ اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں منہ سے بات نکالنے کا موقع نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر ایک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور یہ بات اہل حق کیلئے نہایت ہی مفید ہو کہونکہ جس ملک میں است کرنے کی گنجائش ہی نہیں عصیت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہو۔ راستی پھیلانے کیلئے وہی ملک مناسب ہے جس میں آزادی کا اہل حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہی سمجھنا چاہیے کہ دینی جہادوں کے اصلی غرض آزادی کا قائم

بارجم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش
بخشا ہوا کہ ہم اُنکے دیں دُنیا کیلئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا اُن کے گورسے و سپید

بقیہ حاکم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد اُنھیں ملکوں کے مقابلہ پر ہوئے تھے جنہیں وہ اُنھیں کو
اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جنہیں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا۔
اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا لیکن
سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں کو خالی ہو بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہا ناست
ناصر اور مؤید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس نفاذ و نصرت کی قدر کریں اور اُسکے فدیہ سے
اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھاویں۔

اور حصہ چہارم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ
بعض ساجدوں نے مسلمانوں میں اُنھیں کی بابت کہ جو حصہ سیوم کے ساتھ گورنمنٹ
انگریزی کے شکوک کے بائے میں شامل ہوا اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور
بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عہداری کو دوسری عہداریوں پر کیوں
ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے رُوسے ترجیح ہو
اُسکو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کی خوبی ہی ہے تو وہ کسی گورنمنٹ
میں پائی جائے الحکمۃ ضالۃ المؤمن الخ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا ہرگز یہ
اصول نہیں ہوا کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اٹھائے اُسکے
ظلم حمایت میں بائیں آسائش رکھتا رہتا رہتا رزق مقسوم کھائے اُسکے انعامات متواتر ہو پرورش
پائے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلا دے اور اُسکے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر بجا دے
لاشے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم
نیکی کا معاملہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور نعم کا شکر بجا لایں اور جب کبھی ہم کو موقع ملے
تو ایسی گورنمنٹ سے بلی صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور بطیب خاطر معرفت اور واجب طور پر

مُنہ جس طرح دُنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فَنَسْتَلِ اللّٰهَ تَعَالٰی
خَيْرَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ اِهْدِ هُمْ وَايِدْهُمْ بِرِجَالِكَ وَاجْعَلْ لَهُمْ حَقْلًا
كَثِيرًا فِي دِينِكَ۔ الخ

پھر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اُسکے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب
کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے، پر لے سرے کی بے ایمانی اور شرارتِ شیطانی
نہیں تو کیا ہے۔ خیر خواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان یا وہ گو حاسدوں کی
ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مؤلف کی طرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں
گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنے گی۔ بلکہ جو
ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچائیگا اُسکو اُسکی دروغ گوئی پر سسر زلفش کر دیگی۔

بقیہ حاشیہ اطاعت اُمّات ہیں۔ سو اس عاجز نے جس قدر حدتہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا
شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث
نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور
کیا ہے۔ سو ہمارے بعض نا سمجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور
بخل فطرتی سے اسلام کا جُز سمجھ بیٹھے ہیں۔

اے جفاکیش نہ عذر است طریق عشاق

ہر زہ بدنام کنی چند نکو نامے را

(برایں احمدیہ)

مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ

رسالہ مبارکہ

ستارہ فیض

از تصنیف مفتی

حضرت غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

مینجربک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان پبلشر

نے شائع کیا

ڈیرہ ہند پریس امرتسر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ میجر و پرنٹر ٹریچپ

دسمبر ۱۹۲۵ء

بحضور عالی شان قیصر ہند ملکہ معظمہ شہنشاہ ہندوستان و انگلستان ادام لقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصر ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے اور اقبال اور باد و جلال میں ترقی لے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں کی غایت سے آنکھ بند نہ رکھے۔ اس کے بعد اس عہد کے لکھنے والا جس کا نام میرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے۔ جلاہور سے تھینا بنامہ شتریل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع و گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اگرچہ اس ملک کے عوام نام نہ نہ دلوں کو بوجہ ان ارامول کے جو حضور قیصر ہند کے عدل عام اور رعایا پر دردی اور اگستہ کی حاصل ہو رہے ہیں۔ اور بوجہ ان تدابیر امن عامہ اور بنیادیں اساسیں جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑ بارود ہہ کے خرچ اور بے انتہا فزنی سے تلوہوں میں آئی ہیں بنیاد ملکہ معظمہ ادام لقبالہ سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت اس ملک درجہ بہت اور دلی اطاعت ہے۔ اور بجز بعض قبیل اوجود افراد کے جو میں گمان کیا ہوں کہ درپردہ کچھ ایسی بھی ہیں۔ جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بہہ کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ غالبہ کے حقائق کا نسبت مجھے حاصل ہے۔ جس میں اپنے رسالہ

تختہ قیصر یہ بنی محفل کچھ چکا ہوں۔ و اعلیٰ درجہ کا انعام اور محبت اور خوش اطاعت حضور مکہ معظمہ اندام کے معزز افراد کی نسبت حاصل ہے۔ جو میں ایسے الفاظ نہیں بناتا۔ جن میں اس انعام کا اندازہ بیان کر سکوں ایسی سچی محبت اور انعام کی سطر کبھی جتنی صنعت سالہ جولائی کی تقریب پر میں نے ایک سالہ حضرت قیصر ہند دام اقبالہا نامتہ تالیف کر کے اور اس کا نام تختہ قیصر یہ رکھ کر جناب سرحدہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب مجھے عزت ہی جائیگا اور اسید سے بڑھ کر میری سر فرازی کا موجب ہو گا۔ اور اس امید اور یقین کا موجب حضور قیصر ہند کے وہ اطلاق فاضلہ تھے۔ جن کی تمام ماکاش مشرق میں موعوم ہے۔ اور جناب مکہ معظمہ وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں ایسے پیشل ہیں۔ جو ان کی بغیر دوسری کچھ نکاح کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے۔ کہ اب تک تحفہ شایانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کاشن ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا۔ کہ وہ یہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصر یہ حضور مکہ معظمہ میں پیش ہوا۔ اور پھر اس کے جواب میں ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب مکہ معظمہ سرحدہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں لہذا اس خبن ظن نے جو میں حضور مکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ وہ بار مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصر یہ کی طرف جناب سرحدہ کو توجہ دلاؤں اور شایانہ مستحضر کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ سولہ قیصر روانہ کرنا ہوا۔ اور میں حضور علی حضرت جناب قیصر ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جرات کرتا ہوں کہ میں سچا ہے ایک معزز فاضل مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خود مختار ریاست کے دالی تھے۔ اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد مسعود دانا

مذہب اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملکداری کی خوبیوں کو موصوفت کیے۔ کہ جب
 دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت باعث ثنائی قوت اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی
 کمزور ہو گئے۔ تو بعض دزدان اس کو شمش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب مسون کو جو تمام
 بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے اور خاندان شاہی میں سہتے
 دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ بربز
 ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی۔ اور ہم پر سکوتوں کے عہد میں بہت سی
 سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیئے گئے اور
 ایک سلطنت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی۔ اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک آگئے
 آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صرف پنجاب کا دلی ترقی رہی
 اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنہوں نے سکون کے عہد میں
 بڑے بڑے خدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے قتل نظر تھے
 جیسے کہ کوئی سخت پیاسا ہانی کا قتل ہو جائے۔ اور پھر جب گورنر انگریزی کی اس
 ملک پر دخل ہو گیا۔ تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے
 کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا۔ اور وہ سرکار انگریزی کے جسے خیر خواہ
 بننا شروع تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام قدر شہنشاہیوں میں پچاس کھوتے مع سواران ہم
 پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے سبب ہمیشہ اس بات
 کے لئے مستعد رہے۔ کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس
 گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر شہنشاہ کے غدار کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سوارانک اور
 بھی مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر ان کے انتقال کے
 بعد یہ عاجز دنیا کے مشغولوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور پھر
 سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب

کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپو اگر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی حقن ہے۔ لہذا ہر ایک انسان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سبکی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکریہ گزارا اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں میں اردو فارسی عربی میں تالیف کر کے تمام ملکوں میں بھیج دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو بڑے شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی شائع کر دیں۔ اور روم کے پابند تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہانگیر سنگن ہتھ اشاعت کر دی گئی جس کا نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے غلط خیالات چھوڑ دیئے۔ جو تاہم طاؤس کی تعلیم سے ان کے دلوں میں بنے۔ یہ ایک ایسی خدمت تھی جسے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اسکی نظیر کوئی انسان دکھلا نہیں سکا۔ اہم اس سفدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کارنامہوں میں گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرنا سیکھتے تھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک کلمے کے جلتے ہوئے تھوڑے سے نجات پائی ہے۔ اس بات پر متحسین تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا آپسی اس مبارک قیصر ہندو نام ملک کا دیرگاہ نگہ ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کرے۔

میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصر ہند کی خدمت میں بھیجا تھا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گزاریں کئے تھے۔ اور میں اپنی جناب ملک معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار ہوتا۔ اور اب بھی ہوں۔ یہ خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ جیسے جیسے دعا گو کا وہ عاجز و ناتوان جو مجھے کمال اخلاص و خیر دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملک معظمہ قیصر ہند نام اقبال کی خدمت میں پیش ہوتا۔ تو اس کا جواب یہ آتا کہ

مختصر و آسان اور آتا۔ اس لئے مجھے جو اس یقین کے کہ جناب فیروز ہند کے پرہیزگار
 اخلاق پر کمال و وثوق سے حاصل ہے اس یاد دہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا اور اس عریضہ
 کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ مسٹر گدلی تے یقین کا بھرا ہوا ذور و مال کر
 اہتوں کو اس پر ارادت خطا کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ غیر اور غلط
 اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو مختصر فیروز ہند و ام القیابا کی خدمت میں
 پہنچا دے۔ اور پھر جناب ممدوح کے دل میں ابھام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے
 اخلاص کو جو حضرت ممدوح کی نسبت یہ کہہ کر ہے اپنی پاک فراموشی سے شرافت
 کریں۔ اور رعیت پروری کے رد۔ سے مجھے یہ رحمت جواب سے مستون فرمادی اور میں
 اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ فیروز ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کیلئے
 بھی مسرور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال
 رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری فیروز ہند و ام القیابا کی سلطنت کو اس ملک اور
 دیگر ملک میں قائم کیا ہے۔ تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان
 سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ و مبارک فیروز ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے
 جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلافت اور رنج فساد اور تہذیب اخلاق اور خوشنیاہ و انوک
 دور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیر سے اور آسان ہو کر کوئی ایسا مددگار
 انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے اور جس میں اور عافیت
 اور صلح کاوی کے باعث کو آپ لکھا تا چاہتی ہیں۔ سہانی آجپاشی سے اس میں مدد فرمائیے
 سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو وسیع موعود کے لئے کی نسبت خدا آسان
 مجھے بھیجا ہے تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت لحم میں پیدا ہوا اور اوروں میں
 پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں
 اس نے مجھے قیہ انتہاء برکتوں کے ساتھ بھیجا اور پاسخ بنایا اور ملکہ معظمہ کے پاک

انراض کو خود آسمان سے مدد دے

اے قیصر مبارک خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر ادا اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچائے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود ان پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رحمان اور عدل اور داد گستری میں بڑھ کر ہے۔ سلطان اور عیسائی و زبور و قرآن اس بات کو ماننے میں۔ کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑ با اور بڑی ایک ہی جگہ میں پانی پینے اور سانپوں سے بچنے نہیں گئے۔ سوائے ملک مبارک معظمہ قیصر ہندو تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے جس کی انھیں پوری دیکھ اور جو تعجب کے قابل ہو۔ وہ سمجھ لے اے ملک معظمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے۔ جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راست باز جو بچوں کی طرح میں ۲۰ شریر سانپوں کیساتھ کھلتے ہیں اور تیرے پر اس سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت زیادہ پر اس اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملک معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان تمہارے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور اقبال ملک زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں مرتبہ تیرے پر اس عہد کی طرف اشارہ پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا جیسا کہ ایلیاہی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خواہر طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیاہی گیا۔

سواں جلوس بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کوتر سے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خواہر
طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آئندہ گنہگار کے پاک دشتوں
کا فنا ممکن نہیں اسے ملکہ مظلومے تمام رعایا کی فخریہ قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب
شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے رافق امن
عام اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکا ہے۔ اور رعیت کی امداد کی پاک تبدیلیوں کے لئے
اس کا دل درد مند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت بھی جوش رانی دے گا
اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی رد و مانع انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور
اس کا دل ریاضہ مرگے دھود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور بہت اور ہمدردی عامہ
مظائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک نیک نیتی کی صورت
میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی ذریعہ کے رو سے طبعاً ایک آسمانی نبی کو
چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا کیونکہ اس وقت کا قیصر روم
ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور اسوں کی بھلائی اور نجات
کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشنے والا چاند ناصرو کی زمین سے چڑھایا
عیسیٰ نبی مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرو کے لفظ کے معنی عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبز

ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے سو اگھاری پیاری قیصر ہند خاں سمجھے
دیر گاہ تک سلامت رکھو۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصر روم سے کم
نہیں ہے۔ بلکہ ہم نور سے کہتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے
جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تو اسے مظلوم قیصر ہمدردی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر
ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور
رعیت پر درمی کے نوئے دکھائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے
کسی میں بھی نہیں پائے جلتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی

زمین میں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو لے ملکہ مسئلہ اپنی تمام
 رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے درد مند ہے اور رعیت پر دی کی تہذیب و
 میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بنائے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا
 میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے
 خدا نے تیرے حمد و عظمت میں دنیا کے درد مندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا
 اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا۔ دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو
 کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیری رحم
 کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا ہی اور اس
 کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے دوسرے مسیح موعود حکم کھلتا تھا اس لئے
 ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں
 کا نام اسلام پور قاضی بھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی
 طرف اشارہ ہو جس سے برکریوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تاسع موعود
 کا نام جو حکم ہے اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو۔ اور اسلام پور قاضی ماجھی اس
 وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ناچھ کا
 ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود
 مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر
 بھی تغیر پا کر قادیان ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک نئے
 پُر معنی نام میں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے اور دوسرے
 روحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے۔ اور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا نچھے اقبال اور
 خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے
 خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی گواہی

کو فرشتے صاف کہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف تمہارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں
 تاہم ملک کو رشک بہار بناویں۔ شریعہ وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر
 نہیں کرتا۔ اور بد ذات ہو۔ وہ نفس جو تیرے اوصافوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ
 تحقیق شدہ ہے۔ کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرور نہیں کہ میں اپنی
 زبان کی لغائی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ کے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے
 دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے
 اب رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کہ آپ کے مطلع ہیں
 بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اے
 بابرکت فیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک تاحی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک
 پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس عایا پہ پہ جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری
 ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تاہر ہیز گاری اور نیک اخلاقی اور
 صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب فیصرہ ہند مجھے
 خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیب ملاؤں میں اور ایک عیب عیسیٰوں
 میں ایسا ہے جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب انکو
 ایک مجہ نے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی چوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں
 میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دیں گے لئے تلوار کے جہاد کو
 اپنے مذہب کا ایک مہم سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا
 خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے بڑے کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک نے
 انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا مسلمانوں
 کے دل میری بائیس تیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں لیکن اس میں
 کچھ شک نہیں۔ کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پکڑ جاتے

ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا سفر اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے لیکن یہ راہِ برگِ صیغ نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار سے اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو۔ اور نیکانوں سے اپنی طرف کھینچو اور بہت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کا وسیلہ تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حلوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کبھی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے تیر کرنا کبھی مقصد نہ تھا۔ انہوں نے یہ غلط کارِ مسلمانوں میں اب تک موجود ہے جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار کلمہ زیادہ اپنے رسالے اور بیسویں کتاب میں اور اشتہارات اس کتاب اور دیگر ملکوں میں میں شائع کئے ہیں اور اسید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عریضے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دیگا۔ مالاخو یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی ذاتی نہیں لگے گا اور نہ کوئی اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خواہ مخواہ ہوں گے اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہو گا۔ کہ گویا ہو ہو رہی ہو گا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بعض لکھتے ہیں مگر کچھ نہانے اس لئے بھیجے ہے۔ کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے +

اور ان کے مقابل ہر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو بائبل شریعت میں نور کہا گیا ہے خود بالاعتدال کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں سب کو

جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے ٹھنی برگشتہ اور دور اور بھوکہ و کبیرا گندہ اور ناپاک ہو جائے جس طرح جذا م سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے اور عربا و عبرانی کے اہل زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے۔ جب کہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑے اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے اور خدا کا سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے جو بزرگوار امدان کے پاک اور منور دل کو نفوذ باندہ شیطان کے تاریک دل سے شاہد بنیاد و جو بقل ان کے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان ہے اور وہ جو عالم اور عازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا دار ثبوت ہے اسے کی نسبت نفوذ باندہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مروت ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے برگشتہ ہو کر اور معرفت الہی سے نا بینا ہو کر شیطان کا دار ثبوت بن گیا اور اس لقب کا مستحق ہو گیا۔ جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ کہ اس کے سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے سبح کا دل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا جس میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے دلی ہے دیکھو جو آسمان سے ٹوٹے ٹوٹے ہوئے غرضِ ملائکہ کے جاد کا حقیقہ مخلوق کو حق بن کر اندیشی ہو اور یہ یوں کہ یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بے اندیشی ہے مگر یہ ممکن ہے کہ توڑے ہوئے ہی اندھیل ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نفوذ باندہ کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسے بے ادبی پر موقوف ہے۔ تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرتابہ نسبت اس بات کے چھٹا

ہے کہ کبھی جیسے نور اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور محنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلح پذیر ہو جائے اور میں شکر کا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں اردوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے سمجھوتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت تحفہ ملتا تھا انہیں پڑی۔ اور ہزار مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۂ نشانوں کو دیکھ کر کیسے تائب ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیئے۔ جو وحشیانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ اور اگر وہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا جو برٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ پر جس اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ دو عیسائیوں کا یہ عجیب دور کرنے کے لئے خذلے میری وہ مدد کی جو جویر کے پاس الفاظ نہیں۔ کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر بچا لیا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوئی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا سمجھہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ سچہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہم ملی جو وہ یہ ہے کہ اداں قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نوح کشمیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ اب یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور ایک مدت تک وہ افغان میں رہے۔ اور پھر کشمیر

میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری محرمی آپ کا انتقال ہوا اور سرخونگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی فتح ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جلد تریاکچہ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے بھڑائی ہوئی ہیں۔ باہم ہشیر و شکر ہو جائیں گی۔ اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے اہلہ ٹالیں گی چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ بیسیاکہ قاذبن سڈین کے بعض دفعت سے ظاہر ہے۔ اصل عہدید ہے کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کر دل میں پیدا ہو جاتے ہیں غرض ہماری ملکہ منظر کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیے ہیں کہ دونوں قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے :

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقل مند یہ عقیدہ ہسر کر نہیں رکھے گا کہ نمود یا نہ کسی وقت ان کا دل لعنت تک زہرناک کیفیت سے زمین ہو گیا تھا۔ کیونکہ لعنت معصوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری مانتباغ میں کی گئی تھیں۔ اور فرشتے کی اس منشا کیونکہ جو بلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لئے ظاہر ہوا تھا اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کیونکہ جو اپنے یونانی کا تین دن پھل کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت جو نجات بخشی اور آپ کی

یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں اور اس امر کو کسی دانشمند کا کائنات قبول نہیں کر سکا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ مادہ معصوم ہو کر مسیح کو جاسی لے کر اس کا دشمن خواہ مخواہ مسیح کے حضور اپنے لئے تڑپتا ہوا دیکھی بلاطوس کے دل میں یہو کی اہمیت دیکھ کر اور اس کے سر سے یہ کھلا دیکھ کر اس کو سورج کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا اور ہمیں بلاطوس کی بیوی کے پاس

یہ دردناک آواز کہ ایللی ایللی بستی تانی۔ جناب الہی میں سنی گئی یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار غوسی کے ساتھ اچھل پڑے گا سو بلاشبہ ہماری ملکہ مغلوہ قیصر ہند کی برکات کا ایک پھل ہے جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تھمنا انیس سو برس کی بیجا ہمت سے پاک کیا ۔

اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریفہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں عجب جوش تھا کہ میں اپنے احلام اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصر ہند دام ملک میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا ایک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس نختہ قیصر ہند دام ملک کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا کی مملو ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کو ہوئی وہ بھی عطا فرمائے۔ اس کو خوش رکھے۔ اور ابدی خوشی پانے کے اس کے لئے سامان مہیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے۔ کہ تا اس مبارک قدم ملک مغلوہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے اپنے اس الہام سے منور کریں۔ جو سبکی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوا اور تمام معن سبز کرد و روشن کرتا۔ اور فوق اخیال تبدیل کرویتا ہے۔ یا الہی ہماری ملکہ مغلوہ قیصر ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ۔ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوردوں کی طرف دیکھنے کر لیجائے۔ اور دائمی اور ابدی سکون میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات آہوئی نہیں۔ آمین۔ اور سب کہیں کہ

آمین

۲۰ اگست ۱۸۹۹ء

الملئق:- خاکسار مرزا غلام محمد از قادیان ضلع گوندہ سرحد پنجاب

✽ جو ترجمہ کہ اسے میرے خدا ہے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ منہ

بعض اعتراضوں کے جواب

حقیقۃ الوحی

اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پورا ہو گا۔ جس کے کان سننے کے ہیں وہ سننے۔

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں گناہ چلا محمد الہام خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم ان کے مقابل یہ دکھانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی نجائش نہیں ہو سکتی اس لئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس نشان ان میں سے لکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں۔ اور بعض اس امت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر ان پیشگوئیوں کو تقدیم نہ مانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی انھیں کو مقدم دکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبر وار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں۔۔۔

(۱) پہلا نشان۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ مبعث نبیہ الامۃ علیہ السلام کل امة منہ من محمد لہا دینہا۔ رواہ الوداع یعنی خدا ہر ایک صدی کے سرے اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں سال جانا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلا دیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

مجدد خدا تعالیٰ نے مجھے صحت ہی نہیں دی کہ کتاب میں نازلے وغیرہ آیتیں ایسی لکھی ہیں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوئے ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ یہ آیتیں اور یہ نازلے صرف پنجاب کے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آیتوں کے تحت آگئی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت سے تباہ ہو چکے ہیں یہی گڑھی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہوگی پھر یہ جو ناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا۔ ص ۶۰

حقیقۃ الوحی

بعض امیر اہل حق کے جواب

علماء اُمت میں مسلم علی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضع بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود محمدؐ کو ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حقہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر اساطیر کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدمؑ سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کئے گئے گزرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ انتہیٰ طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگرچہ ہوا تو چھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خدایات عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تئیس سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور اسی ہی وہ ایک شخص ہوں جس کی اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ اور میں ہی وہ ایک ہوں جس کی عیسائوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ طزم کیا ہے جس تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انھیں صفا کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نو مہینے رکھی ہیں۔

REGD. No. L-7774

GRAM : LADDITION

BY PERMISSION OF THE GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF JUSTICE

VOL. XXVI

No. 8

The Supreme Court Monthly Review

COMPRISING OF SUPREME COURT CASES

Editors :

KHAWAJA MUHAMMAD ASAF, B.A., LL.B.

MR. MUHAMMAD ZUBAIR SABED, B.A., LL.B.

— AUGUST, 1993 —

Citation : 1993 S C M R 1687

[pp. 1557—1792]

SUPREME COURT MONTHLY REVIEW

35-NABHA ROAD, LAHORE

(Phones : 211497/214883)



Printed and Published by Malik Muhammad Saeed at the Pakistan
Educational Press, Lahore.

Monthly for regular subscribers Rs. 40/-
For non-subscribers Rs. 50/-

Annual Subscription : Rs. 400/-
(Postage/carriage extra)

1993]

Zaheeruddin v. State
(Abdul Qadeer Chaudhry, J)

1777

praise him. Therefore, if anything is said against the Prophet, it will injure the feelings of a Muslim and may even incite him to the breach of peace, depending on the intensity of the attack. The learned Judge in the High Court has quoted extensively from the Ahmadi literature to show how Mirza Ghulam Ahmad belittled also the other Prophets, particularly, Jesus Christ, whose place he wanted to occupy. We may not, however, repeat that material but two examples may suffice. Mirza Ghulam Ahmad wrote:

"The miracles that the other Prophets possessed individually were all granted to Muhammad (p.b.u.h.). They all were then given to me as I am his shadow. It is for this reason that my names are Adam, Abraham, Moses, Noah, David, Joseph, Solomon, John and Jesus Christ..." (Malfoozaat, Vol. 3, page 270, printed Rabwah).

About Jesus Christ he stated:

"The ancestors of Jesus Christ were pious and innocent? His three paternal grandmothers and maternal grandmothers were prostitutes and whores and that is the blood he represents."

(Appendix Anjaame Atham, Note 7).

Qur'an on the other hand, praises Jesus Christ, his mother and his family. (See 3: 33-37, 3:45-47, 19: 16-32). Can any Muslim utter anything against Qur'an and can anyone who does so claim to be a Muslim? How can then Mirza Ghulam Ahmed or his followers claim to be Muslims? It may also be noted here that, for his above writings, Mirza Sahib could have been convicted and punished, by an English Court, for the offence of blasphemy, under the Blasphemy Act, 1679, with a term of imprisonment.

84. Again, as far as the Holy Prophet Muhammad (p.b.u.h.) is concerned:

"every Muslim who is firm in his faith, must love him more than his children, family, parents and much more than any one else in the world."

(See Al-Bukhari, Kitabul Eeman, Bab Hubbul Rasool Min-al-Eeman).

Can then anyone blame a Muslim if he loses control of himself on hearing, reading or seeing such blasphemous material as has been produced by Mirza Sahib?

85. It is in this background that one should visualise the public conduct of Ahmadis, at the centenary celebrations and imagine the reaction that it might have attracted from the Muslims. So, if an Ahmadi is allowed by the administration or the law to display or chant in public, the Shaair-e-Islam, it is like creating a Rushdi out of him. Can the administration in that case guarantee his life, liberty and property and if so at what cost? Again, if this permission is given to a procession or assembly on the streets or a public place, it is like permitting civil war. It is not a mere guesswork. It has happened, in

fact many a time, in the past, and had been checked at cost of colossal loss of life and property (For details, Munir's report may be seen). The reason is that when an Ahmadi or Ahmadis display in public on a placard, a badge or a poster or write on walls or ceremonial gates or bunting, the 'Kalima', or chant other 'Shaa'e Islam' it would amount to publicly defiling the name of Holy Prophet (p.b.u.h.) and also other Prophets, and exalting the name of Mirza Sahib, thus infuriating and instigating the Muslims so that there may be a serious cause for disturbance of the public peace, order and tranquillity and it may result in loss of life and property. The preventive actions, in such situations are imperative in order to maintain law and order and save loss or damage to life and property particularly of Ahmadis. In that situation, the decisions of the concerned local authorities cannot be overruled by this Court, in this jurisdiction. They are the best judges unless contrary is proved in law or fact.

86. The action which gave rise to the present proceedings arose out of the order of the District Magistrate, passed under section 144, Cr.P.C. The Ahmadi community who are the predominant residents of Rabwah were informed of the order of the District Magistrate through their office-bearers, by the Resident Magistrate and directed to remove ceremonial gates, banners and illuminations and further ensure that no further writing will be done on the walls. The appellants could not show that the above practices are essential and integral part of their religion. Even the holding of centenary celebrations on the roads and streets was not shown to be the essential and integral part of their religion.

87. The question whether such a requirement is a part of freedom of religion and if they are subject to public safety, law and order etc. has already been discussed in detail, in the light of the judgments from countries like Australia, and the United States, where the fundamental rights are given top priority. We have also quoted judgments even from India. Nowhere the practices which are neither essential nor integral part of the religion are given priority over the public safety and the law and order. Rather, even the essential religious practices have been sacrificed at the altar of public safety and tranquillity.

88. It is stated by the appellants that they wanted to celebrate the 100 years Ahmadi movement in a harmless and innocent manner, inter alia; by offering special thanks-giving prayers, distribution of sweets amongst children, and serving of food to the poor. We do not find any order stopping these activities, in private. The Ahmadis like other minorities are free to profess their religion in this country and no one can take away that right of theirs, either by legislation or by executive orders. They must, however, honour the Constitution and the law and should neither desecrate or defile the pious personage of any other religion including Islam, nor should they use their exclusive epithets, descriptions and titles and also avoid using the exclusive

1993]

Zabeeruddin v. State
(Saleem Akhtar, J)

1779

names like mosque and practice like 'Azan', so that the feelings of the Muslim community are not injured and the people are not misled or deceived as regards the faith.

89. We also do not think that the Ahmadis will face any difficulty in coining new names, epithets, titles and descriptions for their personages, places and practices. After all Hindus, Christians, Sikhs and other communities have their own epithets etc., and are celebrating their festivals peacefully, and without any law and order problem and trouble. However, the executive, being always under a duty to preserve law and order and safeguard the life, liberty, property and honour of the citizens, shall intervene if there is a threat to any of the above values.

90. It may be mentioned here that the learned single Judge has passed a detailed and well-reasoned order and has sagaciously and candidly taken into consideration judgments from such foreign jurisdictions which would infuse confidence in this hypersensitive, non-Muslim minority, i.e. Ahmadia. Therefore, we instead of further burdening the record, would adopt his reasoning also. The Ordinance is thus held to be not ultra vires of the Constitution. The result is that we find that neither is Article 20 of the Constitution attracted to the facts of the case nor is there any merit in this appeal. The appeal is dismissed.

91. As a result of the above discussion, the connected appeals are also dismissed.

(Sd.) Abdul Qadeer, Ch. J

(Sd.) Muhammad Afzal Lone, J

(Sd.) Wali Muhammad Khan, J

SALEEM AKHTAR, J.—The appellants have claimed protection of their right under Articles 19, 20 and 25 on the basis of being a minority as declared by the Constitution. They admit to be a minority in terms of the Constitution as distinguished from the Muslims. Their claim being that they should be treated equally under law like other minorities enjoying freedom of speech and expression and they should be allowed to profess, practise and propagate their religion. The first claim is covered by Articles 19 and 25 while the second one is based on Article 20.

2. Law permits reasonable classification and distinction in the same class of persons, but it should be founded on reasonable distinction and reasonable basis. Reference can be made to Government of Balochistan v. Azizullah Memon PLD 1993 SC 314. The Qadianis/Ahmadis on the basis of their faith and religion as elucidated by my learned brother Abdul Qadeer Chaudhry, J. vis-a-vis Muslims stand at a different pedestal as compared to other minorities. Therefore, considering these facts and in order to maintain public order it was felt necessary to classify them differently and promulgate the impugned law to

22

AAA

عقیدہ سے رجوع کر لوں گا۔ سواب تم بھی اس وقت اپنا ارادہ بیان کرو کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے نزدیک کاذب ٹھہرے اور کچھ لعنت اور عذاب کا اثر تم پر وارد ہو گیا تو تم بھی اپنے اس تکفیر کے عقیدہ سے رجوع کرو گے یا نہیں۔ فی الغد عبدالمحق نے مسان جواب دیا کہ اگر میں اپنی اس بددعا سے سجدہ اور بندہ اور کچھ بھی ہو جاؤں۔ تب بھی میں اپنا یہ عقیدہ تکفیر ہرگز نہ چھوڑوں گا اور کافر کا فریاد سے باز نہیں آؤں گا۔ تب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا کہ جس مباحثہ کو حق اور باطل کے آسانے کے لئے اس نے میاں ٹھہرایا تھا اور جو قرآن کریم کی رو سے بھی حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے ایک معیار ہے کیونکہ اور کس قدر جلد اس معیار سے شخص سپر گید اور زیادہ تر ظلم اور تعصب اس کا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ اس بات کے لئے تو تیار ہے کہ فریق مخالف پر مباحثہ کے بعد کسی قسم کا عذاب نازل ہو اور وہ اس کے اس عذاب کو اپنے صادق ہونے کے لئے بطور دلیل اور ثبوت کے پیش کرے۔ لیکن وہ اگر آپ ہی مورد عذاب ہو جائیں تو پھر مخالفت کے لئے اس کے کاذب ہونے کی یہ دلیل اور ثبوت نہ ہو۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ یہ قول عبدالمحق کا کس قدر امانت اور دیانت اور ایمانداری سے دُور ہے گویا مباحثہ کے بعد ہی اس کی اندرونی حالت کا مسخ ہونا کھل گیا۔ یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندہ اور سوز ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیریوں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی۔ اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی اُن سے سلب ہو گئی تھی۔ اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے جیسا کہ قرآن کریم اسی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے۔ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَكَذَّبُوا مَا يُزْمَنُونَ۔ وَقَوْلُهُمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا۔ یعنی کافر کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ ایسے رفیق اور پستے دل نہیں کہ حق کا امتشاف دیکھ کر اس کو قبول کریں۔ اللہ جلّ شانہ اس کے جواب میں فرماتا ہے

عرض ناشر

اللہ رب العزت کا شکر ہے جس نے ہمیں افضل الانبیاء، امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، قائد الانبیاء، خطیب الانبیاء، سید المرسلین، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، محبوب رب العالمین ﷺ کا امتی بنا کر انکی شفاعت کبریٰ کا امیدوار بنایا اور پھر رب العالمین کا بے حد احسان ہے جس نے ہمیں ان عظیم ہستیوں سے جوڑا ہے جو واقعی فانی الرسول ﷺ ہیں میری مراد سیدی حضرت اقدس سید نفیس الحسنی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ، استاذی المکرم سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی نور اللہ مرقدہ اور ان کے اساتذہ و مشائخ ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی پہلی درس گاہ صفہ سے امام الانبیاء خاتم النبیین والمعصومین ﷺ کی تعلیمات جو اسلام کے درخشندہ ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضون کے ذریعہ ان تک پہنچیں، کے امین و محافظ بنے رہے اور اپنی جسمانی و روحانی اولاد کو بھی یہی مشن سونپ گئے۔ علماء حق علماء دیوبند نے انگریز کے سو سالہ جبر و استبداد کے دور میں بھی اعلاء کلمۃ اللہ نہ چھوڑا بلکہ آخر دم تک جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھا اور دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھ کر (جہاد اکبر) کا آغاز کیا۔ یہی قافلہ حریت کبھی مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، شیخ الہند رحمہ اللہ، کبھی شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور کبھی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں نظر آتا ہے اور کبھی شامی کے میدان میں اور کبھی بالاکوٹ کی سنگلاخ وادیوں میں نبوی مشن کو زندہ کرتا نظر آتا ہے۔

انگریز استعمار نے جب قوم کے دلوں سے جذبہ جہاد اور محبت رسول اکرم ﷺ نکالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا تو سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے اس کا تعاقب کیا اس کے بعد تمام علماء حق اس فتنے کی سرکوبی کے لیے سرگرم ہو گئے۔ اس میں کوئی سزا کوئی ملامت ان کو اس مشن سے نہ روک سکی اور انگریزی دور میں ہی مقدمہ بہاولپور میں رئیس المحدثین علامہ سید انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی اور ذریت کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد کو واضح کیا۔ اس مقدمہ میں حکومت برطانیہ نے بھی قادیانیوں کے حق میں فیصلے کے لیے دباؤ ڈالا لیکن ناموس نبی کے پاسداروں نے اسے مسترد کر دیا اور بہاولپور کی عدالت کے محمد اکبر نامی جج نے دلائل کے ساتھ قادیانیوں کے کفر پر مہر ثبت کر دی، پھر پاکستان کی قانون ساز قومی اسمبلی نے 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ 1984ء میں صدر ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے قادیانیت کی تبلیغ اور شعائر اسلامی کے استعمال پر پابندی عائد کی جو کہ مسلمانوں کا قانونی، شرعی و اخلاقی حق ہے۔

انگریزی نبی کی چالاک جماعت نے جب چناب نگر (ربوہ^x) کو اپنا مرکز بنایا تو اپنے

اسلاف کی تحفظ ختم نبوت کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے سفیر ختم نبوت حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ میدان میں آئے اور ہر میدان میں منکرین ختم نبوت کو چاروں شانے چت کیا اور اب آپ کے جانشین اس مشن میں منہمک ہیں۔ اللہ رب العزت قبولیت سے نوازے اور استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

روس نے جب غیور افغانوں کو انکی سرزمین پر ظلم و قہر کا نشانہ بنایا تو خائفہ و راءے پوری کے ایک نواوے پیارے نبی کے پیارے نوا سے سید انور نفیس الحسنی (رحمہ اللہ تعالیٰ) حضرت خواجہ معین الدین اجیری رحمہ اللہ حضرت شاہ اسلعل شہید رحمہ اللہ اور حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے وارث جہادنی سبیل اللہ کے لیے ان سنگلاخ پہاڑوں میں کفر سے ٹکرائے جنہوں نے مجاہدین اسلام و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جہادی سنتوں کو زندہ کیا کہ دن کو میدان جہاد کے شہ سوار بنے رات کو مصلیٰ پر کھڑے ہو کر قادر مطلق کو مدد کے لیے راضی کر لیا۔

جب منکرین ختم نبوت و منکرین جہاد نے سراٹھایا تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ختم نبوت کا ایک سپاہی بن کر اس مشن میں بھرپور حصہ لیا اور 1974ء کی تحریک میں آپ شریک ہوئے اور قربانیاں دے کر اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا دینی حلقوں میں لوہا منوایا۔

یوں پوری زندگی مشن ختم نبوت سے وابستہ ہو گئے اور پھر تاحیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر بن کر منکرین ختم نبوت کی سرگرمیوں نظر رکھتے رہے اور خاتم المرسلین ﷺ کی ختم نبوت پر کبھی آنچ نہ آنے دی۔ آپ عشق نبوت میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ جب بھی ذکر محبوب ﷺ ہوتا تو بے ساختہ آنسوؤں کی برسات شروع ہو جاتی جو مجلس کو معطر و معور کر دیتی۔ آپ کی مجلس میں جب ذکر حبیب ﷺ چھڑتا تو آپ کے چہرے پر ایک رونق، بشارت و دق نظر آنے لگتی۔ مجلس کا ہر فرد محبت نبوی ﷺ سے اپنے قلب کو منور پاتا۔ حضرت کا نعتیہ کلام کا مجموعہ اس کی بڑی دلیل ہے۔ خصوصاً حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کا درج ذیل کلام رہتی دنیا کے لیے محبت نبوی میں ڈوبی ایک تصویر ہے۔

اے رسول! میں ﷺ، خاتم المرسلین ﷺ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کاش میرے محبوب کی دھرتی، مجھ یہ نفیس یہ شفقت کرتی
اپنے اندر مجھ کو سموتی؛ صلی اللہ علیہ وسلم

میرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ، میرا ہنر پر ہے ان کا سایہ
حضور خواجہ معین الدین، میرے قلم کا، مرے ہنر کا سلام پہنچے

ختم نبوت کے بارے میں حضرت شاہ صاحب کا ملاحظہ:
اس وقت دینی کاموں میں دفاعِ ختم نبوت سب سے بڑا دینی کام ہے۔

خالق کائنات کا کرشمہ:

جہاد فی سبیل اللہ کے بڑے امراء اور اہل حق کی تینوں جماعتوں کے سربراہان کا اصلاحی تعلق بھی حضرت اقدس سید نقیس الحسینی رحمہ اللہ سے تھا۔

تحریک ختم نبوت کے مشن کو زندہ رکھنے والے مجاہد ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب نے باقاعدہ خانقاہ سید احمد شہید میں عشرہ بھر قیام فرمایا اور حضرت سے اصلاحِ قلب کرواتے رہے۔ راقم کو بھی مشن تحفظ ختم نبوت میں حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ نے لگایا، لیکن مشن میں انہماک حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی توجہ سے ہی نصیب ہوا بلکہ اخلاص فی المشن حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کا ہی فیضان ہے۔

مصنف کے بارے میں:

محترم بھائی متین خالد صاحب زید معالیہ و محاسبہ سے شناسائی استاذ مکرم مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسٹیٹ بینک میں برادرِ مکرم بھائی طاہر عبدالرزاق صاحب کے ذریعہ سے ہوئی۔ مشن میں اشتراک کی وجہ سے بھائی متین خالد صاحب سے محبت بڑھتی گئی۔ ان کی کتب خاص طور پر ”تحفظ ختم نبوت اہمیت و فضیلت“، ”ثبوت حاضر ہیں“ اور ”احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے“ کی وجہ سے محبت بڑھ گئی۔ بندہ نے امیر انٹرنیشنل ختم نبوت مودونٹ مولانا عبدالحفیظ کی مدظلہ کی اجازت سے بھائی متین خالد صاحب سے گزارش کی کہ آپ کی کتاب ”احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے“ اپنی جماعت کی طرف سے شائع کرنا چاہتا ہوں جس کو انہوں نے نہ صرف کمال محبت سے قبول کیا بلکہ اعلیٰ اخلاق اور وسعتِ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری کتاب کی ٹریسنگ اور کاپیاں جڑوا کر میرے پاس پہنچا دیں۔ جس سے میں مزید ان کا مداح ہو گیا ہوں۔ بندہ اور میرے دوستوں نے اس کتاب کو آرٹ پیپر پر اس لیے شائع کرنے کا فیصلہ کیا کہ شاید یہ امر بھی ”حکمت اور موعظتِ حسنہ“ کا حصہ بن جائے۔ مصنف نے اپنی صلاحیتیں خوب صرف کی ہیں اور قادیانی دلاہوری ہردو گروہوں کو پوری امت کی طرف سے دعوت الی الاسلام کا حق ادا کر دیا ہے۔

کچھ انٹرنیشنل ختم نبوت مودونٹ کے بارے میں:

اس جماعت کی منظوری مکہ مکرمہ میں خواجہ خا جگان قطب الاقطاب حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ العالی نے دی۔ پھر کندیاں شریف میں ایک اجلاس بلا کر اس فیصلہ کی توثیق فرمائی اور دعاؤں کے

ساتھ ساتھ ایک تائیدی خط بھی تحریر فرمادیا۔ حضرت کی دعاؤں کی برکت ہے کہ یہ جماعت دنیا کے بہت سے ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے اپنا خوب تعارف رکھتی ہے۔

جماعت کے بانیان:

سفر ختم نبوت فاتح (ربوہ X) چناب نگر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ، خطیب ایشیا حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالحمید علی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ ہیں جو کہ جماعت کے موجودہ امیر بھی ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہ، مولانا محمد علی مجازی مدظلہ اور مولانا اسحاق خان کشمیری مدظلہ اس کے پشتی بان ہیں۔ حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ کی وجہ سے اس جماعت کو امام الحرمین الشریفین امام عبداللہ ابن سبیل کی دعاؤں اور مالی معاونت سے تائید حاصل ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

جماعت بیرون ممالک میں اور اندرون ملک پاکستان میں بہت ساری خدمات سرانجام دے رہی ہے اور دیتی رہے گی۔ (انشاء اللہ)۔ آپ کے ہاتھوں میں جماعت کی طرف سے یہ پانچویں کتاب ہے۔

(۱) تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ

(۲) علامہ اقبال اور قادیانیت

(۳) قادیانیوں کی ناکامیوں کی مختصر روئداد

(۴) جماعت ہر سال ختم نبوت ڈائری کی اشاعت کا اہتمام کرتی ہے جو کہ بہت مقبول ہوئی۔

(۵) جماعت کا ترجمان ایک رسالہ ماہ نامہ ”انوار ختم نبوت“ جو مسلسل اشاعت پذیر ہے۔ رسالہ کا دفتر جامع مسجد نیاز سردار چیل چوک بلال گنج لاہور میں واقع ہے۔

ہماری دعوت:

ہماری تمام مسلمان بھائیوں کو دعوت ہے کہ آپ چاہے کسی بھی طبقہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں مشن ختم نبوت میں ہمارے ساتھی اور رکن بن کر ختم نبوت کے سپاہی بن جائیں اور شفاعت نبی ﷺ کے امیدوار بنیں۔

والسلام

قاری محمد رفیق

مرکزی ناظم نشر و اشاعت و رابطہ سیکریٹری
انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ، پاکستان۔

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دام فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا باطل عقائد و نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے پڑھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے ہم ہر وقت حاضر ہیں۔ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر انہیں سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر ان کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں یا غلط تاویلات میں الجھائیں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہِ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم خلوصِ دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین